مولیٰ اور معاویہ
مؤلفہ
جناب علامہ حاجی سید
بابا خلیل احمد صاحب
چشتی صابری امجدی فاضل علوم مشرقی و مغربی بنارس
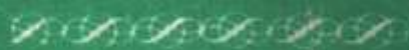
ان الیہود بحب نبیہا - امنت من دھرہا الخوان و دودا لصلیب
بحب علیٰ عیسیٰ یمشون زھوا فی قری نجران والمؤمنون
بحب آل محمد - یرمون فی الآفاق بالنیران -

یہودی اپنے نبی کی محبت کے سبب سے خوار زمانہ کی گردش سے مامون رہے اور نصاریٰ بسبب حضرت عیسیٰ کی محبت میں نجران کی آبادیوں کے اندر اکڑتے اکڑتے پھرتے ہیں لیکن جو لوگ آل محمدؐ کی محبت پر ایمان رکھتے ہیں ان پر تمام خلق میں آگ برسائی جاتی ہے۔

مولیٰ اور معاویہ

مؤلفہ

جناب علامہ حلبی سید بابا خلیل احمد رضا چشتی صابری بری امجدی

فاضل علوم مشرقی و مغربی۔ بنارس

حسب فرمائش

طالبان حق و تحقیق بنارس طبع

در مطبع علمی الیکٹرک مشین پریس تلیا نالہ فون ۵۵ بنارس طبع شد

مولیٰ اور معاویہؓ کے مضامین کی فہرست

۳۹ شرف النبوۃ از علامہ ابوسعد
۴۰ مدارج النبوۃ از حضرت شیخ محدث دہلوی
۴۱ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب از علامہ ابن عبدالبر
۴۲ طبقات ابن سعد
۴۳ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
۴۴ اصابہ فی تمیز الصحابہ
۴۵ سنن بیہقی
۴۶ سنن علامہ ابن ابی عاصم
۴۷ ارجوزہ از علامہ حنظلی
۴۸ نہایۃ العقول از علامہ ابن ابی الحدید
۴۹ تذکرۃ الاذکیا فی احوال الانبیا
۵۰ شواہد النبوۃ از حضرت ملا جامی
۵۱ السیرۃ از حضرت ملا جیون
۵۲ الاکتفا از علامہ محب الطبری
۵۳ انسان العیون از محدث علی ابن برہان الدین شافعی
۵۴ کفایۃ الطالب
۵۵ مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب
۵۶ جواہر العقدین از علامہ سمہودی
۵۷ شرح عقائد نسفی از علامہ سعد الدین تفتازانی
۵۸ شرح مقاصد از علامہ سعد الدین تفتازانی
۵۹ شرح مواقف
۶۰ شرح عقائد از ملا خسرو رومی
۶۱ حسن العقیدہ از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
۶۲ قرۃ العینین از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
۶۳ ازالۃ الخفا از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
۶۴ تحفہ اثنا عشریہ از حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی
۶۵ تحریر الشہادتین از حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی
۶۶ حق المبین از علامہ رشید المتکلمین
۶۷ روض الازہر
۶۸ قاموس
۶۹ دیوان بدیع البیان یا دیوان علی ابن ابی طالب
۷۰ کلام حضرت حسان بن ثابت
۷۱ " عبدالرحمن ابن حسان بن ثابت
۷۲ " امام شافعی
۷۳ " جابر اندلسی

نمبر	نام کتاب
۷۴	کلام حضرت فرزدق تمیمی
۷۵	" ابن المفرغ حمیری
۷۶	" بوعلی شاہ قلندر، حضرت مولانا روم، حضرت امام نووی، حضرت حافظ، حضرت جامی، حضرت شاہ نیاز، مرزا غالب، علامہ اقبال اور حضرت دسی۔
۷۷	الاغراد از علامہ [illegible]
۷۸	المستطرف
۷۹	نفحۃ الیمن
۸۰	عقد الفرید
۸۱	یزید نامہ از خواجہ حسن نظامی
۸۲	رفع الحجاب عن فصل الخطاب از [illegible] صاحب
۸۳	نصائح کافیہ از علامہ سید محمد ابن عقیل
۸۴	التذکرہ [illegible] علامہ حافظ ذہبی
۸۵	تاریخ طبری عربی
۸۶	" " فارسی
۸۷	تاریخ ابو الفدا
۸۸	" ابن عساکر
۸۹	تاریخ [illegible] از حضرت [illegible] شاہ
۹۰	تاریخ الامۃ
۹۱	روضۃ الاحباب
۹۲	ربیع الابرار از علامہ زمخشری
۹۳	رجح المطالب از مولانا مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری۔
۹۴	کتاب الاغانی از علامہ ابو الفرج اصفہانی
۹۵	المحاضرات از علامہ راغب اصفہانی
۹۶	الاحداث از علامہ ابو الحسن مدائنی
۹۷	کتاب الآل از علامہ ابن خالویہ
۹۸	شرح ابن ابی الحدید
۹۹	الرد علی الامامیہ از علامہ ابو عثمان الحافظ
۱۰۰	نزل الابرار از علامہ مرزا محمد بدخشی
۱۰۱	صواعق محرقہ از علامہ ابن حجر الہیتمی
۱۰۲	حیواۃ الحیوان
۱۰۳	تاریخ ابن خلکان
۱۰۴	تاریخ الخلفا از علامہ جلال الدین سیوطی
۱۰۵	کتاب اللطیفہ از حافظ عبد العزیز ابن الاخضر
۱۰۶	الکامل از علامہ ابن اثیر
۱۰۷	تذکرۃ خواص الامۃ از علامہ سبط ابن جوزی
۱۰۸	مجمع البحرین از علامہ طریحی
۱۰۹	ابو الشہدا از علامہ عباس محمود العقاد مصری
۱۱۰	مروج الذہب از علامہ مسعودی
۱۱۱	علی بالقتل از علامہ ابو الحسن مدائنی

نمبر	نام کتاب	نمبر	نام کتاب
	سن السیرہ از علامہ عبد القادر ابن محمد طبری	۱۲۸	موطا امام مالک
۱۱۲	المختصر فی اخبار البشر از علامہ اسمٰعیل ابن	۱۲۹	کتاب المعمرین از علامہ ابو حاتم سجستانی
	علی ابن محمود	۱۳۰	الموفقیات از علامہ زبیر ابن بکار
۱۱[illegible]	طبقات الاولیا	۱۳۱	تاریخ ابن عاصم
۱۱۵	کتاب الخمیس از علامہ دیار بکری	۱۳۲	کتاب الصمت از علامہ ابن ابی الدنیا
۱۱۶	مفتاح النجاۃ از مرزا محمد خان	۱۳۳	مصنف ابن ابی شیبہ
[illegible]	مراۃ العجائب از شیخ عبد اللہ محمد ابن عمر	۱۳۴	احیاء العلوم از حضرت امام غزالی
	زین الدین ابن الواقدی	۱۳۵	ملفوظات خواجگان چشت
۱۱۸	سیرۃ الاولیا از حضرت امیر خسرو	۱۳۶	ملفوظات حضرت مخدوم شیخ شرف الدین
۱۱۹	حبیب السیر از حضرت علاء غیاث الدین		احمد یحییٰ منیری
	ابن ہمام الدین المعروف بخواند امیر	۱۳۷	لطائف اشرفی
۱۲۰	کتاب الامامۃ والسیاسۃ از امام ابی محمد	۱۳۸	الابانۃ از علامہ ابو نصر السجزی
	ابن مسلم قتیبہ	۱۳۹	محاضرات الراغب اصفہانی
۱۲۱	الاوسط از علامہ طبرانی		جرح و تعدیل:- ۱- ابوبکر محمد ابن ابی نصر القونوی
۱۲۲	دفاع الوفا از علامہ ابن اسحاق		۲- البزار - ۳- ابو ہاشم - ۴- سمرقندی
۱۲۳	شرح الصدور فی شرح احوال الموتیٰ والقبور		۵- ابن الجراح - ۶- عائلی - ۷- ابوبکر
	از علامہ جلال الدین سیوطی		ابن یوسف - ۸- ابن مردویہ - ۹- علامہ
۱۲۴	کتاب الدلائل از علامہ بیہقی		واقدی - ۱۰- ابن خزیمہ - ۱۱- ابن عساکر
۱۲۵	الکشاف از علامہ زمخشری		۱۲- ابو الکرام عبد السلام ابن محمد
[illegible]	الاسعاف		ابن حسن - ۱۳- ابن السمعان - ۱۴-
۱۲۷	کلام حضرت عبد الرحمٰن بن حسان بن ثابت		خطیب - ۱۵- دولابی - ۱۶- ابن النجار

۱۷- ابو حمزہ - ۱۸- ابی ثعلبہ - ۱۹- ثعلبی - ۲۰- خوارزمی - ۲۱- ابو نعیم - ۲۲- منصور ابن عمار - ۲۳- علامہ باندی - ۲۴- سید علی ہمدانی - ۲۵- ابن حجر العسقلانی - ۲۶- زید ابن ارقم - ۲۷- حضرت جابر - ۲۸- ابن منده - ۲۹- شعبی - ۳۰- سعید ابن المسیب - ۳۱- زہری - ۳۲- خالد ابن معدان - ۳۳- حضرت مقدام - ۳۴- حضرت عمر ابن شیبہ - ۳۵- ابن مخیمرہ - ۳۶- شعیب ابن عمر ثقفی وغیرہ۔

نوٹ: میں نے حتی الامکان کوشش تو بہت کی کہ کتابت کی کوئی غلطی کتاب میں نہ رہ جائے لیکن چونکہ پوری کتاب تقریباً عربی میں ہے اس لئے غلطی کا واقع ہونا لازمی و ضروری تھا۔ انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں کوشش کروں گا کہ کتابت کی یہ غلطیاں پھر دوبارہ نہ ہونے پائیں۔ (بابا خلیل احمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ الذی خلق السموات والارضین (تمام تعریفیں
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہی ہیں جنہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو)
وجعلنا خیر الامم امتہ محمد رحمتہ للعٰلمین (اور جنہوں نے ہم لوگوں
کو تمام امتوں میں بہتر بنایا اس لئے کہ ہم ان کے حبیب و محبوب محمد الرسول اللہ
کی امت میں ہیں جو رحمت ہیں تمام جہانوں کے لئے) ورفع درجات المؤمنین
بالصدق والایمان (اور جنہوں نے بلند کر دیا اہل ایمان کے درجات کو سچائی اور
ایمان کے ساتھ) وخص من بینھم آل سید المرسلین واصحابہ بمزید
الفضل والاحسان (اور جنہوں نے مخصوص فرما دیا ہے تمام اہل ایمان میں سید
المرسلین کی اولاد کو اور ان کے اصحاب کو انکی بزرگیوں اور ان کے کارہائے نیک
کی زیادتیوں کی وجہ سے) وجعل مودتھم جنۃ من النیران وموجبتہ
لدخول الجنان (اور سرکار ابد قرار کی اولاد اور ان کے اصحاب کی محبت کو دوزخ
کی آگ سے بچنے کا سپر اور جنت میں داخل ہونے کا سبب بنایا ہے) والصلوٰۃ
والسلام علےٰ بدر الدجیٰ صدر التقیٰ کہف الوریٰ نجم العلےٰ شمس
الضحیٰ صاحب قاب قوسین اوادنیٰ محمد ن المصطفیٰ واحمد ن المجتبیٰ
الذی ارسلہ اللہ بالھدیٰ وعلےٰ آلہ واصحابہ الذین قال فی
حقھم خالق الاولین والاخرین بلسان خاتم النبیین من تمسک بھم
فقد رشد وھدیٰ ومن تخلف عنھم ھلک وردیٰ فور بھم وبحبہ الذین

وانضمحل بہم ظلام الباطل ولمع بھم نور الیقین (اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو تاریکی کے ماہ کامل پر۔ پرہیزگاری کے مصدر پر۔ مخلوق خدا کے اوپر سایہ ڈالنے والے پر۔ ستارۂ بلند پر۔ آفتاب روشن پر۔ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ پر یعنی محمد مصطفٰے اور احمد مجتبٰے پر۔ جو ایسے رسول ہیں کہ بھیجا اللہ پاک نے ان کو ہدایت کے ساتھ اور اُن کے آل اور اصحاب پر۔ ایسی آل اور اصحاب کہ فرمایا اُن کے حق میں خالق اولین اور آخرین نے زبان خاتم النبیین سے کہ جس نے تمسک کیا ان کے ساتھ وہ نیک بخت ہوا اور اس نے راہ پائی اور جس نے اُن سے روگردانی اور مخالفت کی وہ ہلاک ہو گیا اور ذلیل ہوا اور روشن ہوا سرکار کی آل اور اولاد سے چہرہ دین کا اور جاتا رہا گئی اُنکی وجہ سے تاریکی باطل کی اور چمک اٹھا اُن کے وسیلہ سے نور یقین کا)

اما بعد فاعلم ان مودۃ آل سید الکائنات من الایمان (اس کے بعد تم کو جان لینا چاہیے کہ محبت اور الفت سید کائنات کے آل اور انکی اولاد کی ایمان سے ہے) وان تعظیمہم من الاسلام (اور لازمی اور ضروری ہے مسلمانوں کے لئے انکی تعظیم اس لئے کہ وہ ایک رکن ہے ایمان اور اسلام کا) ومحبتہم بالجنان ورعایتہ حقوقہم بالصدق والایقان (پھر لازم ہے ہر مسلمان کے اوپر انکی محبت دل سے اور اُن کے حقوق کی رعایت سچائی اور یقین کے ساتھ)

وانی فی زمان قل کثر فیہ القیل والقال وقل العلماء وکثر الجھال (اور حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ایسے زمانہ میں ہوں کہ بڑھ گئی ہے اس زمانہ میں بکواس اور کم ہو گئے ہیں علما اور بڑھ گئے جاہل لوگ) کما تقتضا اھل الزمان المناسبۃ والجدال (اس زمانہ کے لوگوں کی مناسبت پوچھ

لڑائی اور جھگڑا ہے) وقد اکتفوا بما فھموا بزعمھم من ظاھر المقال من غیر ان یکون لھم اطلاع علیٰ حقیقۃ الحال (اس زمانہ کے لوگوں نے اکتفا کر لیا ہے محض اُنہی باتوں پر جو وہ سمجھ گئے ہیں اپنی دانست میں ظاہر کلام سے بغیر اس کے ان کو حقیقت حال کی کوئی خبر یا آگاہی ہو) حتیٰ ینسبون بالحسد والعناد لمن یریدون الی الفسق ولمن یریدون الی الرفض ولا یبالون بذا لان ھذا البھتان والکذب من عظائم الاثم عند اللہ ذی الجلال (یہاں تک کہ نسبت کرتے ہیں حسد اور دشمنی سے جس کسی کو چاہتے ہیں فسق کی طرف اور جس کسی کو چاہتے ہیں رافضیت اور شیعیت کی جانب اور یہ نہیں سمجھتے کہ جھوٹ اور تہمت لگانا اللہ جل جلالہ کے نزدیک سارے گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔

حتیٰ من بین فضائل علی کرم اللہ وجھہ الکریم یقولون انہ رافضی لا یدرون ما الرفض (یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ جو شخص ظاہر کرتا ہے فضائل حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس کو کہنے لگتے ہیں کہ وہ رافضی ہے اور یہ نہیں جانتے کہ رفض کیا چیز ہے) انما الرفض ھو انکار الفضیلۃ والبغض من اصحاب الرسول لا المحبت بآل البتول سلام اللہ تعالیٰ علیھا کما قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ؎

لوکان رفضا حب آل محمد فلیشھد الثقلین انی رافضی

در رفض ہے انکار کرنا رسول اللہ کے اصحاب کی بزرگیوں کا اور عداوت رکھنا اُن کے ساتھ۔ نہ یہ کہ محبت رکھنا اولاد بتول یعنی جناب سیدہ کے آل اطہار کے ساتھ۔ جیساکہ فرمایا ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر رسول اللہ کے ساتھ محبت رکھنا رفض ہے تو میں دونوں جہان کو گواہ کر کے

کہتا ہوں کہ میں رافضی ہوں)

فالسُّنی من یکون مشغوفاً بحب آل النبی والافھو المنافق والشقی

(پس سُنی وہی ہے جس کو شغف اور فریفتگی ہو آل نبی کے ساتھ ورنہ وہ سُنی نہیں بلکہ منافق اور شقی ہے) ومن اللطائف ان اعداد السُّنی بحسب الحساب متسادیۃ بحب علی وھو ماءۃ وعشرون لکل واحد منھما (اور ایک عجیب پیاری بات یہ ہے کہ حساب ابجد کی رو سے لفظ سُنی کے اعداد بالکل وہی ہیں جو حُبِّ علی کے اعداد ہیں۔ اور وہ اعداد ۱۲۰ ہیں۔ لفظ سُنی کے بھی ۱۲۰ اور حُبِّ علی کے بھی ۱۲۰) فمن لا یکون فی قلبہ حب علی فلا یکون سعدوداً من السنی (پس وہ شخص جس کے دل میں حب علی نہ ہو وہ سنیوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا) وﷲ در من قال ؎

خارجی خوار ابدی باشد + سنی و حُبِّ علی برابر یاب

(اور اللہ پاک کے نزدیک بزرگی ہے اُن کی جنہوں نے یہ شعر کہا ہے کہ خارجی ہمیشہ خوار ہے اور سُنی اور حُبِّ علی دونوں کے اعداد برابر ہیں انھیں خوب سمجھو) ومع ھذہ الکلمۃ السُّنی وکلتا ب حب علی کما متساویتان فی الاعداد فمثلھما الاعداد لخارجی وخوار ابد متسادیۃ بحسب الحساب الابجد وھو ثمان مائۃ واربع وعشرون (اور ایسے ہی جس طرح لفظ سُنی اور کلمہ حُبِّ علی دونوں کے اعداد برابر ہیں۔ اسی طرح ابجد کے حساب کے قاعدے سے لفظ خارجی اور لفظ خوار ابد دونوں کے اعداد بھی ایک ہی ہیں اور وہ اعداد ہیں ۸۲۴)

قد اخبرنا مخبر صادق فی احادیثہ باحوال قرب القیامۃ وقال سیاتی علی الناس زمان بطونھم الھتھم ونساءھم

قبلتهم دینهم دنانیرهم وشر فهم متاعهم (بلاشبہ ہم لوگوں کو خبر دیدی ہے مخبر صادق نے اپنی حدیثوں میں قرب قیامت کے احوال کی اور یہ فرمایا ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آنے والا ہے جب اُنکے پیٹ اُن کے معبود ہوجائیں گے اور اُنکی عورتیں اُنکی قبلہ بنجائینگی اور اُنکا دین روپیہ پیسہ ہوجائے گا اور ان کے لئے عزت اور شرف کا باعث اُن کا دنیاوی مال و متاع ہوگا) لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمه ولا یبقیٰ من الایمان الا اسمه ولا یبقیٰ من القرآن الا درسه (ایسے زمانہ میں حقیقی اسلام باقی نہیں رہیگا۔ صرف اسکی چند رسمیں باقی رہجائینگی نیز یہ کہ ایمان بھی باقی نہ رہیگا ایمان کا صرف نام ہی نام باقی رہجائیگا) مساجدهم معمورة وقلوبهم خربة (اس زمانہ میں نمازیوں کی کثرت ہوگی اور مسجدیں آباد ہوجائیں گی مگر مسجدوں کے اندر اُن نماز پڑھنے والوں کے دل اُجاڑ اور ویران ہونگے) وعلمائهم اشر خلق الله فی العالم (اور اُس زمانہ کے وہ علما جو مدعی علم و فضیلت ہوں گے یا جو اپنے آپ کو نائب رسول کہا کرینگے۔ وہ تمام مخلوقات الٰہیہ سے زیادہ شریر اور نقصان دہ ہونگے)

فویل لهٰؤلاء العلماء السوء فانهم قد خربوا اعمالنا وهلکوا عقائدنا (پس نہایت ہی افسوس ہے اُن گندے لوگوں پر اس لئے کہ انہوں نے ہم لوگوں کے اعمال کو خراب کردیا ہے اور ہمارے عقائد کو ہلاک کردیا ہے) حتی اشتهر بین الناس خصوصاً فی الجهلاء الذین یدعون انهم سنی انه لیس فی کتب اهل السنة والجماعة فضائل آل عبا و مناقب علی المرتضیٰ الذی هو امام المسلمین

(یہاں تک کہ یہ بات مشہور ہو گئی ہے عام طور سے لوگوں میں اور خصوصیت کے ساتھ اُن جاہلوں میں جو سُنّی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت کی کتابوں میں آل رسول اللہ اور حضور علی مرتضیٰ کے مناقب اور فضائل نہیں ہیں۔ وہ علی مرتضیٰ جو ہدایت کے امام ہیں)

کما قال سیدنا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ؎

قالوا ترفضت قلت کلا | ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک | خیر امام و خیر ھادی
لو کان حب الولی رفضاً | فاننی ارفض العبادی

(جیسا کہ فرمایا ہے سیدنا حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ اے امام کیا آپ رافضی ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ نہ تو رفض میرا مذہب ہے اور نہ میرا اعتقاد ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں بلاشبہ عاشق زار حضور علی مرتضیٰ کا ہوں جو تمام اماموں میں بہتر اور تمام ہادیوں میں بہتر ہیں۔ اگر مولی سے محبت کرنے کا نام رفض ہو تو بے شک میں تمام انسانوں میں سب سے بڑا رافضی ہوں) ومع ھذا قد لشتھر بین الجھلاء بخرابات والا شتہارات من آراء العلماء السوء ان علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ ومعاویۃ فی درجۃ واحدۃ فی عقائد اھل السنۃ والجماعۃ وانھما متساویان فی الصحابیتہ فی الفضائل والمناقب (اور اس کے علاوہ ان گندے علماء کی تقریروں اور اشتہار بازیوں سے جاہلوں میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ حضور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور معاویہ کا اہل سنت وجماعت کے عقائد میں ایک ہی

درجہ ہے اور خبر یہ کہ یہ دونوں صحابیت اور فضائل و مناقب میں برابر ہیں)
حتیٰ ادعوا و اشتہر الاشتہار بسنۃ الماضیۃ فی بنارس انہ ابن
معاویۃ یزید یستحق الترضی و کتبوا باسمہ رضی اللہ عنہ (یہ شرارت
یہاں تک بڑھ گئی کہ ان لوگوں نے اس کا دعویٰ کیا اور ایک اشتہار شائع کیا
گذشتہ سال بنارس میں کہ معاویہ کا بیٹا یزید بھی رضی اللہ عنہ کہے جانے کا
مستحق ہے اور اس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا) فیا ایھا العلماء
الربانیون ای منقبتہ لیزید و حالہ مشہور (پس اے علماء ربانی!
بھلا یزید کی بھی کوئی منقبت اور فضیلت ہے اُس کا حال تو بچہ بچہ جانتا
ہے) و قد ورد فی عقائد النسفی الذی ھو کتاب اساسی فی عقائد
اھل السنۃ والجماعۃ انہ اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ
او امر بہ او اجازہ و رضی بہ والحق ان رضی یزید بقتل الحسین
رضی اللہ عنہ و استبشارہ بذالک و اھانتہ اھل بیت النبی
مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احاداً فنحن لا نتوقف فی
شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ و اعوانہ (اور
شرح عقائد نسفی میں یہ مذکور ہے جو بنیادی کتاب ہے عقائد میں اہل سنت
و جماعت کے کہ تمام سُنی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جائز ہے لعنت اس پر
جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا اُن کے قتل کا حکم دیا یا
اُن کے قتل کی اجازت دی یا انکے قتل پر راضی ہوا۔ اور سچی بات تو یہ ہے
کہ یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل پر راضی ہوا اور آپکی شہادت
کی خبر سنکر خوش ہوا اور اُس نے رسول اللہ کے اہل بیت کی توہین اور بے عزتی
کی جسکی خبریں متواتر ہیں۔ اگرچہ انکی تفصیلات کا بیان کرنے والا ایک ہی

شخص کیوں نہ ہو۔ اس لئے ہم سُنی اور حنفی عقائد کے لوگ اُسکی شان اور اُسکے ایمان میں توقف اور سکوت نہیں کرتے۔ لعنت ہو اللہ کی اُس کے اوپر۔ اسکے مددگاروں کے اوپر اور اسکے ساتھیوں کے اوپر) فاما رأیت اشتھار الذی ذکرتہ فوقاً وسمعت ھٰذا المقال انہ علی ومعاویۃ فی درجتہ سوآء فی الصحابیۃ وفی الفضائل فاملئہ قلبی ابغض طال الملال وجرح کا لسنان فی البال (پس جبکہ میں نے اس کا وہ اشتہار دیکھا جسکا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں اور انکی یہ بات سُنی کہ حضور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور معاویہ دونوں کا صحابیت اور فضائل میں ایک ہی درجہ ہے تو میرا دل زیادتی ملال سے بھر گیا اور میرا دل اس طرح زخمی ہو گیا جس طرح کسی تیر کے چبھ جانے سے زخمی ہوجاتا ہے) فالمت کما یتالم الجریح بالنبال والشیح بالنصال (پس دردناک ہو گیا میں جس طرح دردناک ہوجاتا ہے وہ بدچین اور تڑپنے والا زخمی جبکہ کوئی تیر چبھ جائے) واللہ درہ من قال ؎

جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

(اہل اہل کے نزدیک بزرگ ہے انکی [illegible] کہ تیر کے زخموں کے واسطے دوا وارد ہے مگر وہ جو زبان سے زخمی ہوتا ہے اسکے لئے نہ کوئی دوا ہے اور نہ کوئی علاج ہے) ومالکان المناصبۃ شملکی والمناقشۃ من [illegible] مشائخی (اور لڑنا جھگڑنا میرے مسلک اور میرے پیران عظام کے طریقہ کے خلاف ہے) فصبرت لسنۃ واحدۃ ولکن تنزادش ھم فی تخریب عقائد العوام (پس میں نے ایک سال تک صبر کیا لیکن عوام کے عقائد کے خراب کرنے میں انکی شرارتیں بڑھتی گئیں) حتی حرق قلبی وتنیّر وجہی بکثرت الغم والالم (یہاں تک کہ میرا دل جلنے لگا اور میرا چہرہ متغیر

ہو گیا کثرت رنج و غم سے) فقلت ای ربی ھذا بھتان عظیم علی امام الہدیٰ وعلی المرتضیٰ سلام اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ ابنائہ وبناتہ وازواجہ وموالیہ اجمعین (پس میں نے کہا اے میرے رب یہ تو ہدایت کے امام حضور علی مرتضیٰ پر ایک بڑا زبردست بہتان ہے ۔ سلام ہو اللہ پاک کا ان پر ان کے صاحبزادوں پر ان کی صاحبزادیوں پر انکی بیویوں پر اور ان کے تمام غلاموں پر) وباللہ العظیم الذی خلق البرایا فضائل سیدنا علی المرتضیٰ ووصی المصطفیٰ فی کتب اھل السنۃ والجماعۃ لا تحصیٰ ولا تحصیٰ (اور قسم ہے اُس پروردگار کی جس نے مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے کہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں میں علی مرتضیٰ اور وصی مصطفیٰ کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں) ومع ھذا اکتبنا مملوئۃ باحوال معاویۃ (اور اس کے علاوہ ہم اہلسنت وجماعت کی کتابیں معاویہ کے حالات سے بھی بھری پڑی ہیں) فکیف یظنون علیٰ مولیٰ بالشی وکیف یدعون انہ ومعاویۃ فی درجۃ واحد ۃ وفی الصحابیۃ وفی الفضائل والمناقب (پس یہ لوگ مولیٰ پر کیسے بدگمانی کرتے ہیں اور یہ کیونکر دعویٰ کرتے ہیں کہ علی اور معاویہ صحابیت اور فضائل ومناقب میں برابر ہیں) ع لیس ھذا اثم کبیر وبھتان عظیم (کیا یہ بہت بڑا گناہ اور بڑا زبردست بہتان نہیں ہے)

ما قلت ابن اوما قال احد من اصحابی واحبابی ان الناس لا یعن ون معاویۃ فی الصحابیۃ وما قلت ایضا انھم لا یترضون لہ (نہ میں نے یا میرے کسی ساتھی یا محب نے کبھی یہ نہیں کہا کہ لوگ معاویہ کو صحابی نہ مانیں یا معاویہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہ کہیں) ولکن قلت

بہ غیر شک ان حب علی وحب آل رسول اللہ من الایمان وجعہ
اس عقائد السنی ولیس لمعاویۃ ان یقابل اسد اللہ
فی الصحابیۃ وفی الفضائل لان احوال معاویۃ ھٰذا ھٰذا
وکذا وکذا (لیکن بلا شبہ میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ مولیٰ اور آل
رسول اللہ کی محبت رکن ایمان ہے اور سُنی کے عقائد کی بنیاد ہے اور
بے شک میں نے یہ بھی کہا ہے کہ معاویہ کی یہ مجال نہیں کہ وہ صحابیت اور
فضائل میں شیر خدا کا مقابلہ کر سکے اس لئے کہ معاویہ کا حال یہ ہے
اور اس طرح ہے) وتقدمت بالسندوں والاحتجاج والخلق والآداب
من التفاسیر والاحادیث وکتب العقائد والفقہ والتواریخ
المسلّم الی من شاء لنظرہ بنفسہ والتصدیق الملذکورات
فی احوال معاویۃ فی احد من ھٰذہ المستندات کلام مصنفاۃ
لائمۃ اھل السنۃ والجماعۃ (اور میں نے نہایت فرحت اور سرور کے
ساتھ اور بڑے اخلاق اور ادب کے ساتھ تفسیر کی حدیث کی عقائد
کی فقہ کی اور مستند تاریخ کی کتاب ہر اس شخص کے سامنے پیش کر دی
جس نے خود اپنی نگاہ سے ان مستند کتابوں میں سے کسی کتاب کے
اندر تصدیق کی غرض سے کسی حوالہ کو دیکھنا چاہا احوال معاویہ میں
میں ہے۔ اور وہ تمام کتابیں ائمہ اہل سنت وجماعت کی لکھی ہوئی
ہیں) وکان العجب کل العجب مع ھٰذا الجد والجہد والاحتیاط
والاجتناب یظنون الی والی احبابی بالسوء والشر ویتھموننا
ویحسبوننا بین دون النصیب (لیکن تعجب اور بڑے تعجب کی بات
ہے کہ باوجود اس محنت مشقت کے اور باوجود اس احتیاط اور پرہیز

کے یہ لوگ، میری اور میرے احباب کی جانب برائی اور شرارت کا گمان رکھتے
ہیں اور ہم لوگوں سے حسد کرتے ہیں اور بلا کسی وجہ کے ہم لوگوں پر جھوٹے جھوٹے
الزامات لگاتے ہیں) ویقولون اننا آثمون والفساق وکلاب جهنم و
انه یستحق علینا اللعنة (اور یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ گنہگار ہیں، فاسق
ہیں - جہنم کے کتے ہیں اور یہ کہ ہم لوگ لعنت کے مستحق ہیں) وبل دیهم کانوا یدعون
المؤمنین المادحین لعلی وفاطمة والحسن والحسین وقرابات النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باسماء هؤلاء (سخت افسوس ہے ان لوگوں
پر کہ وہ اُن مومنین کو جو ثنا خواں اور مدح خواں ہیں جناب علیؑ جناب سیدہ
جناب حسنؑ اور جناب حسینؑ اور رسول اللہؐ کے اہل بیت کے ان کو ان ناموں سے
پکارتے ہیں) اما قرؤا فی کتاب اللہ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
(کیا انھوں نے اللہ پاک کی کتاب میں یہ نہیں پڑھا ہے کہ ایمان کے بعد بُرے
نام سے پکارنا بُرا ہے)

قد طال هذا الشر والفساد وبلغ الی ان یدل بالجهل جاهل علی
وعلی اصحابی قائل ما سمع من النواصب اللئام فی اهل الحق قولا سوءً دعیا
الذی یخرجهم عن الاسلام (یہ شر اور فساد طول کھینچ گیا اور بات یہاں
تک پہونچ گئی کہ ایک جاہل نکال اپنی جہالت کی وجہ سے میرے متعلق اور میرے احباب
کے متعلق اُسی بات کو کہتا ہے جو اُس نے ملامت کئے ہوئے نواصب سے سُن لیا
ہے اور وہ بات ایسی - بیہودہ اُس بات کہ کہنے والے کو اسلام سے خارج کر دیتی
ہے اس لئے کہ وہ اہل حق کی شان میں کہی جاتی ہے) لان اهل الحق بینوا احوال
معاویة واتباعه الذین هم الباغون علیهم ایاکهم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم (اس لئے کہ اہل حق نے
ہی معاویہ کے حالات بیان فرمائے ہیں اور اہل حق ہی ہیں جو حضور علی مرتضیٰ

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فضائل بیان کرتے ہیں) الذی نزل فی شانہ
آیات کثیرۃ فی القرآن العظیم وصبیتنا علی السنۃ السنیۃ والطریق
المستقیم (وہ علی جن کی شان میں نازل ہوئی ہیں - بہت سی آیتیں قرآن مجید
عظمت والی کتاب ہے اور جن کے فضائل کا بیان کرنے والا اور حسن سنت اور سیدھی
راہ کے اوپر ہے) لان صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
بمفاخرتہ ومناقبتہ ومراتبتہ ومنازلتہ فی کثیر من احادیثہ -
(اس لئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ کے مفاخر مناقب
مراتب اور منازل کو اپنی بہت سی حدیثوں میں واضح فرمایا ہے) وانما الفسق
بل کفر انکار الفضیلتہ لاصحاب الذین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
(اور اصحاب رسول اللہ میں سے کسی ایسے صحابی کی فضیلت کا انکار
جن سے اللہ پاک راضی ہوا اور وہ اللہ پاک سے راضی ہوں فسق ہے
بلکہ کفر ہے -
فما کان لی سبیل الا ان رأیت من المناسب ان
جمع آن جزء فی فضائل سیدنا علی المرتضیٰ سلام اللہ تعالیٰ
علیہ وجزء فی احوال معاویہ لان یبین الحق والصدق
بہذا العمل اندفع الوبال والضلال (پس میرے لئے کوئی
چارہ کار نہیں رہ گیا سوا اس کے کہ میں ایک رسالہ تالیف کردوں جس کے
دو حصے ہوں - پہلا حصہ میں حضور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے فضائل ہوں
اور دوسرے حصے میں حالات معاویہ ہوں تاکہ ان دونوں کے پڑھ لینے سے
حق وصداقت ظاہر ہوجائے اور وبال اور گمراہی دفع ہوجائے)
وسمیتہا مولا و معاویہ دکتۃ ابلغات الاحدو لا نہ

یفوموتوا عامتہ من الناس (اور میں نے اس رسالہ کا نام موتی
اور معاویہ رکھا اور اس کو اردو زبان میں لکھا تاکہ اس کو عام لوگ
سمجھ سکیں) ورسالتہ ھذہ مشتملتہ علی الآیات النازلتہ
والاحادیث الواردۃ الی غیر ذالک من المستندات من التفاسیر
والفقہ والتواریخ کلھم مصنفاۃ لائمتہ اھل السنتہ والجماعتہ
(اور یہ رسالہ مشتمل ہے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر اور نیز فقہ تاریخ
اور دیگر کتابوں کے حوالجات پر اور یہ تمام کتابیں اہل سنت
وجماعت کے اماموں کی لکھی ہوئی ہیں فمن شاء فلیؤمن ومن شاء
فلیکفر (پس جس کا جی چاہے وہ مانے اور جس کا جی چاہے وہ نہ مانے)
وانا اضعف الخلیفتہ بل لاشئی فی الحقیقتہ خادم العلماء
الراسخین وتراب اقدام العرفاء الکاملین المدعو ابابا خلیل
احمد نور اللہ قلبہ بنور الصدق والیقین ورزقہ شفاعتہ
سید المرسلین وآلہ الطیبین والطاھرین علیہم الصلاۃ والسلام
من رب العلمین الی یوم الدین آمین (اور میں ہوں تمام مخلوقات
الہیہ میں سب سے زیادہ کمزور بلکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوں ۔ اور میں تمام
محققین کا اور علمائے ربانی کا خادم ہوں اور عارفان کاملین کے قدموں کی
خاک ہوں ۔ مجھ کو لوگ بابا خلیل احمد کے نام سے پکارتے ہیں ۔ روشن فرما دیں
اللہ پاک میرے دل کو صدق اور ایمان کے نور سے اور نصیب کریں اللہ
پاک مجھ کو سید المرسلین اور ان کے پاک اور پاکیزہ آل کی شفاعت کو ۔
قیامت تک صلوٰۃ اور سلام ہو پروردگار عالم کا ان پر ۔

اعترف بغایتہ الشکر والامتنان ان فی تالیف ھذہ الرسالتہ

ومقبولتہ عند الابرار وھادیتہ للاشرار (اے اللہ پاک اس رسالہ
کو شائع فرما دیجئے چھوٹوں میں اور بڑوں میں ۔ اس کو مقبول فرما دیں
بزرگوں کے نزدیک اور اس کو راہ دکھانے والا بنا دیں بھٹکے ہوئے لوگوں
کے لئے) انما الاعمال بالنیات ولکل امرء ما نوی (عمل کا دارومدار
نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی اجر ہے جو اسکی نیت ہے) وانی مامول
من الناظرین والقارئین اللھم لا ینسونی فی دعائھم (اور میں
امیدوار ہوں اس رسالہ کے دیکھنے والوں اور پڑھنے والوں سے کہ وہ
مجھ کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں) وما توفیقی الا باللہ رب الارباب
وعلیہ التوکل فی کل باب انہ المسیر الصعاب والفاتح لمغلقات
الابواب (اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ پاک سے جو تمام پرورش کرنے
والوں کے پرورش کرنے والے ہیں اور انہی پر ہے بھروسہ سب کاموں میں
وہی ہیں آسان کرنے والے تمام سختیوں کے اور وہی ہیں کھولنے والے تمام
بند دروازوں کے) ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین (اے ہمارے پروردگار کھول دیجئے ہمارے اور ہماری
قوم کے درمیان میں ساتھ حق کے اور آپ ہی بہتر ہیں سب کھولنے والوں سے)
آمین یا رب العالمین (ایسا ہی ہو اے پروردگار عالم)

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین (اے اللہ پاک آپ درود بھیجیں بہترین خلائق پر
جن کا نام نامی اور اسم گرامی محمد ہے اور ان کے تمام آل اور اصحاب پر۔
اپنی رحمت سے نوازیئے اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم
کرنے والے۔

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد ھادی الخلائق الی صراط المستقیم
ومنہج القویم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین وسائر
العلماء الراسخین الیٰ یوم الدین (اے ہمارے پروردگار!
آپ پاک ہیں۔ ہم کو کوئی علم نہیں مگر صرف اسی قدر جتنا آپ نے ہم کو دیا۔ بلا
شبہ آپ ہی صاحب علم اور صاحب حکمت ہیں۔ اے اللہ پاک آپ برکت نازل
فرمائیں قیام قیامت تک ہمارے سردار پر جن کا نام نامی اور اسم گرامی محمد ہے
جو تمام مخلوقات الٰہیہ کی ہدایت فرمانے والے ہیں سیدھی راہ کی طرف اور مستحکم
طریقہ کی طرف اور برکت نازل فرمائیں حضور کے تمام آل پر اصحاب پر اور
ان تمام لوگوں پر جو حضور کی پیروی کرتے ہیں اور ان تمام علماء پر جو
پختہ کار ہیں۔

مولیٰ کا نسب نامہ

علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم
ابن عبد مناف ابن قصیّ ابن کلاب ابن مرّہ ابن کعب ابن لوّی ابن
غالب ابن فہر ملقب بہ قریش والیہ تنسب البطون القرشیہ (مولیٰ
علی راضی اللہ پاک اُن سے صاحبزادے ہیں حضرت ابی طالب کے اور وہ
حضرت بیٹے ہیں عبدالمطلب کے۔ اور وہ بیٹے ہیں حضرت ہاشم کے اور وہ بیٹے
حضرت عبد مناف کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت قصیّ کے اور وہ بیٹے ہیں
حضرت کلاب کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت مرّہ کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت کعب کے
اور وہ بیٹے ہیں حضرت لوّی کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت غالب کے اور وہ بیٹے
ہیں حضرت فہر کے اور یہی حضرت فہر ہیں جن کا لقب قریش ہے۔ اور اہل
قریش کے تمام خاندان اور خانوادے آپ ہی کی طرف منسوب ہیں۔

ومافوقہ :-

کنانہ ابن مالک ابن نضر ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن
الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان (اور قریش
کے اوپر کا نسب نامہ یہ ہے۔ حضرت قریش بیٹے ہیں حضرت کنانہ کے
اور حضرت کنانہ بیٹے ہیں حضرت مالک کے۔ حضرت مالک بیٹے ہیں حضرت
نضر کے اور حضرت نضر بیٹے ہیں حضرت خزیمہ کے۔ حضرت خزیمہ بیٹے ہیں
حضرت مدرکہ کے۔ حضرت مدرکہ بیٹے ہیں حضرت الیاس کے۔ حضرت الیاس
بیٹے حضرت مضر کے۔ حضرت مضر بیٹے ہیں حضرت نزار کے۔ حضرت نزار

بیٹے ہیں حضرت معدؑ کے اور حضرت معدؑ بیٹے ہیں حضرت عدنان کے۔

وما فوقہ ۔ عدنان بن آدین بن ناحور بن تیحور بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل علیہما السلام بن ابراہیم علیہ السلام (اور حضرت عدنان کے اوپر کا نسب نامہ یہ ہے کہ حضرت عدنان بیٹے ہیں حضرت اُدین کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت ناحور کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت تیحور کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت یعرب کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت یشجب کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت ثابت کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے۔

ھذا نسب مولیٰ وھو نسب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فنسبہما نسب واحد کما قال مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ؎

جدی وجد رسول اللہ منفرد۔ وفاطمۃ زوجتی لا قول ذی فند

(یہی مولیٰ کا نسب نامہ ہے اور یہی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی نسب نامہ ہے۔ پس مولیٰؑ کا اور رسول اللہ کا نسب نامہ ایک ہی ہے جیسا کہ مولیٰ نے خود فرمایا ہے اللہ بزرگ فرمائے اُن کے بزرگ چہرہ کو۔ میرے دادا اور رسول اللہ کے دادا ایک ہی ہیں اور جناب سیدہ میری اہلیہ محترمہ ہیں۔

ثم قال علی رضی اللہ عنہ ؎

ومن جدہٗ جدی ومن والدی ابی۔ ومن نجلہ نجلی ومن بنتہ اھلی

(پھر مولیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں وہ ہوں کہ رسول اللہ کے ہی دادا میرے دادا ہیں اور رسول اللہ کے ہی والد ماجد میرے والد بزرگوار

یعنی چچا ہیں۔ پھر ہیں وہ ہوں کہ رسول اللہ کی صاحب زادی میری والدہ محترمہ ہیں۔

(لا منافرۃ بین علی و رسول اللہ فی نسبہما وکان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کنفس واحدۃ (پس مولیٰ اور رسول اللہ کے درمیان کوئی مغایرت نہیں ہے، اور مولیٰ اور رسول اللہ کی نسبت نفس واحدہ کی طرح ہے)

ثم اتفقت امتہ علی ھذا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس بل ھو خیر البرایا۔ وقد اخبر اللہ تعالیٰ فی خیر قرن وفی خیر شہر وفی خیر اصحاب وفی خیر امتہ وفی خیر نسب (پھر تمام امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے سرکار تمام انسانوں میں سب سے بہتر ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات الٰہیہ میں سب سے بہتر ہیں۔ نیز یہ کہ اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ اللہ پاک نے سرکار کو ظاہر فرمایا بہترین زمانہ میں یعنی بہار کے مہینہ میں اور بہار بھی وہ جو بہار اول ہے یعنی ربیع الاول۔ بہترین اصحاب میں۔ بہترین امت میں اور بہترین نسب اور خاندان میں۔

وقد طہر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نسب نبیہ وحبیبہ من سفاھۃ الجاھلیۃ (اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی اور اپنے حبیب کے نسب اور خاندان کو جاہلیت کی حماقتوں سے پاک اور صاف بنایا تھا۔

سفاہت جاہلیت یا جاہلیت کی حماقتوں سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ کی تشریف آوری سے پہلے اہل عرب کا حال بہت خراب تھا اور ان کی عادات

واطوار نہایت گندے تھے۔ جیساکہ حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر قرآن یعنی تفسیر کبیر۔ جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۰-۸۹ کے اندر تحریر فرمایا ہے "قبل مجیئہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کان دین العرب ارذل الادیان وہو عبادۃ الاوثان و اخلاقہم ارذل الاخلاق وہو الخمر والقمار والنہب والقتل واکل الطیبۃ الدیۃ" (یعنی سرکار کی تشریف آوری سے پہلے اہل عرب کا مذہب تمام مذہبوں میں بدترین مذہب تھا۔ اور وہ بتوں کی پوجا تھی اور ان کے عادات و اطوار نہایت ہی بُرے تھے اور وہ لوگوں کو غارت کرنا تھا۔ لوٹ مار کرنا تھا، قتل کرنا تھا۔ اور نہایت ہی گندے کھانوں کا کھانا تھا۔

سرکار کے ظہور سے پہلے اہل عرب کی زندگی تلوار تھی۔ انھیں رات دن لڑنے جھگڑنے سے فرصت نہ تھی۔ مسلسل جدال و قتال کی وجہ سے وہ سخت ظالم اور وحشی بنگئے تھے۔ غفلت کی حالت میں دشمن پر حملہ کردینا یہ تو ان کے لئے کوئی بات ہی نہ تھی۔ معصوم اور شیرخوار بچوں کو تیر سے مار کر کے گردینا۔ آدمی کو زندہ جلا دینا۔ اس کو موت کی مصیبتوں میں تڑپتا ہوا دیکھ کر ہنسنا اور قہقہہ لگانا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ کو تلوار سے کاٹ لینا یہ اُن کے روزمرہ کا کھیل تماشہ تھا۔

اُن کے عقائد میں سب سے زبردست عقیدہ یہ تھا کہ قاتل سے مقتول کا بدلہ لینا بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ جب تک بدلہ نہیں لیا جاتا مقتول کی روح روتی دھوتی تڑپتی اور بھٹکتی پھرتی ہے۔ مقتول اگر مرچکا ہو تو اُس کی اولاد سے بدلہ لینا ضروری تھا۔ اگر وہ لاولد ہو تو بدلہ اس کے خاندان سے لیا جاتا تھا۔ اور خاندان بھی ختم ہو چکا ہو تو

پر اُس کے قبیلہ سے بدلہ لیا جاتا تھا - یہاں تک کہ صدیاں گذر جانے
کے بعد بھی اُن کے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی تھی - انکی عورتیں
اپنے مردہ دشمنوں کے جسم کا مثلہ کرتی تھیں یعنی اس کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی
تھیں - مُردوں کا کلیجہ چیر کر اس کو دانتوں سے چباتی تھیں اور نگل جاتی
تھیں - اپنے دشمنوں کے جسم کے ٹکڑوں کو الگ الگ کر کے انکا ہار گوندھتی
تھیں اور اُن ہاروں کو زیب و زینت سمجھکر مثل زیور کے پہنا کرتی تھیں -
یہاں تک کہ اپنے مُردہ دشمنوں کا خون بڑے شوق کے ساتھ پیا کرتی تھیں
اگر جنگ میں دشمنوں کے آدمی قید ہو جاتے تھے تو اُنہیں یا تو مار ڈالا جاتا
تھا یا جیتے جی جلا دیا جاتا تھا -

پتھر اور مٹی کے بنے ہوئے بتوں کو خوش کرنے کے لئے انسانوں کو مار
کر اُن کے اوپر انسانی خون چھڑکا جاتا تھا - ننھی ننھی معصوم لڑکیاں
ریت کے نیچے جیتے جی دبا کر اور دفنا کر کے مار ڈالی جاتی تھیں - شادی
بیاہ کے سلسلے میں عورت کی تعداد کی کوئی قید نہ تھی - جس کا جتنی عورت کے
ساتھ جی چاہے اتنی عورتوں کے ساتھ بیاہ کر لیا جاتا تھا - شراب خواری -
بدکاری - جُوا - زنا اور ڈاکہ زنی یہی ان کے دن رات کے مشاغل تھے -
سفاہت جاہلیت میں ایک بڑے اندھیر کی بات یہ بھی تھی کہ باپ کے مرجانے
کے بعد بیٹا اپنے باپ کی بیوہ عورت کا وارث بن جاتا تھا اور اُس کے ساتھ
اپنی بیوی کی طرح برتاؤ کرتا تھا اور اندھیر در اندھیر تو یہ تھا کہ وہ ان میں
سے کسی بدکاری اور سیہ کاری سے شرماتے نہیں تھے بلکہ اس کے خلاف
اپنے اشعار کے اندر ان برائیوں پر فخر و مباہات کرتے تھے - امرؤ القیس
جو اس زمانہ کا ملک الشعرا تھا اس نے ایک قصیدہ لکھا تھا جس میں موں نے

خود اپنی چچیری بہن کے ساتھ اپنے عشق و محبت کا حال بیان کیا تھا اور یہ گندگی اور بیحیائی سے بھرا ہوا قصیدہ خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکایا گیا تھا اُن کے کھانے پینے کی چیزیں نہایت گندی ہوتی تھیں ۔ یہاں تک کہ وہ گوہ اور چھپکلی کو بھی کھایا کرتے تھے

یہ چند مختصر سی باتیں سفاہت جاہلیت کی ہیں جن میں سے کوئی نادانی کوئی حماقت ۔ کوئی برائی ۔ کوئی گندگی اور کوئی بدکاری رسول اللہ اور مولیٰ کے آبا و اجداد کے اندر نہ تھی ۔ اللہ پاک نے اپنے فضل عمیم سے مصطفےٰ اور وصی مصطفےٰ کے خاندان کو اور نسب کو ایام جاہلیت کی ہر سفاہت اور بُرائی سے پاک اور صاف بنایا تھا ۔ اور دُنیا کا کوئی نسب نسب رسول اور نسب علی کے نہ تو مثل تھا اور نہ قیام قیامت تک اس کے مثل ہو سکتا ہے اس مضمون کے پڑھ لینے کے بعد یہ امر تو بخوبی واضح ہو گیا ہو گا کہ مولیٰ کا نسب کس قدر بلند ۔ کتنا بے مثل اور کتنا پاکیزہ ہے ۔ مگر مولا حضرت عبد المطلب اور حضرت ہاشم کی اولاد میں ہیں ۔ یعنی حضور مطلبی اور ہاشمی ہیں یعنی بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم ہیں ۔ لہذا مزید وضاحت کے لئے میں اُن چند احادیث کو بھی نہایت ہی مختصر پیرایہ میں نقل کر دیتا ہوں جو بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم کے فضائل میں کتب احادیث کے اندر وارد ہیں ۔

بنی عبد المطلب کے فضائل

۱ ۔ عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال نحن بنی عبد المطلب سادات اہل الجنۃ انا و حمزۃ و علی و جعفر

والحسن والحسین والمهدی اخرجه ابن ماجه والدیلمی)
حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا ہے کہ ہم
اولادِ عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور اُن سرداران جنت میں
میں ہوں حمزہ ہیں علی ہیں جعفر ہیں حسن ہیں حسین ہیں اور امام آخر الزمان
حضرت امام مہدی ہیں (روایت کی ہے اس حدیث کی ابن ماجہ اور دیلمی نے)

۲۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یا بنی عبد المطلب انی سالت اللہ لکم ثلثة ان یجعل لکم جوداً
نجداء رحماء (اخرجه ابن السنی)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما کہتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد میں نے تم لوگوں
کے لئے اللہ پاک سے تین باتوں کی دعا کی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ پاک تم کو
سخی بنائیں دلیر بنائیں اور رحم دل بنائیں) (اس حدیث کی روایت ابن
السنی نے کی ہے)

۳۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یا بنی عبد المطلب انی سالت اللہ ان یثبت قائمکم وان یهدی ضالکم
وان یعلم جاهلکم وان یجعلکم رحماء یمناء (اخرجه الملائی
سیرته وابوبکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفترانی)۔ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد
میں نے اللہ پاک سے اس بات کی آرزو کی ہے کہ وہ تمہارے قائم رہنے
والوں کو ثابت رکھیں۔ تمہارے گمراہوں کی ہدایت فرمائیں۔ تمہارے
جاہلوں کو علم دین اور تم کو رحم دل اور صاحب شرافت و نجابت بنائیں۔
(اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

سیرت میں اور حضرت ابو بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتوانی نے)

۴ - عن ابن عباس قال دخل ناس من قریش علی صفیۃ بنت عبد المطلب فجعلوا یتفاخرون ویذکرون الجاهلیۃ فقالت صفیۃ منا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا انبتت النخلۃ فی الارض الکباء قالت وما الکباء قالوا الارض التی لیست بطیبۃ فذکرت ذالک صفیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بلال هجر بالصلوٰۃ فهجر فقام علی المنبر

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ چند آدمی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے فرمایا ہم میں سے یعنی اولاد عبد المطلب سے حضور رسول اللہ ہیں وہ لوگ کہنے لگے ایک درخت زمین کبا میں پیدا ہوا ہے - حضرت صفیہ نے فرمایا کبا کیا چیز ہے - وہ کہنے لگے کبا اُس زمین کو کہتے ہیں جو اچھی نہ ہو - جناب صفیہ نے یہ بات رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی - سرکار نے بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکارو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے لئے پکار دیا اور حضور منبر کے اوپر کھڑے ہوئے) فنادیٰ بصوت عالٍ یا ایها الناس من انا قالوا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انسبونی قالوا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب قال اجل انا محمد بن عبد اللہ وانا رسول اللہ فما بال اقوام یتبرءون اهلی واللہ لانا افضلهم اصلا وخیرهم موضعاً (اخرجہ البزار والمحب الطبری فی الاکتفاء) (پھر سرکار نے باواز بلند پکار کر فرمایا اے

لوگوں میں کون ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا حضور اللہ پاک کے رسول ہیں درود
اور سلام ہو اللہ پاک کا حضور پر۔ پھر حضور نے فرمایا میرا نسب بیان
کرو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور حضرت عبداللہ کے لخت جگر محمدؐ ہیں
اور حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں۔ حضور نے
فرمایا ہاں میں محمدؐ ہوں اور جناب عبداللہ کا بیٹا ہوں اور میں اللہ پاک
کا رسول ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے اہل
کو حقیر سمجھتے ہیں قسم ہے اللہ کی میں سب لوگوں سے از روئے بنیاد اور
از روئے پیدائش افضل ہوں (اس حدیث کی تخریج کی ہے بزار نے
اور محب طبری نے اپنی کتاب الکتنا کے اندر) ۵۔ عن العباس بن عبدالمطلب
قال بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یقول الناس فی اہل بیتہ فصعد المنبر فقال من انا
فقالوا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حضور کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ حضور کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں۔ پس حضور
منبر کے اوپر تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا کہ میں کون ہوں لوگوں نے
عرض کیا حضور اللہ پاک کے رسول ہیں صلوٰۃ اور سلام ہو اللہ پاک کا
حضور پر) ۔ فقال انا محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب
ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقہ ثم جعلهم فرقتین
فجعلنی فی خیر فرقتہ وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبیلتہ ثم جعلهم
بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا (اخرجہ احمد) (حضور نے فرمایا کہ
میں جناب عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں اور جناب عبداللہ جناب عبدالمطلب
کے بیٹے ہیں۔ اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ پاک نے مخلوقات کو پیدا فرمایا
اور مجھ کو اپنی بہترین خلقت میں گردانا۔ پھر اللہ پاک نے بنی نوع انسان

کے لئے گروہ بنائے اور مجھکو بہترین گروہ سے بنایا ۔ پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے اُن تمام قبائل میں سے بہترین قبیلہ میں بنایا ۔ پھر اُن کے خاندان بنائے اور مجھے اُن میں سے بہترین خاندان کے اندر پیدا فرمایا ۔

۳۔ بنی ہاشم کے فضائل

۱۔ عن واثلۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ اصطفی بنی کنانۃ من بنی اسمٰعیل واصطفی من قریش بنی ھاشم (اخرجہ المسلم والترمذی وابوھاشم وغیرھم)

(حضرت واثلہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ تحقیق منتخب کیا اللہ پاک نے بنی کنانہ کو بنی اسمٰعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پھر برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو (اس حدیث کی روایت کی ہے مسلم نے ترمذی نے اور ابوہاشم وغیرہ نے)

۲۔ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقہا ومغاربہا فلم اجد بیت بنی اب افضل من بنی ھاشم (اخرجہ احمد فی المناقب والذھبی فی المناھج والحاسل والسہمی قندی وابن النجاح)

جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور سرورکائنات نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے پورب سے پچھم تک زمین کو اُلٹ پلٹ کر خوب دیکھا ہے لیکن بنی ہاشم سے

زیادہ افضل کسی خاندان کو نہیں پایا (روایت کی اس حدیث کی امام احمد ابن حنبل نے مناقب میں اور ذہبی نے تلخیص میں اور محاملی اور سمرقندی اور ابن الجراح نے)

۳۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر بنی هاشم والذی بعثنی بالحق نبیا لو اخذت بحلقتہ باب الجنتہ ما بدءت الا بکم (اخرجہ احمد فی المناقب والذھبی فی التلخیص والمحاملی)

علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ فرماتے تھے اے گروہ بنی ہاشم قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا ہے کہ اگر میں نے جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کرنے کا آغاز نہیں کروں گا (روایت کی اس حدیث کی احمد ابن حنبل نے مناقب میں ذہبی نے تلخیص میں اور امام محاملی نے)

۴۔ عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الزبیر بن عوام ھل لک فی ان تعود الحسن بن علی فانہ فی بیتہ فکان الزبیر تلکا علیہ فقال لہ اما علمت ان عیادۃ بنی هاشم فریضۃ وزیارتھم نافلتہ (اخرجہ ابن السمان فی الموافقات) حضرت زید ابن مسلم اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر ابن العوام سے کہا کیا تم حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس لیے کہ وہ بیمار ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کچھ توقف کیا۔ اُس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ بنی ہاشم

کی عیادت فرض ہے اور ان کی زیارت نفل ہے۔ اس حدیث کی روایت کی ہے ابن السمان نے موافقات میں (یہ حدیث نہایت اہم ہے اور اہل ایمان کے لئے ایک زبردست درس ہدایت ہے۔

۵۔ عن طلحۃ بن مصرف قال کان یقال بغض بنی ھاشم نفاق (اخرجہ ابوبکر ابن یوسف)

علامہ ابن ابوبکر ابن یوسف نے حضرت طلحہ ابن مصرف سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ عہد صحابہ میں یہ کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کی عداوت نفاق کی علامت ہے (روایت کی یہ اس حدیث کی حضرت ابوبکر ابن یوسف نے)۔ یہ حدیث بھی مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔

۴۔ قرابت رسول اللہ ﷺ کی فضیلت

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال توفی لصفیتہ بنت عبد المطلب ابن فبکت علیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عمۃ من توفی لہ ولد فی الاسلام کان لہ بیتا فی الجنتہ یسکنہ فلما خرجت لقیہا رجل فقال لہا ان قرابتہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لن تغنی عنک شیئا فبکت فسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوتہا ففزع من ذالک وخرج وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکرما لہا فقال لہا یا عمتی تبکین وقد قلت لک ما قلت قالت لیس ذالک ابکانی واخبرتہ بما قال الرجل

حضرت عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت

عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے مرگئے۔ حضرت صفیہ اُن کے انتقال
پر رونے لگیں۔ سرکار نے اُن سے فرمایا پھوپھی جان تم روتی ہو حالانکہ
جس شخص کا بیٹا اسلام میں مرجائے گا اس کو جنت میں ایک گھر رہنے کے لئے ملیگا
جب حضرت صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو اُن سے ایک آدمی کہنے لگا کہ جناب
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ملے گا وہ
پھر رونے لگیں۔ حضور نے اُن کا رونا سنا اور گھبرا اُٹھے اس لئے کہ حضور
اُن پر بہت مہربان تھے حضور باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے:۔
پھوپھی جان آپ روتی ہیں، ہم نے آپ سے جو کہنے کا حق تھا وہی کہا ہے
حضرت صفیہ نے عرض کیا میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی ہوں اور حضور کو وہ
بات سنادی جو اس آدمی نے کہا تھا۔ فغضب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا بلال ھجر بالصلوٰۃ فہجر ثم قال
فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی
لا تنفع ان کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی
فانہا موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الطبرانی والبیہقی)
حضور بہت خفا ہوئے اور حضور نے حضرت بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں
کو نماز کے لئے پکار دو۔ حضرت بلال نے لوگوں کو نماز کے لئے پکار دیا۔ پھر
حضور منبر پر گئے اور کھڑے ہوئے اور اللہ پاک کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کیا
حال ہے ان لوگوں کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کے دن
نفع نہیں دیگی بتحقیق ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کے
ما سوا منقطع ہو جائیگا میری قرابت دنیا اور آخرت میں ملنے والی ہے (روایت کی اس
حدیث کی طبرانی اور بیہقی نے)

۲۔ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین عن ابن عباس قال ذالک علی لانہ کان مؤمنا مہاجرا وذا رحم (اخرجہ ابن مردویہ)

قرآن مجید کی یہ آیت کہ قرابت والے بعض ان کے نزدیک تر ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت علی مرتضیٰؑ ہیں اس لئے کہ وہ مومن ہیں مہاجر ہیں اور صاحب قرابت ہیں۔

نوٹ :۔ مولیٰ قرابت رسول اللہؐ میں سب سے زیادہ قریب ہیں اس لئے کہ حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور مولیٰ کے والد بزرگوار حضرت ابوطالب دونوں حقیقی بھائی ہیں اور ان دونوں حضرات کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت عمرو ابن العائذ المخزومیہ تھیں۔

۵۔ مولیٰ کے والد بزرگوار حضرت ابوطالب ابن عبدالمطلب

ابوہ ابوطالب وقال بعض المؤرخین ان اسمہ عمران او عبد مناف وکنیتہ ابوطالب

مولیٰ کے والد بزرگوار کا نام ابوطالب ہے اور بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپکا اسم گرامی عمران یا عبد مناف ہے اور کنیت ابوطالب ہے۔

وابو النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ وابو العلی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ سیدنا ابوطالب اخوان عینیان وامہما سیدتنا فاطمۃ بنت عمرو ابن العائذ المخزومیۃ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بزرگوار سیدنا حضرت عبداللہ

سلام اللہ علیہا اور حضور کے والد ماجد سیدنا حضرت ابو طالب دونوں حقیقی بھائی ہیں
اور دونوں حضرات کی والدۂ ماجدہ کا نام نامی اور اسم گرامی سیدتنا حضرت فاطمہ
بنت عمر ابن العائذ المخزومیہ ہے۔

وقال سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ فی سیرۃ النبوۃ انہ
کان ابو طالب ممن حرم الخمر علیہ فی الجاهلیۃ کابیہ عبد المطلب

اور سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیرۃ النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ حضرت
ابو طالب اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ایام جاہلیت میں اپنے والد بزرگوار
حضرت عبد المطلب کی طرح اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔

کان ابو طالب ابن خمسۃ وثلثون لما ولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وابوہ سیدنا عبد اللہ مات قبل ولادتہ الشریفۃ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور مبارک ہوا تو اس وقت حضرت ابو
طالب کی عمر شریف پینتیس ۳۵ سال کی تھی اور حضور کے والد ماجد سیدنا حضرت
عبد اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔

کفلتہ امہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدتنا آمنۃ بنت وهب
سلام اللہ علیہا فماتت لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم (ابن ستۃ سنوات)

حضور کی پرورش حضور کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا
نے کی اور اُن کا بھی انتقال ہو گیا جب حضور کی عمر شریف صرف چھ ہی سال
کی تھی۔

ثم کفلہ جدہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتین حتی مات وهو صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابن ثمانیۃ سنین

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضور کے بزرگوار دادہ حضرت عبدالمطلب نے دو سال تک حضور کو پالا یہاں تک کہ آپکا بھی انتقال ہوگیا اور حضور کی عمر شریف اُس وقت صرف آٹھ سال کی تھی۔

وقال علامۃ ابن حجر فی اصابہ فی تمیز الصحابہ لما مات عبد المطلب وصیٰ بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ابی طالب فکفلہ و احسن تربیتہ وسافر بصحبتہ الی الشام وھو شاب ولما بعث قام فی نصرتہ وذب عنہ لمن عاداہ ومدحہ عدۃ مدائح منھا قولہ لما استسقیٰ اھل مکتہ فنزل ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل
تلوذ بہ الھلاک من آل ھاشم وھم عندہ فی نعمتہ دفوا ضل

اور علامہ ابن حجر اپنی کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہونے لگا تو آپ نے جناب ابو طالب کو رسول اللہ کی تربیت اور پرورش کے لئے وصیت فرمائی۔ حضرت ابوطالب نے حضور کی بڑی عمدگی کے ساتھ کفالت کی اور حضور کو اپنے ساتھ لیکر ملک شام کا سفر کیا اور اُس وقت حضرت جوان ہوچکے تھے۔ اور جب حضور کو اللہ پاک کی طرف سے اپنی رسالت کے اعلان فرمانے کا حکم ہوا اُس وقت حضرت ابو طالب حضور کی مدد کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ حضور کے دشمن ہو گئے تھے اُنکے شر کو حضور سے دور کیا اور حضور کی بہت تعریفیں بیان کیں۔ منجملہ اُن تعریفوں کے حضرت ابوطالب کے یہ اشعار ہیں جو آپ نے اس وقت کہے تھے جب اہل مکہ ایک بار خشک سالی میں مبتلا ہو گئے تھے اور حضور کی برکت سے باران رحمت نازل ہوئی تھی حضرت ابوطالب فرماتے ہیں ؎

یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت ہی خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپ کی برکت سے ابر رحمت مینہ برساتا ہے، اور آپ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کی پشت پناہ ہیں۔ بنی ہاشم تباہی کے وقت انھیں کی پناہ میں آتے ہیں اور اُن کے سایۂ عاطفت میں رہ کر نعمت اور فضل میں بسر کرتے ہیں۔

کان مقبل مسکین ولکن کان معروف بشیخ القریش وسید البطحا سید مکتہ۔

جناب ابو طالب ایک مرد فقیر تھے مگر شیخ القریش سید البطحا اور رئیس مکہ کے نام سے مشہور تھے۔

ویحدث المحبتہ مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حدث علی ابن برہان الدین الشافعی فی انسان العیون بقولہ کان ابو طالب فی کل لیلتہ یامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان یاتی فی اشہرہ ویضطجع بہ فاذا نام الناس اقامہ وامر احد بنیہ او غیرھم من اخوانہ او ابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا علیہ ان یختار حجہ ممن یرید بہ السوء۔

اور محدث علی ابن برہان الدین شافعی انسان العیون میں حضرت ابو طالب کی محبت کا حال جو انھیں رسول اللہ کے ساتھ تھی اس طرح سے بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طالب روزانہ رات کو ہوا۔ حضور کو بستر پر لیٹنے کے لئے کہتے اور خود بھی حضور کے ساتھ لیٹا کرتے تھے۔ پھر جب لوگ سو جاتے تو حضور کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی بیٹے یا بھائی یا کسی عزیز کے بستر پر اسی خوف سے سلا دیتے کہ کہیں وہ لوگ جو حضور کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے حضور کو تکلیف نہ پہونچائیں۔

وما نقلہ قرطبی فی کتابہ المسمی بالاعلام عن صدق محبتہ ابی طالب لسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد خرج الکعبۃ یوما واراد ان یصلی فلما دخل فی الصلوٰۃ قال ابوجہل لعنۃ اللہ من یقوم الی ھذا الرجل فیفسد علیہ الصلوٰۃ فقام عبد اللہ ابن الزبعری واخذ فرثا ودما فلطخ بہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانفتل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلوتہ واتی الی ابی طالب عمہ وقال یا عم الا تری ما فعل بی فقال ابوطالب من فعل بک ھذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ ابن الزبعری فقام ابوطالب ووضع سیفہ علی عاتقہ ومشی حتی اتی القوم فلما راوہ قد اقبل نھضوا الیہ فقال ابوطالب ان قام رجل جللتہ بسیفی ھذا ثم قال یا بنی من فعل بک ھذا فقال عبد اللہ ابن الزبعری فاخذ ابوطالب فرثا ودما فلطخ وجوھھم ولحاھم وثیابھم واساء لھم القول۔

علامہ قرطبی اپنی کتاب اعلام میں حضور سرورِ کائنات کے ساتھ حضرت ابوطالب کی سچی محبت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ ایک دن حضور خانۂ کعبہ میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے۔ ابوجہل ملعون نے کہا کوئی ہے جو انکی نماز فاسد کردے۔ یہ سُن کر عبداللہ ابن زبعری اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نے لید اور خون حضور کے چہرۂ اقدس پر مل دیا۔ حضور وہاں سے نماز کو ترک کر کے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ حضرت ابوطالب نے پوچھا یہ گستاخی کس نے کی ہے حضور نے فرمایا عبداللہ ابن زبعری نے۔ جناب ابوطالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھ کر لوگوں کے

پاس آئے۔ لوگوں نے جو حضرت ابوطالب کو اپنی جانب متوجہ پایا تو اٹھ کھڑے ہو گئے حضرت ابوطالب نے فرمایا واللہ اگر کوئی تم میں کوئی اٹھے گا تو میں اسی تلوار سے اس کو دو ٹکڑے کر دوں گا۔ پھر آپ نے حضور سے پوچھا اے میرے لخت جگر یہ گستاخی تمہارے ساتھ کس نے کی ہے حضور نے فرمایا عبداللہ ابن زبعری نے۔ جناب ابوطالب نے لید اور خون لیا اور اُن تمام کے چہروں پر اور کپڑوں پر مل دیا اور انھیں سخت سست باتیں سنائیں۔

وقد روی علامہ جریر الطبری فی تاریخہ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما نالت منی قریش شیئاً اکرھہ حتی مات ابوطالب۔

اس حدیث کی روایت علامہ جریر طبری نے اپنی تاریخ میں حضرت ہشام ابن عروہ سے کی ہے وہ راوی ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ انھوں نے کہا کہ جناب سرور کائنات فرماتے تھے کہ جب تک ابوطالب زندہ رہے مجھے کوئی مکروہ امر قریش سے نہیں پہنچا۔

سیدنا حضرت ابوطالب کا اسلام

۱۔ قد نقل علامۃ علی بن برھان الدین الشافعی فی انسان العیون عن مقاتل ان اباطالب قال قبل موتہ یا معشر بنی ھاشم اطیعوا محمد او صدقوا تفلحوا و ترشدوا۔

علامہ علی ابن برہان الدین شافعی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی اور یہ فرمایا کہ اے بنی ہاشم تم سرور کائنات کی اطاعت کرو اور ان کو سچا جانو تو تم ہدایت اور

رستگاری پا جاؤ گے۔

۲۔ عن ابی رافع قال سمعت ابا طالب یقول سمعت ابن اخی محمد بن عبد اللہ یقول انہ ربہ بعثہ بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ وحدہ ولا یعبد معہ غیرہ ومحمد الصدوق الامین (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ)

ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت ابو رافع سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ابو طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بھائی کے بیٹے محمد ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے مجھے صلۂ رحم کے لئے بھیجا ہے۔ اسلئے صرف ایک اور اکیلے خدا کو ہی پوجنا چاہئے۔ اور اس کے سوا کسی اور کی پرستش نہیں کرنی چاہئے بے شک محمدؐ بہت راست گو اور امین ہیں۔

۳۔ وقد نقل ابن عساکر فی تاریخہ شعر بن هذین لسیدنا ابو طالب وقال انہ اسلم ؎

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت قبل امینا
ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو طالب کے یہ دو شعر نقل کئے ہیں اور ان اشعار سے حضرت کے اسلام کا ثبوت دیا ہے۔ حضرت ابو طالب اپنے اشعار میں فرماتے ہیں ؎

اے رسول برحق! آپ نے مجھے ہدایت کی اور میں نے جان لیا کہ آپ سچے ہیں اور بیشک آپ نے سچ فرمایا ہے اور آپ تو پہلے سے ہی امین ہیں اور میں نے تحقیق جان لیا اس امر کو کہ دین محمدی تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے۔

۴۔ اخرج الواقدی عن علی رضی اللہ عنہ قال لما توفی ابو طالب اخبرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم فبکی بکاء شدیدا ثم قال اذھب

فاغسلہ و کفنہ غفر اللہ لہ (ذکرہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ)

علامہ واقدی اس حدیث کی روایت مولیٰ سے کرتے ہیں۔ مولیٰ فرماتے ہیں کہ جب جناب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو میں نے حضور کو اس کی خبر پہنچائی حضور بہت روئے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ان کو غسل دو اور کفن پہناؤ اللہ پاک اُن کو بخشیں۔ (علامہ سبط ابن جوزی نے اس حدیث کا ذکر تذکرہ خواص الامۃ میں کیا ہے۔)

۵۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال لما مات ابو طالب اخبرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بموتہ فبکی وقال اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ ورحمہ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن خزیمہ وغیرہم)

مولیٰ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو میں جناب سرور کائنات کو اُن کے انتقال کی خبر دی حضور اس خبر کو سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ جاؤ ان کو نہلاؤ کفناؤ اور دفناؤ اللہ پاک ان کو بخشیں اور ان پر رحم فرمائیں۔ (روایت کی ہے اس حدیث کی ابو داؤد نے نسائی نے ابن خزیمہ نے اور ان کے علاوہ دیگر محدثین)

۶۔ عن علی علیہ السلام انہ اسلم قال الا تسلم ابن عمک (اخرجہ ابن عساکر)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا تو حضرت ابو طالب نے مجھ سے فرمایا اپنے چچا کے صاحبزادہ کی پیروی کرو۔ (روایت کی ہے اس حدیث کی ابن عساکر نے)

۷۔ عن عمران بن حصین ان ابا طالب قال لجعفر صل جناح

ابن عمک فصلی جنبه مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (اخرجہ ابن عساکر)

حضرت عمران ابن حصین روایت کرتے ہیں کہ جب جناب جعفر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت ابوطالب نے اُن سے فرمایا کہ اپنے ابن عم کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ۔ پس حضرت جعفر نے حضور کے ساتھ نماز ادا کی۔

۸۔ قال ثقتہ الحفاظ ابوالکرام عبدالسلام ابن محمد ابن الحسن اتفق ائمتہ اهل البیت ان اباطالب مات مسلما وخلاف اهل البیت فی الاسلام غیر معتبر۔

حفاظ احادیث میں سب سے زیادہ معتبر حضرت ابوالکرام عبدالسلام ابن محمد ابن حسن فرماتے ہیں کہ اہل بیت رسول اللہ کے تمام ائمۃ اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابوطالب رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے یا نہ لانے کے بارہ میں اہل بیت رسولؐ کے خلاف جو روایتیں ہیں وہ معتبر نہیں ہیں۔

۹۔ ومن علماء المتاخرین ایضا قد نقل شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ علیہ فی کتابہ مدارج النبوۃ :- در روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت و ابن عباس گفتہ کہ چوں قریب شد موت ابوطالب نظر کرد عباس بسوے وے دید کہ می جنبانید لبہائے خود را پس گوش نہاد بسوئے او پس گفت با آنحضرت یا ابن اخی واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ اکہ امر کردی تو او را ایدان کلمہ

اور علماء متاخرین میں بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن اسحاق کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ موت کے قریب اسلام لائے۔

اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو طالب کی موت قریب ہوئی
تو میرے والد ماجد حضرت عباس نے اُنکی طرف نگاہ کی اور یہ دیکھا کر وہ اپنے
ہونٹوں کو ہلا رہے ہیں۔ پس حضرت عباس نے اپنے کان کو اُس طرف جھکا
دیا اور اس کے بعد حضور سرورِ کائنات سے عرض کیا کہ اے میرے بھائی
کے صاحبزادے اللہ کی قسم بلاشبہ میرے بھائی اُسی کلمہ کو پڑھ رہے
تھے جس کلمہ کے پڑھنے کا حضور نے انھیں حکم دیا تھا۔

مولا علی کی ولادت شریفہ اور مولا علی کی والدۂ ماجدہ

وُلد علی رضی اللہ عنہ فی شہر محرم او فی رجب یوم الجمعۃ
فی التاریخ ثلثۃ عشر ثلاثون سنین بعد عام الفیل وخمستہ و
عشرون او سبعۃ وعشرون سنین قبل الہجرۃ النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم۔

مولا کی ولادت شریفہ واقعہ فیل کے تیس برس بعد بتاریخ تیرہ بروز
جمعہ محرم یا رجب کے مہینہ میں ہوئی۔ اور سرکار کی ہجرت کے حساب سے
مولا ہجرت سے پچیس سال یا ستائیس سال پہلے پیدا ہو چکے تھے۔

فاطمۃ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ام علی بن ابی طالب
واخوتہ رضی اللہ عنہم

مولا کی والدۂ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن
عبد مناف ہے۔ اور مولا کے جو دوسرے اور بھائی ہیں اُنکی والدۂ
ماجدہ بھی آپ ہی ہیں۔

اسلمت وہاجرت الی اللہ ورسولہ وماتت بالمدینۃ فی حیاۃ النبی

صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم و شہوها رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم (آپ صاحب ایمان واسلام تھیں اور آپ نے اللہ پاک اور
اُن کے رسول کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہجرت بھی کی تھی - سرکار کے
سامنے ہی آپ کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا اور سرکار نے آپ کو بوقت
وصال دیکھا)

لما ماتت فاطمۃ ام علی بن ابی طالب البسھا رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قمیصہ واضطجع معہا فی قبرھا
جب مولیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو سرکار
نے انھیں اپنا کرتہ مبارک پہنایا اور اُن کے ساتھ انکی قبر میں اُترے -
فقالوا ما رأینا صنعت صنعت بھذہ (تو صحابہ نے عرض کی حضور
ہم لوگوں نے حضور کو کسی کے ساتھ ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا جو حضور
نے ان کے ساتھ کیا) - فقال انہ لم یکن احد بعد ابی طالب
ابر بی منھا انما البستھا قمیصی لتکسی من حلل الجنۃ واضطجعت
معھا لیھون علیھا (حضور نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ ابی طالب کے بعد
میری پرورش اور دیکھ بھال کرنے والا ان سے زیادہ کوئی اور نہ تھا - میں نے
انھیں اپنا کرتہ اس لئے پہنایا ہے تاکہ انھیں بہشتی جوڑا پہنایا جائے -
اور ان کے ساتھ قبر میں اس لئے اُترا تاکہ قبر کی وحشت ان پر آسان
ہوجائے)

ھی اول ھاشمیۃ ولدت ھاشمی (آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جن کے
بطن مبارک سے ایک ہاشمی پیدا ہوئے) - اس عبارت کا مفہوم یہ ہے
کہ مولیٰ اول ہاشمی ہیں جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے خاندان

۴۹۶ ۲۱۲

بنی ہاشم میں یہ خصوصیت محض مولا کو ہی حاصل ہے کسی اور ہاشمی
کو یا قریشی کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے۔ (ماخوذ از الاستیعاب
فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر القرطبی مطبوعہ حیدرآباد
دکن۔ کتاب النساء صفحہ ۷۷۲)

عن انس بن مالک قال لما ماتت فاطمۃ بنت
اسد بن ہاشم ام علی فدخل علیہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم وجلس عند راسہا وقال رحمک اللّٰہ یا امی کنت امی
بعد امی۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
مولا کی والدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم رضی اللّٰہ تعالیٰ
عنہا کا انتقال ہو گیا تو سرکار آپکی نعش مبارک کے پاس تشریف لائے
اور آپ کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ اللّٰہ پاک تم پر رحم
فرمائیں اے اماں میری ماں کے بعد تم ہی میری ماں تھیں۔

تجوعین وتشبعنی وتعرین وتکسینی وتمنعین نفسک
طیب الطعام وتطعمنی وتریدین بذلک وجہ اللّٰہ والدار
الآخرۃ۔ تم آپ بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھلایا کرتی تھیں۔ آپ
ننگی رہتی تھیں اور مجھے پہنایا کرتی تھیں۔ اور تم اپنے آپ کو تو اچھے
کھانوں سے باز رکھتی تھیں اور مجھے کھلاتی تھیں اور ان باتوں سے
تمہاری مراد اللّٰہ پاک کی رضا مندی تھی اور آخرت کا گھر ہوتا تھا۔

قال انس امر بغسلہا فلما بلغ الماء الذی فیہ الکافور
اسکبہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ علیہا والبسہا

قمیصہ (حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر سرکار نے اُن کو غسل دینے کا حکم فرمایا جب اُس پانی کے ڈالنے کا موقع آیا جس پانی میں کافور ملا ہوا تھا تو سرکار نے اپنے دست مبارک سے اُن پر وہ پانی ڈالا اور اپنا پیراہن مبارک اُن کو پہنایا۔

وامر عمر واسامۃ بن زید وابا ایوب الانصاری بحفر قبرها فلما حفروا وبلغوا اللحد احفر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ واخرج ترابہ۔

سرکار نے حضرت عمر ابن خطاب اور اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری کو اُنکی قبر کے کھودنے کا حکم دیا۔ جب قبر کھود چکے اور لحد تک پہونچے تو حضور نے اپنے دست اقدس سے کھودنا شروع کیا اور اُس سے مٹی نکالی۔

ثم اضطجع فیہ ثم ادخلها فیہ هو وابو بکر والعباس۔

پھر حضور اُن کی قبر میں لیٹ گئے اور خود حضور نے حضرت ابوبکر صدیق نے اور حضرت عباس نے ان کو قبر کے اندر اُتارا۔

ثم دعا بھذا الدعاء اللّٰھم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ولقنها حجتها ووسع علیها مدخلها بحق نبیک محمد والانبیاء الذین من قبلی انک ارحم الراحمین۔

پھر حضور نے اللہ پاک سے یہ دعا کی اے پروردگار میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرمائیے۔ انکی دلیل، انکو تلقین فرما دیجئے اور انکی قبر کو کشادہ کر دیجئے بطفیل اپنے نبی محمد کے اور بطفیل اپنے اُن تمام نبیوں کے جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ بے شک آپ تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

روی عن ابن عباس قال فرأیت من ادفعانوا ماء أ ینک صنعت
باحد ما صنعت بهٰذہ قال انہ لم یکن لیس ابی طالب ابر منعا
البستنا قمیصی لیکسی من حلل الجنتہ واضطجعت فی قبرہا لیہون
علیہا من اب القابر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی بالکل یہی روایت فرماتے ہیں
انکی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ہم لوگوں نے
کسی کے ساتھ حضور کو یہ معاملہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جو حضور نے انکے
ساتھ کیا ہے حضور نے فرمایا کہ بعد جناب ابوطالب کے ان سے زیادہ کوئی
میرے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں تھا۔ میں نے اس لئے اپنا پیراہن ان کو
پہنایا تاکہ یہ جنت کی پوشاک پہنیں اور ان کی قبر میں اس لئے لیٹا تاکہ
ان پر قبر کی وحشت آسان ہو جائے (ماخوذ از اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ)
یہ ہیں مولیٰ کی والدہ ماجدہ۔ اور یہ ہے حضور رب العلمین کا انکے
ساتھ خصوصی محبت اور لگاؤ۔ اس مضمون پر توجہ کے ساتھ غور و خوض کریں تو
انشاء اللہ قلب میں کشادگی اور روح میں تازگی پیدا ہوگی۔

۷۔ مولیٰ کا شرف مصاہرت یا شرف دامادی

۱۔ عن محمد بن سیرین فی قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشرا
فجعلہ نسبا وصہرا قال انما نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی بن
ابی طالب ھو ابن عم النبی وزوج فاطمۃ فکان نسبا وصہرا (کفایۃ الطالب)
قرآن کریم کے اندر اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے بشر کو پیدا کیا اور پھر اسکے
لئے نسب اور سسرال بنائے۔ اس آیہ کریمہ کے شان نزول کے بارے میں حضرت محمد

ابن سیرین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی ابن ابیطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس لئے کہ حضور علی المرتضیٰ من حیث نسب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں اور پھر جناب سیدہ کے شوہر بھی ہیں۔ پس مولیٰ کے رسول اللہ کے ساتھ دو رشتے ہوئے۔ ایک رشتہ نسب کے اعتبار سے اور دوسرا رشتہ ازدواجی نسبت سے (کتاب الطالب)

۲- عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قد ذکر عنده علی قال ذاک صهر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزل جبریل فقال ان اللہ یأمرك ان تزوج بنتك من علی (اخرجہ السمان)

سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بار ذکر کیا اور آپ کے پاس حضور علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تشریف لے گئے تھے۔ فاروق اعظم نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر رسول اللہ سے عرض کیا کہ اللہ پاک حضور کو حکم دیتے ہیں کہ حضور جناب سیدہ کی شادی علی کے ساتھ کردیں (اس حدیث کی روایت حضرت ابن السمان نے کی ہے)

۳- اخرجه الدیلمی فی الفردوس وابو سعد فی شرف النبوة وابن الملا مثل ابن موسی المدائنی مسنده عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یؤت احد ولا انا اوتیت صهرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت صدیقة مثل ابنتی ولم اوت مثلها واوتیت الحسن والحسین من صلبك ولم اوت من صلبی مثلهما انتم منی وانا منکم۔

اس حدیث کی روایت دیلمی نے فردوس میں اور ابو سعد نے شرف النبوۃ میں

اور امام علی ابن موسیٰ رضا نے اپنی مُسند میں حضرت ابن الحمرا رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے۔ اے علی تمہیں تین باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ کسی کو نہیں عطا ہوئیں۔ اور نہ مجھے ملی ہیں تم کو مجھ جیسا سسرال ملا ہے (یعنی میری بنت سے میرے گھر کے جیسا سُسرال ملا ہے) اور مجھکو ویسا سُسرال نہیں ملا اور تم کو میری بیٹی کی جیسی صدیقہ ملی اور مجھ کو ویسی نہیں ملی اور تم کو تمہارے صُلب سے حسن اور حسین ملے ہیں۔ اور مجھکو میرے صلب سے اُن دونوں کے مثل نہیں ملے (اے علی) تم لوگ مجھ سے ہو اور میں تم لوگوں سے ہوں۔

۸۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اللھم اشھد قد بلغت ھذا اخی و ابن عمی و صہری و ابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن النجار)

حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا پروردگار الہا! گواہ رہنا کہ میں نے اپنی امت کو یہ پیغام پہنچا دیا کہ علی میرا بھائی ہے۔ میرے چچا کا فرزند ہے میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے پروردگار عالم جو شخص بھی علی سے دشمنی رکھے اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈھکیل دے۔ (اس حدیث کی روایت ابن النجار نے کی ہے)

۹۔ مولا کی اہلیہ محترمہ رسول اللہ کی لخت جگر حسنین علیہما السلام کی والدۂ ماجدہ خواتین جنت کی سردار حضور سیدہ کے مناقب

۱۔ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی

علیہ وآلہ وسلم اتانی جبریل بسفرجلۃ من الجنۃ فاکلتہا لیلۃ اسری فعلقت بی خدیجۃ فحملت بفاطمۃ فکنت اذا اشتقت رائحۃ الجنۃ شممت فیہ فاطمۃ (اخرجہ الحاکم)

حاکم نے مستدرک میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل جنت سے میرے لئے ایک بہیدانہ لائے اور میں نے اُس بہیدانہ کو معراج کی رات میں کھایا خدیجۃ الکبری اُسی رات میں مجھ سے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ پس جب کبھی بھی مجھ کو جنت کی بُو سونگھنے کا شوق ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگھ لیتا ہوں۔

۲- عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قلت یا رسول اللہ اذا اقبلت فاطمۃ جعلت لسانک فی فیہا کانک ترید ان تلحقہا عسلا فقال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ لما اسری بی الی السماء ادخلنی جبریل الجنۃ وناولنی تفاحۃ فاکلتہا فصارت نطفۃ فلما نزلت علی الارض واقعت خدیجۃ بفاطمۃ من تلک النطفۃ فکلما اشتقت الی تلک التفاحۃ قبلتہا (اخرجہ الخطیب والدولابی وابو سعد فی شرف النبوۃ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فاطمہ جب تشریف لاتی ہیں تو حضور اپنی زبان مبارک کو اُن کے مُنہ میں ڈال دیتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور شہد چاٹ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ شب معراج میں جب مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو اسوقت جبریل مجھ کو جنت میں لیگئے اور وہ میرے پاس جنت کا ایک بہیدانہ لائے میں نے

اسکاد کھایا اور وہ جنتی سیب آیا سیب تحلیل ہو کر ایک نطفہ کی شکل بن گیا۔ پھر جب میں زمین پر آیا تو خدیجۃ الکبریٰ اسی سے حاملہ ہوئیں اور اُسی نطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں۔ اس لئے جب کبھی بھی مجھے اُس جنتی سیب کا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کے منہ کو چومتا ہوں۔

۳۔ عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فضلت خدیجۃ علی نساء امتی کما فضلت مریم علی نساء العالمین (اخرجہ الدیلمی)

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ کو میری امت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح سے حضرت مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے (روایت کی ہے اس حدیث کی دیلمی نے)

۴۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انما سمیت فاطمۃ لان اللّٰہ فطمہا من النار اخرجہ الدیلمی)

علامہ دیلمی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ پاک نے اُنکو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے۔

۵۔ عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فاطمۃ فقلت یا رسول اللّٰہ لم سمیت فاطمۃ قال ان اللّٰہ قد فطمہا وذریتہا من النار (اخرجہ ابو القاسم الدمشقی ورفقاہ محب الطبری عن مسند علی ابن موسیٰ الرضا۔

ابو القاسم دمشقی نے اور اُن سے محب الطبری نے اور محب الطبری نے مسند علی

ابن موسیٰ الرضا سے بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک بار رسول اللہ نے یا فاطمہ کہکر پکارا ہوا فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ان کا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے حضور نے فرمایا میں نے ان کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ پاک نے ان کو اور انکی نسل کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

نوٹ :- قیامت کے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائیگا مگر صرف ایک ہی نسب ایسا ہے جو منقطع نہ ہوگا اور وہ نسب اللہ پاک کے حبیب و محبوب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نسب مبارک ہے یعنی نسل فاطمہ یا اولاد فاطمہ۔ زمانہ کے بُعد اور وسایط کی کثرت سے اصل واسطہ میں کچھ فرق نہیں آتا جو نسبت گوشت پوست اور خون کا اوائل حضرت کو رسول خدا سے حاصل تھی۔ وہی نسبت اور تعلق اواخر سادات کو جناب رسالت مآب سے باقی ہے ہاں بات صرف اتنی ہے کہ سادات کو یہ شرف اور سعادت حاصل کرنے کے لئے حسن عقیدہ اعمال صالح اور اتباع سنت رسول کی سخت ضرورت ہے۔ ورنہ نوح علیہ السلام کا بیٹا عمل صالح نہ ہونے کی وجہ سے اُنکی فرزندی سے الگ کر دیا گیا۔ سادات کی بزرگی اس قول کے مصداق ہے سہ عادات السادات سادات العادات یعنی سادات کی عادتیں اور دوسرے لوگوں کی عادتوں سے بلند اور بالا ہوتی ہیں۔

بہرحال سادات جیسا عمل کرینگے اُسکی سزا اور جزا پائیں گے مگر اتباع مصطفٰے کو ہر حال میں اُنکے حفظ مراتب اور اُن کے آداب حسب و نسب کا پاس اور لحاظ رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ سادات کے فاسق و فاجر دوسرے فاسقوں اور فاجروں سے اُن کے صلحا دوسرے صلحا سے۔ اور اُن کے علما دوسرے علما سے جو سادات نہیں ہیں۔ ایک مخصوص اور مختص شرف ذاتی رکھتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں اگر کوئی اشرف الاشراف ہے تو وہ یہی سادات یا اولاد

فاطمہ ہیں۔ جس نے ان سے محبت کی وہ ناجی ہے اور جس نے ان سے دشمنی کی وہ ناری ہے۔

مسلمان کو چاہیے کہ سادات یا اولاد فاطمہ کے دشمنوں کو اپنا دشمن جانے۔ اور اُن کے دوستوں کو اپنا دوست قرار دے۔ صدقہ دینا انکو حرام ہے مگر خمس میں ان کا حصہ مقرر ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ جتنا اپنی اولاد پر خرچ کرکے خوش نہ ہو اتنا ان پر خرچ کرکے خوش ہو۔ اپنی نشست اور برخاست اور راہ میں سلام اور کلام میں ان کو مقدم رکھے اور انکی حاجت براری میں جان اور دل سے کوشاں رہے۔
جناب سیدہ کی اولاد سے بشرطیکہ وہ خوش عقیدہ اور صالح ہو، محبت رکھنا ایمان کا جزو اعظم ہے اور ان کا مرتبہ تمام صحابہ کرام کی اولاد سے اعلےٰ و ارفع ہے۔ انکی محبت رسول اللہ کی محبت اور انکی دشمنی رسول اللہ کی دشمنی ہے۔ فرزدق شاعر نے خوب فرمایا ہے

من یعرف اللہ یعرف اولیتہ ذا　　فالدین من بیت ہذا نالہ الامم

اولاد رسول یا اولاد فاطمہ کی بزرگیوں کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جس نے خدا کو پہچان لیا ہو۔ اس لئے کہ یہی حضرات ہیں جن کے گھر سے لوگوں کو دین ملا ہے۔

۶- اخرج الحاکم فی المستدرک عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول وفاطمۃ بتول فقال البتول التی لم تر حمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء

علامہ حاکم مستدرک میں مولیٰ سے مروی ہیں، مولیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ حضور بتول کے کیا معنی ہیں اس لئے کہ ہم نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مریم بتول ہیں اور فاطمہ بتول ہیں حضور نے یہ فرمایا کہ بتول اس کو کہتے ہیں جس نے کبھی سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اُس کو کبھی حیض نہ آیا ہو۔ اس لئے کہ انبیا علیہم السلام کی

بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

۷۔ ومن اشہر القابہا البتول سیدۃ النسآء۔ افضل النسآء خیر النسآء۔ الصدیقۃ۔ الزہرا المبارکۃ۔ الطاہرۃ۔ الزکیۃ والمرضیۃ (نزل الابرار)

جناب سیدہ کے مشہور القاب یہ ہیں:۔ بتول۔ سیدۃ النساء۔ افضل النساء۔ خیر النساء۔ صدیقہ۔ زہرا۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔ زکیہ اور رضیہ

۸۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لفاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ النساء العلمین وسیدۃ النساء المؤمنین وسیدۃ النساء اہل الجنۃ وسیدۃ النساء ہذہ الامۃ (اخرجہ الحاکم)

علامہ حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مستدرک میں مروی ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سے ارشاد فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں ہوتیں کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو اور تم تمام مومنہ عورتوں کی سردار ہو اور تم تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور نیز یہ کہ اس امت کی تمام عورتوں کی تم ہی سردار ہو۔

۹۔ اخرجہ الترمذی والحاکم عن اسامۃ بن زید ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال احب اہلی الیّ فاطمۃ۔

ترمذی اور حاکم اسامہ ابن زید سے مروی ہیں اور وہ یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے نزدیک میرے تمام گھر والوں سے سب سے زیادہ پیاری فاطمہ ہیں۔

۱۰۔ اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

عن بریدة انہ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمة ومن الرجال علی۔

حضرت علامہ ابن عبدالبر اپنی کتاب استیعاب فی معرفة الاصحاب میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور کے نزدیک تمام عورتوں میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ تھیں۔ اور تمام مردوں میں سب سے زیادہ پیارے علی تھے۔

۱۱۔ اخرجہ الدیلمی واحمد والحاکم عن مسور بن مخرمة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمة بضعة منی فمن اذاھا فقد اذانی۔

دیلمی احمد ابن حنبل اور حاکم حضرت مسور ابن مخرمہ سے مروی ہیں آپ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ایذا دی اُس نے خود مجھ کو ایذا دی۔

۱۲۔ اخرجہ ابن عساکر عن مجاھد انہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو آخذ بید فاطمة فقال من عرف ھذہ فقد عرفھا ومن لم یعرفھا فھی فاطمة بنت محمد وھی بضعة منی وھی قلبی وھی روحی بین جنبی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

علامہ ابن عساکر حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں آپ کہتے ہیں کہ ایک بار سرور عالم جناب سیدہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور حضور نے فرمایا جو شخص اس کو پہچانتا ہو وہ تو پہچان ہی رہا ہے۔ اور جو شخص اسے نہیں پہچانتا ہو وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ محمد رسول اللہ کی صاحبزادی ہے۔ یہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے (یہیں نہیں بلکہ) یہ میرا دل ہے (یہی نہیں بلکہ) یہ میری روح ہے۔

جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے اس کو ستایا اُس نے مجھ کو ستایا اور جس نے مجھکو ستایا پس بتحقیق اُس نے اللہ پاک کو ستایا۔

۱۳ - اخرجہ ابو یعلی والطبرانی والحاکم و ابونعیم والدیلمی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لفاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی برضاک۔

حضرت ابو یعلی طبرانی حاکم ابونعیم اور دیلمی مولا سے مروی ہیں۔ مولا فرماتے ہیں کہ حضور نے جناب سیدہ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ! اللہ پاک تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آجاتے ہیں اور تیرے خوش ہوجانے سے خوش ہوجاتے ہیں۔

۱۴ - اخرجہ ابو عمر عن ابی ثعلبۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قدم من غزوۃ او سفر بدء بالمسجد فصلی فیہ رکعتین ثم اتی فاطمۃ ثم اتی ازواجہ۔

حضرت ابو عمر حضرت ابی ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات جب کسی جنگ سے یا سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر اس کے بعد جناب سیدہ کے پاس تشریف لیجاتے اور اس کے بعد ازواج مطہرات کے پاس قدم رنجہ فرماتے۔

۱۵ - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اول شخص یدخل الجنۃ علی وفاطمۃ مثلھا فی ھذہ الامۃ کمثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے جو لوگ جنت میں داخل ہونگے وہ علیؑ ہونگے اور فاطمہؑ ہونگی۔ فاطمہؑ کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے مریم بنت عمران کی مثال بنی اسرائیل میں۔

۱۶- عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یبعث
الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب لیوافق المؤمنین من قومھم ویبعث
صالح علی ناقتہ وابعث انا علی البراق وتبعث فاطمۃ امامی (مجمع الاحباب
فی مناقب الاصحاب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور فخر عالم نے ارشاد فرمایا ہے
کہ تمام انبیاء کرام قیامت کے دن ایسی سواریوں پر سوار کئے جائیں گے جو انکی
اُمت کے مومنوں کے مطابق ہوں گے اور حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی پر سوار
کئے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور اُسی براق کے اوپر
میرے آگے فاطمہ ہوں گی۔

۱۷- عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مر فی
السماء السابعۃ قال رأیت فیھا لمریم ولام موسیٰ ولآسیۃ امرأۃ فرعون
ولخدیجۃ بنت خویلد قصورا من یاقوت ولفاطمۃ بنت محمد سبعین
قصورا من مرجان الاحمر مکللا باللؤلؤ ابوابھا من عود (ابن جریر طبری)

حضرت ابن مردویہ حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک ہے
فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا کہ جب (شب معراج میں) میں
ساتویں آسمان سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ حضرت مریم کے لئے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے لئے حضرت آسیہ زوجہ فرعون کے لئے اور حضرت
خدیجہ بنت خویلد کے لئے یاقوت کے گھر بنے ہوئے ہیں اور فاطمہ بنت محمد الرسول اللہ
کے لئے میں [illegible] سرخ مونگے کے دیکھے جن کے دروازے عود کی لکڑی کے تھے

۱۸- عن ابی فاختۃ قال قال علی زارنا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم وبات عندنا والحسن والحسین نائمان فاستسقی الحسن

فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الی قربۃ الماء فجعل یعصرہا
فی القدح ثم جاء یسقیہ فتناول الحسن فتناول الحسین لیشرب
فمنعہ و بدء بالحسن فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ کانہ احبہما
الیک قال ھو استسقی اول مرۃ ثم قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم انی و ایاک و ھذین یعنی حسن و حسین و ھذا الراقد یعنی علی
فی مکان واحد یوم القیامۃ (اخرجہ احمد فی المناقب)

حضرت ابی فاختہ حضور مولیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مولیٰ نے فرمایا کہ حضور
سرور کائنات ہمارے پاس تشریف لائے اور حضور نے وہ رات ہم ہی لوگوں میں
گذاری حسنؑ اور حسینؑ دونوں سو رہے تھے حسنؑ کو پیاس لگی انھوں نے پانی
مانگا حضورؐ خود اُٹھ بیٹھے اور مشک کی طرف تشریف لے گئے اور پیالہ میں پانی ڈالکر
واپس تشریف لائے تاکہ حسن کو پانی پلادیں اُس پانی کے پیالے کو حسینؑ نے پکڑ لیا
اور خود پانی پینا چاہا حضور نے انھیں روک دیا۔ اور پانی حسنؑ کو پلایا۔ جناب
سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا ان دونوں میں حضورؐ حسنؑ کو زیادہ پیار
فرماتے ہیں۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ حسنؑ نے پہلے پانی مانگا تھا پھر حضور نے ارشاد فرمایا
(اے فاطمہ) میں اور تم اور یہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ اور یہ سونے والا یعنی علیؑ
مرتضیٰ قیامت کے دن ایک ہی مکان میں ہوں گے۔

۹۔ حضور سرورِ عالم کی اولاد کا مولیٰ کے صلب سے ہونا

ا۔ اخرجہ ابو الخیر الحاکمی و الخطیب و الطبرانی عن ابن عباس قال
کنت انا و العباس رضی اللہ عنہما جالسین عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم اذ دخل علی وسلم فرد علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقام الیہ

دعانقہ وقبل بین عینیہ واجلسہ عن یمینہ فقال العباس یا رسول اللہ
تحب ھذا قال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ
کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی ۔

علامہ ابوالخیر الحاکمی اور خطیب اور طبرانی بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہیں کہا حضرت ابن عباس نے کہ میں اور میرے والد بزرگوار حضرت عباس دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علیؑ حاضر ہوئے اور حضور کو سلام کیا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا اور اُن کے آگے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن کے سینے سے لگ گئے اور اُنکی پیشانی کو بوسہ دیا۔۔۔۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اِن سے محبت رکھتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے چچا میں اِن سے اللہ پاک کی رضا اور خوشنودی کی خاطر بیحد محبت رکھتا ہوں (اور اس بے حد و بے حساب محبت رکھنے کی وجہ یہ ہے) کہ اللہ پاک نے ہر ایک نبی کی اولاد کو اُسی نبی کے صُلب میں قرار دیا ہے۔ اور میری اولاد کو علیؑ کے صلب میں قرار دیا ہے۔

۲۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عزوجل جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بتحقیق اللہ پاک نے ہر ایک نبی کی اولاد کو اُسی نبی کے صلب میں قرار دیا ہے اور میری اولاد کو علی کے صلب میں قرار دیا ہے (اس حدیث کو علامہ طبرانی نے اپنی کتاب کبیر میں نقل فرمایا ہے)

۳- اخرجہ احمد فی المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال طلبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوجدنی فی حائط نائماً فقربنی برجلہ قال قم لاس فیبنک انت اخی وابو ولدی۔

حضرت امام احمد ابن حنبل مناقب میں مولیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے (ایک دن) مجھے ڈھونڈھا اور مجھے ایک دیوار کے نیچے سوتا ہوا پایا۔ پھر حضور نے مجھ کو اپنے پائے مبارک سے ہلا کر فرمایا اُٹھ کھڑا ہو میں تجھے خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بھائی ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے۔

۴- اخرجہ احمد والبغوی والحاکم عن محمد بن اسامہ بن زید قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی اما انت یا علی ختنی وابو ولدی وانت منی وانا منک۔

حضرت امام احمد ابن حنبل حضرت علامہ بغوی اور حضرت علامہ حاکم حضرت محمد ابن اُسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور جناب علی سے فرماتے تھے۔ پس اے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔

۱۰- رسول اللہ کی نسل جناب سیدہؑ کی اولاد سے جاری ہے

۱- وفی اسد الغابہ فی سیرۃ الصحابہ للعلامۃ ابن اثیر وانقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا منھا۔

علامہ ابن اثیر اسد الغابہ فی سیرۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔ مگر حضور کی نسل جناب سیدہ کی اولاد سے جاری ہے۔

۲- قال علامۃ جلال الدین سمہودی فی جواھر العقدین لما رأی

علی بن ابی طالب الحسنین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایہا الناس املکوا عنی ھذین الغلامین اخاف ان ینقطع بہما نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ جب کہ جناب علی ابن ابی طالب نے دیکھا کہ جناب حسن اور جناب حسین علیہما السلام صفین کے میدان میں لڑائی کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں تو حضور نے فرمایا اے لوگو ان دونوں کو میری طرف سے روک لو۔ میں ڈرتا ہوں کہ ان کے شہید ہو جانے کی وجہ سے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔

۱۹۔ ونقلہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ للقرآن الکریم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ والحقنا بہم ذریتہم قال ان اللہ یرفع ذریۃ المؤمن فی درجتہ وان کانوا دونہ فی العمل ثم قرء والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم من عملہم من شئی قال سیدی جلال الدین سیوطی فاذا کان ھذا فی ذریۃ مطلق المؤمن فما حال بذریتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر قرآن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس آیہ کریمہ کی تفسیر میں کہ ہم نے انکی اولاد اور انکی نسل کو ان سے ملا دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی اولاد کو (قیامت کے دن) انہیں کے درجے میں رکھے گا اگرچہ انکی اولاد عمل میں ان سے کمتر ہی ہو۔ پھر حضرت ابن عباس نے

اس آیہ کریمہ کو پڑھا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ایمان والوں کی راہ پر چلے۔ ہم نے اُنکی اولاد کو اُنسے ملا دیا اور ان کے عمل میں سے ہم نے کوئی چیز گھٹائی نہیں۔ حضرت جلال الدین سمہودی لکھتے ہیں کہ عام مومن کی ذریت اور اولاد کا جب یہ مرتبہ ہے تو حضور سرور کائنات کی ذریت اور اولاد کے کیا مدارج ہیں۔ اس کا حال صرف اللہ پاک کو ہی معلوم ہے (جواہر العقدین)

۲۰ - رواہ الترمذی عن عائشۃ ام المؤمنین قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا و دلا و ھدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی قیامھا و قعودھا من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قالت وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قام الیھا فقبلھا و اجلسھا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا دخل علیھا قامت من مجلسھا فقبلتہ و اجلستہ فی مجلسھا۔

ترمذی نے اس حدیث کو بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ حضور صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی صاحبزادی جناب فاطمہؓ سے زیادہ کسی اور کے اندر رسول اللہ کی ہی خو بو اور رسول اللہ کے ہی انداز نشست و برخاست نہیں دیکھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جناب سیدہ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو حضور آپ کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے آپ کو چومتے تھے اور آپ کو اپنی جگہ پر ہی بٹھاتے تھے۔ اسی طرح جب حضور جناب سیدہ کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو آپ بھی حضور کے آگے کھڑی ہو جاتی تھیں حضور کو چومتی تھیں اور حضور کو اپنی ہی جگہ پر بٹھاتی تھیں۔

۲۱ - اخرجہ البخاری عن ابی ایوب الانصاری قال قال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کان یوم القیمتہ جمع اللہ الاولین والاخرین فی سعید واحد ثم ینادی منادمن بطنان العرش ان الجلیل جل جلالہ یقول نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم فان ھذہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ترید ان تمر علی صراط۔

علامہ خوارزمی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب قیامت کا دن آئیگا اُس وقت اللہ پاک تمام اولین اور آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے۔ پھر ایک پکارنے والا اپردہ عرش سے پکاریگا اے اہل موقف تم سب کے سب اپنے سروں کو جھکالو اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو۔ یہ فاطمہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ہیں پل صراط سے گذرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

۲۳۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لما رمس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جائت فاطمتہ رضی اللہ عنہا فوقفت علی قبرہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واخذت قبضتہ من تراب القبر ووضعت علی عینیھا وبکت وانشاءت تقول ؎

ماذا علی من شم تربتہ احمد	ان لایشم مدی الزمان غوالیا
صُبت علیّ مصائب لو انھا	صُبت علی الایام صرت لیالیا

مولا سے روایت ہے کہ جب سرکار دو عالم پوشی اختیار فرمالی تو جناب سیدہ آئیں اور حضور کے مزار اقدس کے پاس کھڑی ہوگئیں پھر آپ نے مزار پاک کی تھوڑی سی مٹی لی اور اُس مٹی کو اپنی آنکھوں سے لگایا۔

اور رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگیں ؎

جس نے روضۂ پاک کی خاک سونگھنے کا شرف حاصل کیا اگر وہ زمانے
دراز تک خوشبو نہ سونگھے تو کوئی حرج نہیں مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں
کہ اگر وہ دنوں کے اوپر پڑتیں تو وہ دن رنج و غم کے سبب سے رات ہو جاتے۔

۱۱۔ جناب علی مرتضیٰ، جناب سیدہ اور جناب حسنین علیہم السلام کا اہلبیت خاص میں ہونا

۱۔ رواہ المشکوٰۃ وصحیح المسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا
قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل
من شعر اسود فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہ فادخلہ ثم
جاء الحسین فادخلہ معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم
جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

مشکوٰۃ اور صحیح مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ باہر نکلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک صبح کو اس حال میں کہ حضور کے اوپر ایک کملی تھی نقشدار سیاہ بالوں
کی پس آئے حضرت حسن ابن علی راضی ہوا اللہ اُن سے پس داخل
فرما لیا حضور نے انہیں (اس کالی کملی کے اندر) پھر آئے حضرت امام
حسین علیہ السلام۔ پس داخل فرما لیا حضور نے انہیں بھی حضرت امام حسن
علیہ السلام کے ساتھ۔ پھر آئیں جناب فاطمہ علیہا السلام پس حضور

حضور نے داخل فرمالیا اُنھیں بھی۔ پھر آئے حضرت علی مرتضیٰؑ پس داخل فرمالیا حضور نے انھیں بھی اُس کالی کملی کے اندر۔ پھر پڑھی حضور نے یہ آیت نہیں چاہتا ہے اللہ تعالیٰ مگر یہ کہ دور کرے تم سے گناہوں کی نجاست اے اہل بیت نبوت اور پاک کرے تم کو جو پاک کرنے کا حق ہے۔

نوٹ :۔ چونکہ حضور نے بحوالہٖ نص قرآن جناب سیدہ جناب علیؑ اور جناب حسنینؑ کو گناہوں کی نجاست سے دور اور طاہر و مطہر فرمایا ہے۔ اسی لئے ان چاروں مقدس ہستیوں کو اور انکی پاک اور پاکیزہ ذریت کو ائمہ معصومین یا اہل بیت اطہار کہا جاتا ہے اور یہی اعتقاد صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور سلف صالحین کا ہے۔

۲۔ رواہ المشکوٰۃ و صحیح المسلم عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال لما نزلت هذہ الآیۃ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی۔

مشکوٰۃ اور صحیح مسلم نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب اُتری یہ آیت آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلایا رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب علیؑ جناب فاطمہؑ جناب حسنؑ اور جناب حسینؑ کو۔ پس کہا حضور نے پروردگار عالم! یہ ہیں اہلبیت میرے۔

نوٹ :۔ احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضور کے خاص اہلبیت حضور علی مرتضیٰؑ جناب سیدہ جناب حسنینؑ اور انکی اولاد اطہار ہیں۔ امہات المومنین اہل بیت سکنہ اور بنی ہاشم اہل بیت قرابت ہیں۔

سکنہ سے مراد سکونت ہے ۔ امہات المومنین حضور کے ہمراہ سکونت پذیر تھیں اس نسبت سے وہ اہل بیت ہیں ۔ اور بنی ہاشم حضور کے قرابتدار اور رشتہ دار تھے ۔ اس لئے انھیں بھی اہلبیت میں شمار کیا جاتا ہے ۔ اور یہی عقیدہ علماء راسخین کا ہے ۔ چنانچہ حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ؎ هم اولاده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وازواجه والحسن والحسین وعلی منهم (تفسیر سراج المنیر الجزء الثالث)

یعنی اہلبیت حضور کے صاحبزادے اور حضور کی صاحبزادیاں ہیں۔ حضور کی بیویاں ہیں حضرت امام حسن ہیں حضرت امام حسین ہیں اور حضور علی مرتضیٰ ہیں۔ مداح رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اہلبیت اطہار کے عظمت و مرتبت کی ایک جھلک حضور کی امت کو اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں دکھلائی ہے حضرت حسان ابن ثابت فرماتے ہیں ؎

فعی القران حکم اللہ حقا + هو الحبل المتین والشفاء
وابنا یاهما ریحانتین + واهل البیت ذو شرف عطاء
وانی تارکُ الثقلین فیکم + فلا تنفس قاحتی اللقاء
لاهل الارض هم امن امانا + کما امن النجوم والسماء

قرآن مجید کے اندر اللہ پاک کا یہ برحق حکم ہے کہ اہل بیت رسول خدا کی مضبوط رسی ہیں اور ہر قلبی اور روحانی بیمار کے لئے شفا ہیں۔ رسول اللہ کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جنت کے دو پھول ہیں اور اہل بیت نبوت صاحب شرف اور صاحب عطا ہیں۔ اے میری امت کے لوگو! میں اپنے بعد تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں

یعنی قرآن اور اہلبیت۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہونگے۔ جب تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے نہ ملیں ــــ اہل بیت رسول اہل زمین کے لئے امن اور امان ہیں بالکل اُسی طرح جس طرح آسمان کے لئے ستارے امن وامان ہیں۔

۳۔ النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی (صواعق محرقہ)۔ ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں۔

۴۔ النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض (صواعق محرقہ)

ستارے امان ہیں آسمان والوں کے لئے پس جب ستارے غائب ہو جائیں گے تو اہل آسمان بھی غائب ہوجائیں گے۔ اور میرے اہل بیت امان ہیں زمین والوں کے لئے ہیں جب میرے اہل بیت غائب ہوجائینگے تو اہل زمین بھی غائب ہوجائیں گے۔

۵۔ النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف (صواعق محرقہ)

ستارے امان ہیں اہل زمین کے لئے غرق ہونیسے (یعنی اگر ستارے نہ ہوں اور سمندر میں سمت کا پتہ نہ چلے تو کشتی غرق ہوجائے) اور میرے اہلبیت امان ہیں میری امت کے لئے اختلاف سے (یعنی اگر میری امت کے دل میں میرے اہل بیت کی عظمت اور محبت نہ ہو تو اُن میں اختلاف پیدا ہوگا اور نااتفاقی پیدا ہو جائیگی اور وہی نااتفاقی اُنکو لے ڈوبیگی) یہ حدیث

نہایت اہم ہے اہل ایمان اس کی طرف بخوبی توجہ کریں۔

٦۔ مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق (صواعق محرقہ)

تمہارے اندر میرے اہل بیت کی مثال ویسی ہی ہے جیسی حضرت نوح کی کشتی کی مثال اُنکی قوم میں تھی۔ پس وہ شخص جو کشتی اہل بیت پر سوار رہا اُس نے نجات پائی اور جس شخص نے اس کشتی اہل بیت سے اختلاف کیا وہ ڈوب گیا۔

٧۔ مثل اھل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ (صواعق محرقہ)

تمہارے اندر میرے اہل بیت کی وہی مثال ہے جو مثال باب حطہ کی بنی اسرائیل میں تھی۔ پس جو اس باب اہل بیت سے داخل ہوا وہ بخشا گیا اور مغفور بنادیا گیا (مفہوم یہ ہے کہ جس مسلمان نے اہل بیت کو چھوڑ دیا وہ مغفرت خداوندی سے محروم رہا)

٨۔ انا واھل بیتی شجرۃ فی الجنۃ واغصانھا فی الدنیا فمن تمسک بھا اتخذ الی ربہ سبیلا (صواعق محرقہ)

میں اور میرے اہل بیت جنت کے درخت ہیں اور اُسی شجر جنت کی شاخیں دنیا کے اندر ہیں پس جس کسی نے ان شاخوں کو پکڑ لیا اس کو اللہ کی راہ مل گئی۔ (سبحان اللہ! کتنی واضح اور دلکش حدیث ہے کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان اہل بیت رسول سے تعلق پیدا کریں اور اللہ کی راہ پالیں۔ خوشحال اُس مسلمان کا جو اہل بیت سے تمسک کرے اور وائے بر حال اُسکے جو اُن سے برگشتہ رہے۔

۹ - من صلی صلوٰۃ ولم یصل فیہا علیّ وعلیٰ اہل بیتی لم تقبل منہ (صواعق محرقہ)۔

جس کسی نے نماز پڑھی اور اس میں میرے اوپر اور میرے اہل بیت کے اوپر درود نہیں بھیجا اُس کی نماز مردود ہے۔

۱۰ - قول الشافعی رضی اللہ عنہ ان الصلوٰۃ علی الآل من واجبات الصلوٰۃ (صواعق محرقہ)

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نماز کے اندر حضور کے علاوہ حضور کی آل پر بھی درود بھیجنا فرض ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام مشہور ہے ؎

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم ۔۔۔ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
و قد کفاکم من عظیم القدر انکم ۔۔۔ من لم یصل علیکم لا صلاۃ لہ

اے رسول اللہ کے اہل بیت! آپ حضرات کی محبت فرض ہے قرآن کے اندر جس کو اللہ پاک نے اتارا ہے۔ آپ اہل بیت رسول کے لئے یہی بزرگی کافی ہے کہ جو آپ حضرات پر نماز کے اندر درود نہ بھیجے اُسکی نماز ہی نہیں ہوتی

پھر یہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ ہیں جو دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

آل النبی ذریعتی ۔۔۔ وہم الیہ وسیلتی
ارجو بہم اعطیٰ غدا ۔۔۔ بید الیمین صحیفتی (صواعق محرقہ)

میرے لئے ذریعہ نجات آل رسول اللہ ہیں اور یہی میرے لئے اللہ کی طرف وسیلۂ تقرب ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ انہی کے وسیلہ سے کل قیامت کے دن میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۱۲- اولاد سیدہؑ کے ولی اور عُصبہ رسول اللہؐ ہیں

۱- کل ولد اب فان عصبتهم لابیهم ما خلا ولد فاطمة فانی انا ابوهم وعصبتهم هٰذا الحدیث رواه عمر رضی اللہ عنہ لعلی رضی اللہ عنہ (صواعق محرقہ)

تمام باپوں کے بیٹوں کے لئے یہی قاعدہ اور یہی اصول ہے کہ اُن کے باپ ہی اُن کے عُصبہ ہوتے ہیں مگر فاطمہؑ کی اولاد اس اصول سے مستثنیٰ ہے بتحقیق اولاد فاطمہ کا ولی اور عُصبہ میں ہوں۔

۲- اخرجہ الحاکم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لکل بنی اب عُصبتہ ینتمون الیہ الا ولد فاطمة فانا ولیهم وعصبتهم وهم عترتی وخلقوا من طینتی۔

علامہ حاکم مستدرک میں اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر اولاد کے لئے عُصبہ ہوا کرتا ہے کہ اسی عُصبہ کی طرف اُس اولاد کو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاد فاطمہ کے لئے اُن کا ولی اور عُصبہ میں ہوں بایں لئے کہ وہ میری عترت ہیں اور میری ہی طینت یعنی میری ہی خو۔ خُو پر پیدا ہوئے ہیں۔

جناب فرزدق تمیمی نے حضور سیدہؑ کی اولاد اطہار اور اہل بیت رسولؐ کی شان میں خوب خوب باتیں فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

منشقّتہ من رسول اللہ نبعتہ — طابت عناصرہ والخیم والشیم

اہل بیت رسول کی جڑ رسول اللہ ہی ہیں۔ اہل بیت شجر نبوت کی ہی

شاخیں ہیں - یہ رسول اللہ کی ہی طینت پر پیدا ہوئے ہیں اور ان کے جسمانی عناصر ان کے عادات اور انکی طبیعتیں نہایت ہی پاک اور پاکیزہ ہیں

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله — بجده انبياء الله قد ختموا

او جاہل! اگر تو ان کو نہیں پہچانتا ہے تو اب پہچان لے - یہ اہل بیت رسول جناب سیدہ کے صاحبزادے ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے نانا جان کے اوپر تمام نبیوں کی نبوت ختم ہوگئی -

من جده دان فضل الانبياء له — وفضل امته دانت على الامم

اہل بیت رسول وہ ہیں جن کے نانا جان کے تابع دنیا کے تمام انبیاء کرام کے مراتب ہیں اور اُن کے نانا جان کی امت کے تابع تمام امتوں کے مراتب ہیں -

الله شرفه قدما وعظمه — جرى بذاك له فى لوحه القلم

اللہ پاک نے ان کو زمانۂ قدیم سے ہی شرف اور بزرگی عطا کی ہے اور ان کا یہ شرف اور انکی یہ بزرگی اللہ کے قلم سے لوح محفوظ پر جاری اور ساری ہے -

ينشق نور الهدى من نور غرته — كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم

پھوٹ نکلتا ہے ہدایت کا نور اُنکی پیشانی کے نور سے جس طرح آفتاب کہ دور ہو جاتی ہیں اُسکی روشنی سے تاریکیاں -

يغضى حياء ويغضى من مهابته — فما يكلم الا حين يبتسم

وہ شرم اور حیا کی وجہ سے اپنی نگاہ نیچی رکھتے ہیں اور لوگ اپنی نیچی نگاہ اُن کے رعب اور جلال کی وجہ سے رکھتے ہیں لوگ اُن سے کلام نہیں کر سکتے مگر اُسی وقت جس وقت وہ ہنستے ہیں -

ینمی الی ذروۃ العزۃ الذی قصرت   نیلہ عرب الاسلام والعجم

اُن کی عزت اس قدر بلند ہے کہ اُس بلندی تک پہنچنے سے تمام عرب و عجم کے مسلمان عاجز رہ گئے۔

اذا رأتہ قریش قال قائلہم   الی مکارم ھذا ینتہی الکرم

جب قریش انھیں دیکھتے ہیں تو بیساختہ بول اٹھتے ہیں کہ بزرگی انہی کی بزرگی تک پہونچکر اپنی حد کو پہنچ گئی۔

ھذا ابن خیر عباد اللہ کلہم   ھذا التقی النقی الطاھر العلم

یہ ان کے فرزند ہیں جو اللہ کے تمام بندوں میں سب سے افضل ہیں (یعنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں) یہ پرہیزگار ہیں پاک ہیں پاکیزہ ہیں اور امت محمدیہ کے سردار ہیں۔

ھذا الذی تعرف البطحاء وطأتہ   والبیت یعرفہ والحل والحرم

یہ وہ ہیں جنھیں پہچاننا تو اور بات ہے انکے نشان قدم کو مکہ خانۂ کعبہ حل اور حرم سب پہچانتے ہیں۔

اللیث اھون منہ حین تغضبہ   والموت ایسر منہ حین یتتضم

جس وقت تو انھیں غصہ دلادے اُس وقت اُن کے سامنے شیر بھی ہلکا ہے اور جب حق کو ناحق کیا جائے تو اس وقت موت بہت آسان ہے انکے لئے۔

کلتا یدیہ غیاث عم نفعہما   تستوکفان ولا یعروھما عدم

ان کے دونوں ہاتھ فریادرس ہیں اور ان دونوں ہاتھوں کا نفع ہر کس و ناکس کے لئے عام ہے۔ اور ان کے ان دونوں ہاتھوں پر کبھی تنگدستی نہیں آتی۔

یکسل الخلیقۃ لا تخشی بوادرہ   یزینہ اثنان حسن الخلق والشیم

یہ نرم خصلت ہیں اِنکی تیزیٔ مزاج کا خوف نہیں ہے۔ یہ دو صفات
سے آراستہ اور مزین ہیں اول تو ان کے عادات نیک ہیں اور
دوسری بات یہ ہے کہ انکی طبعیتیں پاک ہیں

حمّال اثقال اقوام اذا فدحوا ۔ حلو الشمائل تحلو عندہٗ نعمٗ

یہ ہر جماعت کا بوجھ اٹھا لیتے ہیں جب وہ جماعت قرض سے زیربار اور
مجبور ہو جاتی ہے اِنکی عادتیں شیریں ہوا ہیں اور ان کے پاس نعمتیں بھی شیریں
معلوم ہوتی ہیں۔

ما قال لا قط الا فی تشہدہٖ ۔ ولا التشہد کانت لاءہٗ نعمٗ

ان کی زبان سے کبھی نہیں یعنی لا نہیں نکلا مگر صرف اسی وقت جب یہ
اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے ہیں۔ اگر کلمۂ شہادت میں لا
نہ ہوتا تو ان کا لا یعنی نہیں بھی نعم یعنی ہاں ہوتا۔

فلیس قولک من ھذا بضائرہٖ ۔ العرب تعرف من انکرت والعجمٗ

ان کے متعلق تیرا قیل وقال اِن کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا جن کو تو
نہیں پہچانتا ان کو تمام عرب اور عجم پہچانتا ہے

لا یخلف الوعد میمونٌ نقیبتہٗ ۔ رحب الفناء اریب حین یعتزمٗ

یہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ یہ مبارک نفس ہیں اِن کا صحن
کشادہ ہے یہ دانا ہیں اور یہ سیدھی راہ پکڑنے والے ہیں۔

عمّ البریۃ بالاحسان فانقشعت ۔ عنھا الغیابۃ والاملاق والعدمٗ

ان کے احسان نے تمام خلائق کو گھیر لیا ہے اور ان کے جود وسخا کی وجہ
سے خلائق سے رنج فقر اور افلاس دور ہو گیا ہے۔

لا یستطیع جواد بعد غایتہم ۔ ولا یدانیھم قوم وان کرموا

کوئی سخی ان کی سخاوت کی دوری تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی سخی
اور کریم جماعت ان کے مرتبہ کے قریب پہنچ سکتی ہے۔

لا ینقص العسر بسطاً من اکفّهم — سیّان ذٰلک ان اثروا و ان عدموا

ان کی تنگدستی ان کے ہاتھوں کی کشادگی کو کم نہیں کرتی ان کا مالدار ہونا
اور بے مال ہونا دونوں برابر ہے۔

هم الغیوث اذا ما ازمة ازمت — والاسد اسد الشریٰ والبأس محتدم

یہی اہل بیت رسول ہیں جو امت محمدیہ کے لئے باران رحمت ہیں جب ان
پر سخت قحط پڑے اور یہ مقام شریٰ کے شیر ہیں جب میدان جنگ گرم ہو۔

هم غیوث الندیٰ اذا وهبوا — هم لیوث الشریٰ اذا غضبوا

رسول اللہ کے یہ اہلبیت اظہار بخشش کی بارش ہیں جب عطا فرماتے ہیں
اور یہ مقام شریٰ کے شیر ہیں جب کفار کو کوٹتے ہیں۔

نوٹ:- شریٰ کوہ سلمیٰ میں ایک راستہ کا نام ہے وہاں شیر بہت رہتے
ہیں اور وہ شیر شجاعت اور جوانمردی میں ضرب المثل ہیں۔

ان عُدّ اهل التقیٰ کانوا ائمتهم — او قیل من خیر اهل الارض قیل هم

اگر تمام دنیا کے پرہیزگار شمار کئے جائیں تو ان تمام متقی اور پرہیزگاروں
کے پیشوا یہی اہل بیت ہوں گے یا اگر کہا جائے کہ زمین کے رہنے والوں میں
بہتر کون لوگ تو یہی کہا جائیگا کہ وہ اہل بیت رسول ہیں۔

ای الخلائق لیست فی رقابهم — لاولیة هذا او له نعم

وہ کون سی مخلوق ہے جو ان کے تقدم مراتب کی وجہ سے ان کے غلاموں میں
داخل نہیں۔ یہ یا ان کی نعمتوں کے سبب سے ان کا غلام نہیں ہے۔

من یعرف الله یعرف اولیة ذا — فالدین من بیت هذا ناله الامم

جو شخص اللہ کو پہچانتا ہے وہی شخص اہل بیت رسول کے مقدم مراتب کو پہچان سکتا ہے اس لئے کہ دین ہم نے اہل بیت رسول ہی کے گھر سے پایا ہے۔ ؎

فضائل علی کو ہر بشر سے پایا ∴ ہمنام خدا کے بحر و بر سے پایا
پہلے تو علی ملے خدا کے گھر سے ∴ پھر ہم نے خدا کو ان کے گھر سے پایا

(حضرت مولانا آسی رحمۃ اللہ علیہ)

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم ∴ فی کل بدء و مختوم بہ الکلم

اللہ پاک کے ذکر کے بعد اہل بیت اطہار کا ہی ذکر (یعنی درود شریف) ہر کام کے شروع اور ہر کام کے آخر میں سب سے آگے ہے۔

من معشر حبہم دین و بغضہم ∴ کفر و قربہم منجی و معتصم

(مختصر ترجمہ یہ ہے) کہ اہل بیت رسول کی ہی محبت کا نام دین ہے اور انکے بغض اور انکی عداوت کا ہی نام کفر ہے اور ان کا قرب اور انکی غلامی کا نام ہی نجات ہے۔

وذلک یقول ابن جابر الاندلسی ؎

جعلوا لابناء الرسول علامۃ ∴ ان العلامۃ شان من لم یشہر
و نور النبوۃ فی کریم وجوہہم ∴ تغنی الشریف عن الطراز الاخضر

(صواعق محرقہ)

اور یہ کلام حضرت ابن جابر اندلسی کا ہے آپ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ کے صاحبزادوں کی ایک پہچان ہے اور وہ پہچان ان کا مشہور و معروف ہونا نہیں ہے بلکہ ان کا ذاتی وصف ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے مبارک چہروں کے اندر نبوت کا نور ہے وہ شرفاء ہیں اور ان کی شرافت کے لئے ان کے سبز [illegible] کافی ہیں۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السّلام رسول اللہ کے ہی صاجزادے ہیں

ا۔ قال مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فی مجالستہ تحت میں
الشہادتین اماکون السبطین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فلہ وجھان ۔
اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ تحریر الشہادتین
میں تحریر فرماتے ہیں کہ اب یہ مسئلہ کہ حضور کے دونوں نواسے حضرت امام حسن علیہ السلام
اور حضرت امام حسین علیہ السلام حضور کے صاجزادے اور فرزند ہیں اس کے لئے دو
دلائل اور دو وجہیں ہیں :۔
الاوّل ان ابن البنت لہ حکم الابن ولھذا یُدعیٰ عیسےٰ علیہ السلام
فی بنی اسرائیل ۔
حسنین علیہما السلام کے فرزندان رسول اللہ ہونیکی پہلی دلیل یہ ہے کہ نواسہ
بجائے بیٹے کے ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو (جو بغیر باپ کے
بحکم خدا پیدا ہوئے تھے) اسرائیل یا حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا کہتے ہیں
(محض آپکی والدۂ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کی وجہ سے جو حضرت یعقوب
علیہ السلام کے بیٹوں کی نسل سے ہیں)۔
والثانی التیقّن فقد ثبت بطریق متحدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم قال ھما ابنای۔
اور جناب حسنین کے فرزندان رسول ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور نے

اِن دونوں صاجزادوں کو اپنا متبنیٰ کیا تھا یعنی اپنا فرزند خاص فرمایا۔ چنانچہ بہت
سی روایتوں سے ثابت ہے کہ حضور نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔

وروی احمد فی مسندہ عن ابی اسحٰق السبیعی عن ھانی ابن ھانی
عن امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ قال لما ولد الحسن جاء رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال ارونی ابنی ما سمیتموہ قلت سمیتہ حربا قال
بل ھو حسن۔

اور روایت کی ہے حضرت امام احمد ابن حنبل نے اپنے مسند میں حضرت ابو اسحٰق سبیعی
سے اور انھوں نے حضرت ہانی ابن ہانی سے اور انھوں نے امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ
سے راضی ہوں اللہ پاک اُن سے کہ جب پیدا ہوئے حضرت امام حسنؑ تشریف
لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا دکھلاؤ تو میرے
بیٹے کو تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حرب۔ فرمایا نہیں بلکہ
اس کا نام حسن ہے۔

فلما ولد الحسین قال ارونی ابنی ما سمیتموہ قلت حربا قال بل
ھو حسین۔

پھر جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور نے فرمایا دکھلاؤ
تو میرے بیٹے کو۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حرب
فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام حسین ہے۔

فلما ولد الثالث قال ارونی ابنی ما سمیتموہ قلت حربا قال بل ھو محسن
پھر جب تیسرے صاجزادے پیدا ہوئے تو حضور نے فرمایا دکھلاؤ
تو میرے بیٹے کو۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حرب
فرمایا نہیں بلکہ یہ محسن ہے۔

ثم قال انی سمیتهم باسمآء ولد هارون شَبَّر وشَبِیْر ومُشَبَّر

پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کا نام رکھا ہے حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادوں کے نام پر یعنی شَبَّر شَبِیْر و مُشَبَّر۔

واخرجہ الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الافراد والحاکم والبیہقی وابن عساکر کلهم عن علی رضی اللہ عنہ واخرجہ البغوی والطبرانی عن سلمان رضی اللہ عنہ مثلہ ۔

اور طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے افراد میں اور حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے سب نے اس حدیث کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور بغوی اور طبرانی نے اسی کے مثل ایک حدیث کی روایت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

وفی القاموس شَبَّر کبَقَّم ۔ وشَبِیْر کقُمَیْر ومُشَبِّر کمُحَدِّث ابناء هارون علیہ السلام ۔

اور قاموس میں شَبَّر بَقَّم کے وزن پر اور شَبِیْر قُمَیْر کے وزن پر و مُشَبِّر مُحَدِّث کے وزن پر ہے اور یہ تینوں بیٹے ہیں حضرت ہارون علیہ السلام کے۔

۲۔ سأل الرشید عن موسی الکاظم کیف قلتم انا ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانتم ابناء علی فقال موسی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الی عیسٰی قال ولیس لہ اب (صواعق محرقہ)

جناب موسی کاظم علیہ السلام سے ہارون رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو ذریت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں کہتے ہیں آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں جناب امام نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد داؤد سلیمان تھا اور عیسٰے ۔ پھر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسے علیہ السلام

کا تو کوئی باپ نہیں ہے وہ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم میں داخل ہیں۔

۳۔ ذکر التاریخ ابن خلکان وحیوۃ الحیوان والروض الازہر
عن الشعبی وعاصم بن النجود المقری ان حجاج ابن یوسف
الثقفی بلغہ ان یحیٰی بن یعمر التابعی یقول ان الحسن والحسین
من ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان یحیٰی یومئذ
بخراسان۔

اس واقعہ کا ذکر تاریخ ابن خلکان حیوۃ الحیوان اور روض الازہر
میں ہے۔ شعبی اور قاری عاصم ابن النجود رحمہا اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں
کہ حجاج ابن یوسف ثقفی کو خبر لگی کہ یحیٰی ابن یعمر تابعی یہ کہتے ہیں کہ حضرت
امام حسن اور حضرت امام حسین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں
اور اس وقت حضرت یحیٰی ابن یعمر تابعی خراسان میں تھے۔

فکتب الحجاج الی قتیبۃ بن مسلم والی خراسان ان ابعث الی یحیٰی
بن یعمر فبعث بہ الیہ فقام بین یدیہ فقال انت الذی تزعم ان
الحسن والحسین من ذریۃ رسول اللہ قال اجل یا حجاج قال
الشعبی فتعجبت من جرابہ۔

حجاج نے قتیبہ ابن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحیٰی ابن یعمر کو میرے پاس
روانہ کر قتیبہ نے حضرت یحیٰی کو حجاج کے پاس بھیج دیا جب وہ اس کے سامنے تشریف
لائے تو حجاج نے ان سے پوچھا کہ تیرا گمان ہے کہ حسن اور حسین رسول اللہ
کی اولاد میں ہیں۔ حضرت یحیٰی نے فرمایا ہاں ہاں اے حجاج! حضرت شعبی
کہتے ہیں کہ مجھے حضرت یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ کے بے دھڑک ہاں کہہ دینے پر تعجب آیا۔
فقال الحجاج تاتینی بحاجتہ واضحۃ من کتاب اللہ ولا تاتینی

بھذہ الآیۃ ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم قال فان خرجت وراء من ذالک و آتیک بھا بینۃ واضحۃ من کتاب اللہ فھو امانی قال نعم ۔

حجاج نے کہا کہ تو اپنے اس دعوے کی تائید میں کوئی کھلی ہوئی دلیل قرآن کی پیش کر ۔ مگر قل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم کی آیت کو دلیل میں پیش نہ کرنا حضرت یحییٰ نے فرمایا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن کریم سے واضح طور پر پیش کر دی تو کیا تو مجھ کو امان دے گا حجاج نے کہا ہاں ۔

فقال قال اللہ تعالیٰ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب کلا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ وھارون کذالک نجزی المحسنین و ذکریا و یحییٰ و عیسےٰ و الیاس کل من الصالحین ۔

حضرت یحییٰ ابن یعمر تابعی نے یہ آیت پڑھی اور دیا ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت کی (اور نوح کو) ہم نے ہدایت کی اس سے پہلے اور اسکی ذریت سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں ۔ اسی طرح سے ہم جزا دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور ذکریا اور یحییٰ اور عیسےٰ اور الیاس ہر ایک نیک بندوں میں سے ہے ۔

ثم قال یحییٰ بن یعمر من کان ابو عیسےٰ وقد الحقہ تعالیٰ بذریتہ ابراھیم وما بین عیسےٰ و ابراھیم اکثر ما بین الحسن والحسین ومحمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۔

پھر حضرت یحییٰ ابن یعمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا د بتلائے حجاج حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا کون باپ تھا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُن کو حضرت ابراہیم

علیہ السلام کی ذریت اور اولاد میں ملا دیا ہے اور حضرت عیسےٰ اور حضرت ابراہیم
کے درمیان جو زمانہ کی دوری ہے وہ تو کہیں زیادہ ہے اس زمانہ سے جو حضرت
امام حسنؑ حضرت امام حسینؑ اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
درمیان ہے۔

۳۔ نقلہ الحافظ عبد العزیز بن الاخضر فی کتابہ اللطیفہ عن
ذکوان مولی المعاویہ قال قال لی معاویۃ لا اعلم احد اسمی ھذین
الغلامین ابنی رسول اللہ ولکن قولوا ابنی علی۔

لکھا ہے اس کو حافظ عبد العزیز ابن الاخضر نے اپنی کتاب لطیفہ کے اندر
اندر وہ یہ کہ معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک بار معاویہ نے کہا میں نہیں
جانتا کہ ان دونوں لڑکوں کو یعنی حسن اور حسین کو کسی نے رسول اللہ کا بیٹا
قرار دے دیا ہے انھیں تو یہ کہنا چاہیے کہ یہ علی کے بیٹے ہیں۔

قال ذکوان فلما کان بعد ذالک امرنی اکتب بنیہ فی الشرف
قال فکتبت بنیہ و بنی بنیہ و ترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب۔

ذکوان کہتا ہے کہ اس کے بعد معویہ نے مجھ کو دفتر کے اندر اپنی اولاد کے نام
لکھنے کا حکم دیا میں نے اُس کے بیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور اُس کے نواسوں
کا نام چھوڑ دیا اور وہ تحریر معاویہ کے دکھانے کو لایا۔

قال ویحک غفلت بنی اکبر فقلت من قال اما بنو فلانۃ ابنتی لا بیتی
فقلت اللہ اکبر فیکون بنی بناتک بنوک ولا یکون بنی فاطمۃ بنی رسول ۹۴
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسمعن ھذا احد منک۔

معاویہ مجھ سے کہنے لگا او کم بخت! تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کرنا بھول
گیا۔ میں نے کہا وہ کون ہیں معاویہ بولا میری فلاں بیٹی کے بیٹے کیا میرے بیٹے نہیں ہیں۔

میں نے کہا اللہ اکبر تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے قرار پائیں اور رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کے بیٹے اُن کے بیٹے نہ ٹھہریں۔ معاویہ نے کہا چُپ بھی رہ کہیں تجھ سے کوئی یہ بات سُن نہ لے۔

۱۴۔ حضور کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے فضائل

۱۔ اخرجہ العلامتہ جلال الدین سیوطی فی تاریخ الخلفاء عن العسکری قال لم یکن ھذا الاسم یعرف فی الجاھلیۃ۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں حضرت عسکری سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں حسنؑ اور حسینؑ کا نام کوئی نہیں جانتا تھا۔

۲۔ عن عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اھل الجنۃ ما سمیت العرب بھما فی الجاھلیۃ (اخرجہ ابن سعد)

حضرت علامہ ابن سعد اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں حضرات عمران ابن سلیمان سے روایت کرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں اہل عرب نے ایام جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھے۔ (تاریخ الخلفاء)

۳۔ عن المفضل قال ان اللہ حجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بھما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابنیہ۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں حضرت مفضل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے حسن اور حسین ان دو ناموں کو پوشیدہ رکھا جب تک کہ حضور نے اپنے دونوں صاحبزادوں کے نام رکھے۔

۱۔ اخرج النسائی والرویانی والضیاء عن حذیفۃ وابویعلی عن ابی سعید واحمد والترمذی وابن حبان عن کلاھما وابن ماجۃ عن ابن عمر وابن عدی عن ابن مسعود والحاکم عن کل الاربعۃ وابونعیم عن علی والطبرانی عنہ وعن ابن عمر وحذیفۃ وابوسعید وابی ھریرۃ وجابر والبراء واسامۃ بن زید ومالک ابن الحویرث والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی وابنہ الحسن وعائشۃ وابن عمر وابن عباس وابی رمثۃ وابن النجار عن ابی ھریرۃ والحسین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ۔

حضرت امام نسائی حضرت رویانی اور حضرت ضیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابویعلی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امام احمد ابن حنبل حضرت ترمذی اور حضرت ابن حبان (حضرت حذیفہ اور حضرت ابوسعید) ان دونوں صحابیوں سے اور حضرت ابن ماجہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عدی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور علامہ حاکم (حضرت حذیفہ حضرت ابوسعید حضرت ابن عمر اور حضرت عبداللہ ابن مسعود) ان چاروں صاحبوں سے اور حضرت ابونعیم حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی حضور مولیٰ سے اور حضرت ابن عمر سے حضرت حذیفہ سے حضرت ابو سعید سے حضرت ابوہریرۃ سے حضرت جابر سے حضرت براء بن عازب سے

حضرت اُسامہ ابن زید سے اور حضرت مالک ابن الحُویرث رضی اللہ عنہم سے اور
حضرت دیلمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عساکر حضرت مولا علی
حضور کے لخت جگر حضرت امام حسن سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے حضرت
ابن عمر سے حضرت ابن عباس سے حضرت ابی رِمْثَہ سے حضرت ابن النجار سے
حضرت ابو ہُریرہؓ سے اور حضور امام حسین علیہ السلام سے اس حدیث کی روایت
کرتے ہیں کہ فرمایا حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا شبہ
بتحقیق حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنّت کے سردار ہیں۔
وفی الطبرانی عن حذیفۃ وابوھما افضل منھما۔ اور طبرانی حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین ان سے افضل ہیں۔
والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی وابن عمر بعد قولہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما۔
اور حضرت دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عساکر
نے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کی ہے کہ
حضور نے یہ فرمانے کے بعد کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں یہ بھی فرمایا
کہ ان دونوں کے ماں باپ ان دونوں سے بہتر ہیں۔
وفی روایۃ الطبرانی عن اسامۃ بعد قولہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اھل الجنۃ اللھم انی احبھما فاحبھما۔
اور حضرت طبرانی کی ایک روایت میں جو آپ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ
سے کی ہے یہ ہے کہ حضور نے یہ فرمانے کے بعد کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنت کے
سردار ہیں اللہ پاک سے یوں عرض کیا اے اللہ میں حسنؓ اور حسینؓ کو پیار کرتا ہوں
پس آپ بھی انہیں پیار فرمائیں۔

وعند ابن عساکر من احبهما فقد احبنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی

اور حضرت ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص
کہ ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی ان سے دشمنی
رکھے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔

والدیلمی عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ من احب الحسن والحسین
فقد احبنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی۔

اور حضرت دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت
کی ہے کہ حضور نے فرمایا۔ جو شخص حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کرتا ہے وہ اُن سے نہیں
بلکہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص حسنؓ اور حسینؓ سے دشمنی رکھتا ہے وہ اُن سے
نہیں بلکہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔

۵۔ رواہ الترمذی عن اسامۃ بن زید ان النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال هذان ابنای وابنا ابنتی اللهم انی احبهما فاحبهما
واحب من یحبهما۔

ترمذی نے حضرت اُسامہ ابن زید سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور سرور
کائنات نے حسنؓ اور حسینؓ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ
پاک! میں ان دونوں کو پیار کرتا ہوں لیں آپ بھی ان دونوں کو پیار کریں اور
اُس شخص کو بھی پیار کریں جو ان دونوں کو پیار کرے۔

نوٹ :۔ ایمان رکھنے والے لوگو! نہایت ہی سستا سودا ہے چلو اور بڑھو
محبوب رب العلمین کے ان دونوں محبوبوں کے دامن سے لپٹ جاؤ اور اللہ
پاک کے محبوب بن جاؤ۔

۵۔ واخرجہ ایضاً ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ الحسن

والحسین فقال من احبنی واحب ھذین واباھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمتہ۔

اور ترمذی نے ہی اس حدیث کی بھی روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات صلعم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیکر فرمایا:۔ جو مجھ کو پیار کریگا اور حسن اور حسین کو پیار کرے گا اور ان دونوں کے باپ علیؑ کو پیار کرے گا اور ان دونوں کی ماں سیدہ کو پیار کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

نوٹ:۔ سبحان اللہ! کیا عجیب بات ہے! خوشا نصیب اُن کے جنکے دلوں میں پنجتن پاک کی محبت ہو اور ویل اور بدبختی ہے اُن پر جو اُنسے بغض اور عداوت رکھیں۔

علی اللہ فی کل الامور توکلی　　　وبالخمس من آل العباء توسلی

میرا تو ہر کام میں اللہ پر ہی بھروسا ہے اور مجھے تو پنجتن پاک کا ہی آسرا اور سہارا ہے۔

۶۔ اخرج الترمذی عن انس ابن مالک یقول سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای اھل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمتہ ادعی لی ابنی فیشمھما ویضمھما۔

ترمذی نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حضور اپنے اہل بیت میں سے کس کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ اور حضور جناب سیدہ سے فرمایا کرتے تھے لاؤ میرے بیٹے کو (اور جب حسنینؑ علیہما السلام آجاتے تھے) تو حضور اُن دونوں شاہزادوں

کو سونگھا کرتے تھے اور پیار کیا کرتے تھے۔

۷۔ عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط

(رواہ الترمذی)

حضرت یعلیٰ ابن مرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسینؑ کو پیار کرے اُسے اللہ پاک بھی پیار کرینگے حسین نواسہ ہے نواسوں میں سے

نوٹ :۔ اس حدیث میں دو جملے نہایت ہی اہم اور بہت بالشان ہیں پہلا جملہ۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں یہ جو کمال محبت اور کمال اتحاد پر دلالت کرتا ہے۔ اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ محبوب رب العالمین اپنی اُمت پر یہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور حسنؑ اور حسینؑ میرے محبوب ہیں۔ نیز یہ کہ میرے اور حسینؑ کے درمیان کوئی فرق اور کوئی مغائرت نہیں ہے یہ دونوں میری ہی صورت اور میری ہی سیرت ہیں اور یہ دونوں میری ہی ذات اور میرے ہی صفات ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

من جاں شدم تو تن شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس حدیث کا دوسرا جملہ۔ حسینؑ نواسہ ہے نواسوں میں سے۔ یہ جملہ بھی [illegible] علیہا السلام کی کمال عظمت اور انتہائے جلالت قدر پر شاہد [illegible] ہے۔ یہاں سبط من الاسباط سے اشارہ قرآن کریم کی ایک آیہ کریمہ کی طرف ہے اور وہ یہ ہے :۔ اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ کَمَآ اَوۡحَیۡنَآ [illegible] النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ
وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ـ

اے نبی! بلا شبہ ہم نے تمہاری طرف اُسی طرح سے پیغام بھیجا ہے جس
طرح ہم نے نوحؑ اور اُن کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف پیغام بھیجا تھا اور
جس طرح ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور یعقوب
کے اسباط یعنی اُن کے نواسوں اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور
ہارون اور سلیمان کی طرف پیغام بھیجا تھا ۔ نیز یہ کہ ہم نے داؤد کو زبور
دی تھی ۔ حدیث مذکورہ بالا میں سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ سے اسباط
یعقوب کی طرف اشارہ ہے ۔ مفہوم یہ ہے کہ اسباط یعقوب یعنی حضرت یعقوب
علیہ السلام کے نواسے صاحب نبوت اور رسالت تھے مگر حسنین علیہما السلام
نبی اور رسول نہ ہوتے ہوئے بھی اسباط یعقوب کے مثل اور انکے ہم پلہ ہیں ۔

۸ ۔ اخرجہ الطبرانی عن فاطمۃ سلام اللہ علیہا قالت قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اما حسن فلہ ھیبتی وسوددی واما
الحسین فان لہ جرأتی وجودی ۔

علامہ طبرانی حضرت سیدہ سے روایت کرتے ہیں حضرت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حسن میں میری ہیبت اور میری
پیشوائی ہے اور حسین میں میری بہادری اور میری سخاوت ہے ۔

۹ ۔ وقال مولینا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فی سر الشہادتین
تحریر الشہادتین فاستفادت الحسنین علیہما السلام من اجدھما
علیہ افضل الصلوات والتحیات وجعلتھما اثنین لمآثر حقیقتہ فذین بجمالہ
اور حضرت مولینا شاہ عبد العزیز صاحب رحم فرمائیں اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی

رسالہ تحریر الشہادتین میں فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو اُن کے ناناجان (بہترین صلوٰۃ اور رحمت ہو اُن پر) کے مقام پر نائب یا ظاہری اور باطنی مظہر بنایا اور ان دونوں شہزادوں کو اللہ پاک نے پرتو کمال محمدی کے دو آئینے بنائے اور جمال مصطفوی کے دو مجسمے ٹھہرائے۔

والثانی من جہتہ مشابہتہ الصورۃ فانہما کانا کالتصویرین لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الظاھر ایضاً۔

دوسری بات یہ ہے کہ ظاہری شکل وصورت کے لحاظ سے بھی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام حضور سرور کائنات کی ہی گویا دو تصویریں تھے

فکان الحسن اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما کان اسفل من ذالک۔

پس حضرت امام حسن علیہ السلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری شبیہ تھے سر مبارک سے لیکر سینہ تک اور حضرت امام حسین علیہ السلام حضور کی کامل تصویر تھے سینہ سے لیکر پایۂ اقدس تک ؎

دو نواسے جو تھے اُن کے صغیر اور کبیر
شبّر اُن کی تھے بڑے چھوٹے تھے اُن کے شبیر
ہر دو اُنہیں کی تھے تصویر نبی عکس نذیر
یعنی تھے صورت و معنی میں محمدؐ کے نظیر
باہر تکمیل کمالات نبی کام آئے
دونوں شہزادے گلگون شہادت پائے

۱۵- قاتلانِ حسینؑ کا انجام

۱- اخرجہ الحاکم من طرق متعددۃ وصححہ عن ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال اوحی اللہ تعالیٰ الی نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی قتلت بیحیٰی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفا وسبعین الفا۔

علامہ حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کی کئی طور پر روایت کی ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے زکریا کے بیٹے یحیٰی کے لئے (یعنی اُن کے قتل ناحق کے انتقام میں) ستر ہزار آدمیوں کو مارا ہے اور میں تمہارے نواسے کے (قتل ناحق) بدلہ میں ستر ہزار اور ستر ہزار آدمیوں کو مارنیوالا ہوں۔ تاریخ کے اوراق بھی اس حدیث کی صداقت کی زندہ شہادت دیتے ہیں اور حقیقت ہے کہ حضور سید الشہداء کے بدلہ میں ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی مارے گئے

۲- اخرج ابو نعیم ومنصور بن عمار عن سفیان عن جدۃ لہ قالت شھدت رجلان قتل الحسین فاما احدھما طال ذکرہ حتی کان یلفہ علی عنقہ کانہ حبل واما الاخر بیستقبل الراویۃ فیہ حتی یاتی علی اخرھا فلا یدری۔

ابو نعیم اور منصور ابن عمار سفیان سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنی دادی سے راوی ہیں۔ سفیان کی دادی کہتی ہیں کہ دو آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کے موقع پر موجود تھے۔ پس اُن دونوں میں سے ایک کا ذکر اس قدر لمبا ہو گیا تھا کہ وہ اس کو رسی کی طرح سے اپنی گردن میں لپیٹے رہتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ وہ ایک مشک کو منہ لگا کر

سارا پانی پی جاتا تھا اور پھر فوراً ہی دوسرے مشک میں منہ لگا لیتا تھا مگر اسکی پیاس کسی طور پر بھی نہیں بجھتی تھی۔ اللہ اکبر یہ سزا محض اُن لوگوں کی ہے جنہوں نے حضور کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور خاموش رہے تھے پھر بھلا اُن کی سزاؤں کا کیا پوچھنا جنہوں نے حضور کو شہید کیا تھا۔ اور انکی عقیدت کا کیا ذکر جو قاتلان حسین کے حامی ہیں۔

۳۔ اخرج العلامۃ ابن حجر الہیتمی فی صواعق محرقۃ عن ابو الشیخ انہ قال ان جماعۃ تذاکروا انہ ما من احد اعان علی قتل الحسین الا اصابہ بلاء قبل ان یموت فقال الشیخ انا ممن اعان وما اصابنی شیء فقام لیصلح السراج فاخذت النار فجعل ینادی النار النار وانغمس فی الفرات ومع ذالک لم یزل بہ حتی مات۔

علامہ ابن حجر الہیتمی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں حضرت علامہ ابو الشیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کچھ آدمی ایک مجلس میں جمع ہو کر کہنے لگے کہ وہ آدمی جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شرکت کی تھی۔ اُن میں سے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں بچا جو مرنے سے پہلے کسی نہ کسی بلا میں گرفتار نہ ہوا ہو (اس مجلس کے اندر) ایک بڈھا بول اُٹھا واہ! میں نے اعانت کی تھی مگر مجھے تو کوئی مصیبت پیش نہیں آئی۔ یہ کہکر وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لئے اُٹھا اور اس کو آگ لگ گئی وہ آگ آگ کر چلانے لگا اور جاتا چلاتا نہر میں کود پڑا باوجود اس کے بھی وہ آگ نہیں بجھی اور وہ اسی حال میں مرگیا۔

۴۔ اخرجہ السبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ عن السدی انہ اضافتہ رجل بکربلاء فتذاکروا انہ ما شارک احد فی

دم الحسین الا مات اقبح الموت فکذب الشیخ ذالک وقال انا ممن حضرہ فقام آخر اللیل یصلح السراج فو ثبت النار فی جسدہ فاحرقتہ قال السدی فانا واللہ رائیتہ کانہ جمرۃ۔

حضرت سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں سدی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری ضیافت کی اُس مجمع میں ذکر آیا کہ کوئی شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک نہیں ہوا کہ بُری موت سے نہ مرا ہو۔ میزبان نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا کہ جناب امام کی شہادت میں تو میں بھی حاضر تھا پس وہ پچھلی رات کو چراغ درست کرنے کے لئے اٹھا اُس کے بدن پر آگ اُچک کر لگ گئی اور اس کو جلا دیا۔ سدی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہے میں نے اُس آدمی کو دیکھا کہ گویا وہ ایک انگارہ بن گیا تھا۔

۵۔ اخرجہ العلامۃ ابن حجر فی صواعق محرقہ عن الزہری قال لم یبق ممن قتلہ الا من عوقب فی الدنیا اما قتل او عمی او سود وجہہ او زوال الملک فی مدۃ یسیرۃ۔

علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں زہری سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کرنے والوں میں سے ایسا کوئی باقی نہیں بچا کہ اُس کو دنیا میں عذاب نہ ہوا ہو۔ یا تو وہ قتل کیا گیا یا اندھا ہو گیا یا اُس کا منہ کالا ہو گیا۔ یا اُسکی حکومت و سلطنت تھوڑی ہی مدت میں جاتی رہی۔

۶۔ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن صاحب بن زیاد قال دخلت القصر خلف ابن زیاد حین قتل الحسین فاضطرم فی وجہہ النار فقال ھکذا بکمہ ہل رأیت فقلت نعم فامرنی ان اکتم ذالک۔

حضرت علامہ طبرانی نے اپنی کتاب کبیر میں صاحب ابن زیاد سے روایت کی ہے
وہ کہتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید ہو جانے کے بعد جب میں ابن
زیاد کے ساتھ قصر کوفہ میں داخل ہوا۔ پس اُس وقت ابن زیاد کے منہ سے شعلے
نکلنے لگے اُس نے کہا دیکھا تم نے، میں نے کہا ہاں پھر ابن زیاد مجھ سے کہنے
لگا اس کا کہیں ذکر نہ کرنا۔

۷۔ اخرجہ الترمذی فی سننہ و الطبرانی فی الکبیر عن عمارۃ
بن عمیر لما جیئ برأس ابن زیاد و اصحابہ ونصب فی المسجد فی الرحبۃ
فانتہیت الیہم وہم یقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حیۃ تتخلل
الرؤس حتی دخلت فی منخری ابن زیاد فمکثت ہنیۃ ثم خرجت فذہبت
حتی غابت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذالک مرتین او ثلاثا۔

حضرت ترمذی اپنے سُنن میں، اور حضرت طبرانی اپنے کبیر میں عمارہ ابن
عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابن زیاد اور اسکے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور مسجد
کے صحن میں لوگوں کے پاس پہونچا تو اُن کو چلاتے ہوئے سُنا کہ وہ آیا وہ آیا
تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ایک سانپ ہے۔ وہ سانپ اُن بدبختوں کے سروں
کے اوپر سے گذرا اور ابن زیاد کے دونوں نتھنوں میں گھس گیا پھر کچھ دیر ٹھہر کر نکلا
اور چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ پھر وہ لوگ چلانے لگے وہ آیا وہ آیا۔ پھر وہی سانپ
آیا اور ابن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا اور پھر اُسی طرح اُس نے دو بار یا تین بار کیا۔

۷۔ اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ عن الواقدی
ان شیخا حضر قتلہ فعمی فسئل عن سببہ فقال انہ رای النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حاسرا عن ذراعیہ وبیدہ سیف وبین یدیہ نطع ورای
عشرۃ من قاتلی الحسین علیہ السلام مذبوحین بین یدیہ ثم لعنہ وسبنی فاعمانی

علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۃ خواص الامۃ میں علامہ واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کے موقعہ پر موجود تھا پھر وہ اندھا ہو گیا۔ اُس سے اُسکے نابینا ہو جانیکی وجہ دریافت کی گئی تو اُس نے کہا کہ میں نے حضور سرور کائنات کو خواب میں دیکھا کہ اپنی دونوں آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں تلوار ہے اور سامنے ایک میدان ہے اُس میں وہ دس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے ذبح کئے ہوئے حضور کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ پھر حضور نے اُس بوڑھے پر (محض قتل امام کے موقع پر حاضر رہنے کی وجہ سے) لعنت کی اور اُسے سخت سست کہا پھر وہ بوڑھا صبح کو (جب سو کر اُٹھا تو) اندھا ہو گیا۔

۷۔ اخرجہ ابن حجر الہیتمی فی صواعق محرقہ عن امام احمد بن حنبل ان رجلا قال قتل اللّٰہ الفاسق ابن الفاسق فرماہ اللّٰہ بکوکبین فی عینیہ فعمی

علامہ ابن حجر الہیتمی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں حضرت امام احمد ابن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدبخت شقی نے یہ کہا کہ نعوذ باللہ فاسق مارا گیا۔ جو فاسق کا بیٹا تھا (یہ الفاظ اُسکی زبان سے نکلنے تھے کہ) پروردگار عالم نے اُسکی آنکھوں پر دو مگر ستارے پھینکے اور وہ اندھا ہو گیا۔

۸۔ وفیہ ایضا عن الباذری عن المنصور انہ رای رجلا بالشام وجہہ کوجہہ الخنزیر فسألہ فقال انہ کان یلعن علیا کل یوم الف مرۃ وفی یوم الجمعۃ اربعۃ الاف واولادہ معہ قال فرأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم و ذکر مناما طویلا من جملتہ ان الحسین شکاہ الیہ فلعنہ فبصق فی وجہہ فتنا مر فصنع لبضاقتہ خنزیرا وصار آیتہ الناس۔

اور اسی صواعق محرقہ میں یہ روایت بھی ہے جسکو باذری منصور سے نقل کرتے ہیں

اور وہ یہ ہے کہ منصور نے ایک آدمی کو ملک شام میں دیکھا کہ اس کا منہ مثل سؤر کا ہے منصور نے اس سے اس کی وجہ پوچھی وہ کہنے لگا کہ میں علی پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ علیؓ اور ان کی اولاد پر لعنت بھیجا کرتا تھا۔ ایک بار میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا۔ منصور کہتا ہے کہ اس شخص نے مجھ سے اپنا ایک لمبا چوڑا خواب بیان کیا اس میں سے یہ جملہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضور سرور کائنات سے اس شخص کی شکایت کی حضور نے اس پر لعنت کی اور اس کے منہ پر تھوک دیا۔ جہاں پر حضور نے تھوکا وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی۔ اور وہ آدمی لوگوں کے لئے اللہ پاک کی نشانی بن گیا۔

نوٹ:۔ یہ روایت نہایت ہی عبرت خیز اور نہایت ہی سبق آموز ہے اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مولیٰ اور انکی اولاد پر لعنت کرنے والا یا مولیٰ اور انکی اولاد کو گالیاں دینے والا کس قدر معتوب اور مغضوب ہے اور اس کے اوپر اللہ اور انکے رسولؐ کا کتنا غیض اور کتنا غضب ہے پھر معاویہ ابن ابی سفیان اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک کتنا مغضوب کتنا معتوب اور کس قدر ملعون ہوگا جس نے اسلام میں اول اول اس لعنت بازی کی رسم جاری کی خود اپنی تمام زندگی مولیٰ اور آپ کی اولاد اطہار پر لعنت کرتا رہا اور دوسروں سے کراتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے جہل اور نادانی سے اس فعل ملعون کو باعث ثواب سمجھ کر اپنا وظیفہ بنالیا۔ اور انتہا تو یہ ہے کہ جب حضرت عمر ابن عبد العزیز نے اس ملعون فعل کو روکا تو اہل شام ان سے کہنے لگے آپ نے غضب کیا آپ نے سنت کو ترک کر دیا۔ قارئین کرام معاویہ کے اس ملعون فعل کو اور ان تمام تفصیلات کو اسی رسالہ کے دوسرے حصہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری بات جو اس روایت سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا، چاہے وہ خواب میں ہو چاہے بیداری میں، کسی فاسق و بدکار یا کسی ملعون و مردود کے لئے کچھ بھی مفید اور نفع بخش نہیں ہے جیسا کہ اس شامی کا حال ہے کہ اس نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا مگر حضور نے اُسکے مُنہ پر تھوک دیا اسپر لعنت فرمائی اور اُس کا چہرہ خنزیر کا ہو گیا۔ جب اس شامی کا یہ حال ہے تو معاویہ کا کیا حشر ہوا ہوگا جو اس لعنت گوئی اور تبرابازی کا موجد اور بانی تھا۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جس طرح سے رسول اللہ کا دیکھنا اس بدبخت شامی کے لئے کچھ مفید نہ ہوا بالکل اُسی طرح رسول اللہ کا دیکھنا یا رسول اللہ کی صحبت معاویہ کے لئے بھی اُسکے اس ملعون اور مردود فعل کی وجہ سے بالکل بیکار اور باطل ہے اور انصار معاویہ اُسکو رسول اللہ کو دکھلا کر اور اس کو رسول کا صحابی بنا کر اُسکے دامن کو لعنت سے نہیں بچا سکتے۔

۹۔ نقل العلامہ ابن اثیر فی تاریخہ الکامل لما ارسل عمر بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسمأۃ فارس فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء نادی عبد اللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لا تذوق منہ قطرۃ حتی تموت عطشا فقال الحسین اللھم اقتلہ ولا تغفر لہ ابدا قال فمرض فیما بعد فکان یشرب الماء القلۃ ثم یقیٔ ثم یعود فیشرب حتی یبغر ثم یقیٔ ثم یشرب فما یروی فما زال کذلک۔

علامہ ابن اثیر اپنی تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ جب عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارے جا اُترے اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے۔ اُس وقت عبداللہ

ابن حصین ازدی نے پکار کر کہا اے حسین! کیا آپ (ع) پانی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے آپ، اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے یہاں تک کہ آپ پیاسے مرجائیں۔ جناب امام نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو ہلاک کیجئے اور اس کی مغفرت نہ فرمائیے۔ کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہوگیا اور پانی کی مشک پی جاتا تھا اور پھر قے کر دیتا تھا۔ اور پھر پانی پیتا تھا اور پھر قے کر دیتا تھا اور پیاس سے اس کی کبھی سیری نہیں ہوتی تھی اور اس کا یہی حال اس کے مرتے دم تک رہا۔

۱۰۔ وفیہ ایضا عن المسروق قال تقدم رجل من عسکر عمر بن سعد یقال لہ ابن جوزہ فقال یا حسین یا حسین ابشر بالنار فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب رحیم وشفیع مطاع فمن انت قال ابن جوزہ فرفع الحسین یدیہ فقال اللہم حزہ بالنار فغضب ابن جوزہ فاقحم فرسہ فتقنطرت قدمہ فی الرکاب وجال بہ الفرس فسقط عنہ فانقطعت فخذہ وساقہ وقدمہ وبقی جنبہ الآخر متعلقا بالرکاب یضرب بہ شجر وحجر حتی مات۔

اور اسی کامل ابن اثیر میں حضرت مسروق سے یہ روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عمر بن سعد کا ایک لشکری تھا جس کو ابن جوزہ کہا کرتے تھے۔ وہ بڑھ کر کہنے لگا اے حسین تم کو آگ کی بشارت ہو حضور امام علیہ السلام نے فرمایا او بدبخت! تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ میں رحم کرنے والے پروردگار اور اُن شفاعت کرنے والے کی طرف بڑھنے والا ہوں جن کی ساری مخلوقات اطاعت کرتی ہے اور فرمانبردار ہے حضور نے فرمایا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا ابن جوزہ حضور امام علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا اے میرے پروردگار

اِس کو آگ میں جلا دیجئے یہ سُن کر ابن جوزہ غصہ میں بگڑ کر چلا۔ اُس کا گھوڑا
ایک نہر میں کود پڑا اور ابن جوزہ کا پاؤں رکاب میں اُلجھ گیا اور
گھوڑا اُچھلنے کودنے لگا۔ ابن جوزہ گھوڑے سے (اوندھے منہ) گرا اور
اُس کی ران اُس کی پنڈلی اور اُس کا پیر ٹوٹ گیا لیکن اُس کا دوسرا پیر
رکاب میں پھنسا رہ گیا (اور اُس کا بدن اوندھا اوندھا گھوڑے پر
لٹکتا رہا) گھوڑا اُسکے جسم کو پتھروں اور درختوں پر مارتا پھرتا تھا۔
یہاں تک کہ وہ رجہنم رسید ہو گیا۔

۱۶- شہادت امام علیہ السّلام کے بعد غضب الٰہی کے عبرتناک آثار

۱- واخرج البیہقی وابونعیم عن بُصرۃ الازدیۃ قالت لما قتل الحسین مطرت السماء دما فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل شئ لنا ملآن دما

علامہ بیہقی اور علامہ ابونعیم حضرت بُصرہ ازدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ جب سید الشہدا شہید ہو گئے تو اُس وقت آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔ پھر جب ہم صبح کو جگے تو ہمارے تمام مٹکے ہمارے تمام گھڑے اور ہمارے تمام برتن خون سے لبالب تھے۔

۲- واخرج البیہقی وابونعیم عن الزہری قال بلغنی یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط۔

پھر علامہ بیہقی اور علامہ ابونعیم حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو یہ خبر پہونچی ہے کہ جس دن سید الشہدا شہید ہوئے

اُس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے تازہ تازہ سرخ رنگ کا خون نکلتا تھا۔

۳۔ واخرج البیہقی عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین اظلمت علینا ثلٰثا ولم یمس منا من زعفرانہم شیئا فجعلہ علی وجہہ الا احترق

اور علامہ بیہقی حضرت اُم حبان سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب سید الشہداء شہید ہو گئے تو تین دن تک آسمان پر تاریکی چھائی رہی اور جس نے اپنے منہ پر زعفران ملا اُس کا منہ جل گیا۔

۴۔ واخرج البیہقی عن علی بن مسہر قال حدثتنی جدتی قالت کنت ایام قتل الحسین جاریۃ شابۃ فکانت السماء ایاما تبکی لہ۔

اور علامہ بیہقی حضرت علی ابن مسہر سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری دادی نے مجھ سے کہا کہ جب سید الشہداء شہید ہوئے تو میں اُس وقت جوان تھی (اور میں نے دیکھا) کہ جناب امام پر آسمان کئی دن تک روتا رہا۔

۵۔ واخرج البیہقی عن جمیل بن مرۃ قال اصابوا ابلا فی عسکر الحسین یوم قتل فنحروہا وطبخوہا فصارت مثل العلقم فما استطاعوا ان یسیغوا منہا شیئا

اور علامہ بیہقی جمیل ابن مرہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سید الشہداء کے لشکر سے بروز شہادت یزید کے فوجیوں نے ایک اونٹ پکڑ لیا اور اُس اونٹ کو ذبح کیا اور پکایا۔ اُس اونٹ کا گوشت ایسا کڑوا ہو گیا جیسے اندرائن کا پھل اور اُس گوشت کو اُن ملعونوں میں سے کوئی بھی اپنے حلق کے نیچے نہ اُتار سکا۔

۶۔ واخرج ابو نعیم عن حبیب ابن ثابت قال سمعت الجن تنوح علی الحسین ابن علی ... [illegible] ... الی خیر الجدود

علامہ ابونعیم حضرت حبیب ابن ثابت سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جنوں کو حسینؑ پر نوحہ کرتے ہوئے سُنا وہ اپنی اشعار کو پڑھ پڑھ کر نوحہ کر رہے تھے ؎ یہ وہی پیشانی ہے جس کو نبی کریمؐ چوما کرتے تھے۔ اس چہرۂ مبارک پر سبحان اللہ کیسی چمک دمک ہے۔ سید الشہدا کے ماں باپ قریش میں بلند و بالا تھے اور سید الشہدا کے نانا جان بہترین خلائق ہیں۔

۷۔ واخرج ابونعیم من طریق حبیب بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت نوح الجن منذ قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اللیلۃ وما اری ابنی قد قتل یعنی الحسینؑ فقالت لجاریتھا اخرجی فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل وان الجنۃ تنوح ؎

الا یا عین فاحتفلی بجُھد	ومن یبکی علی الشھداء بعدی
علی رھط تقودھم المنایا	الی متجبّر فی ملک عبدی

علامہ ابونعیم حضرت حبیب بن ثابت سے روایت کرتے ہیں اور وہ ام المومنین حضرت ام سلمہ سے راوی ہیں حضور فرماتی ہیں کہ جب سے حضور سرور کائنات نے رو پوشی اختیار فرمائی اُس وقت سے میں نے جنوں کو نوحہ کرتے ہوئے کبھی نہیں سُنا مگر آج کی رات میں بےبس ہیں نے جان لیا کہ میرے لخت جگر حسینؑ شہید ہو گئے! میں نے اپنی لونڈی سے کہا ذرا باہر نکل کر پوچھو تو سہی اُس نے آکر خبر دی کہ حسینؑ شہید ہو گئے اور یہ بھی کہا کہ جنات نوحہ کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں ؎

اے آنکھ تو جتنا بھی رو سکتی ہے رو لے اس لئے کہ پھر ان شہیدوں پر کون آنسو بہائیگا۔ کتنے صدمہ کی بات ہے کہ انھیں ہمارے زمانہ میں (یعنی ہم لوگوں کے جیتے جی) اسباب موت ایک ظالم اور سرکش کے پاس کھینچ لائے

۸۔ واخرج ابونعیم من طریق ابن لھیعۃ عن ابی قبیل قال لما

قتل الحسین اجتزوا راسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ یشربون النبیذ فخرج علیہم قلم من حدید فکتب سطرا بدم ــ

اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

اور علامہ ابو نعیم حضرت ابن لہیعۃ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابی قبیل سے راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ اشقیا اہل علیہ حضرت امام علیہ السلام کے سر اقدس کو لیکر ملک شام کو چلے اور اپنی پہلی منزل میں کھجور کی تاڑی پینے کے لئے بیٹھے اسی وقت ایک لوہے کا قلم غیب سے نمودار ہوا اور اس غیبی قلم نے خون سے اُن کے روبرو یہ شعر لکھا ــ

شبیر کے قاتل کیا فردائے قیامت میں امید بھی رکھتے ہیں نانا کی شفاعت کی

۹ـ واخرج ابن عساکر عن المنہال بن عمرو قال انا واللہ رأیت راس الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدی الراس رجل یقرء سورۃ الکہف حتی بلغ قولہ تعالیٰ ام حسبت انّ اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال اعجب من ذالک قتلی وحملی ــ

اور علامہ ابن عساکر حضرت منہال ابن عمرو سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کی قسم میں نے دیکھا کہ اہل علیہ سید الشہداء کے سر مبارک کو لئے جارہے تھے اور میں اس وقت دمشق میں تھا اور حضور کے سر اقدس کے پاس ایک شخص تھا جو سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا پس جس وقت کہ وہ اس آیۂ کریمہ کے قریب پہنچا جس میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ کیا جانا تم نے کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے ایک تعجب خیز چیز تھے تو اُس وقت اللہ پاک نے سر مبارک کو گویا کر دیا اور زبان فصیح میں سر اقدس نے

ارشاد فرمایا کہ اصحاب کہف اور رقیم سے بھی زیادہ تعجب خیز چیز میرا قتل کیا جانا ہے اور اس کا لٹے لٹے پھرنا ہے۔

۱۷۔ سید الشہدا کے قاتل کافر اور ملعون ہیں

سید الشہدا جگر گوشۂ رسول و دلبند جناب بتول امیر المومنین حضور امام حسین علیہ وعلیٰ جدہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے قاتلان کی حیثیت کیا ہے یہ ایک اتنا زبردست اور وسیع مسئلہ ہے جس پر ایک مبسوط اور طویل کتاب کے لکھے جانے کی ضرورت ہے۔ اس مختصر رسالہ میں اس بحث کی بالکل گنجائش نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ احباب اسکے جلد سے جلد چھپنے اور شائع ہونے کے نہایت شدت کے ساتھ مشتاق اور نہایت بے چینی کے ساتھ منتظر ہیں۔ اس عنوان کے ماتحت میں یہاں صرف چار باتیں رکھ دیتا ہوں۔ پہلی بات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ سید الشہدا کے خاص قاتل یزید کے تعلق۔ دوسری بات خود سید الشہدا کا فتویٰ اپنے قاتلوں کے متعلق۔ اور تیسری بات امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ سید الشہدا کے قاتل خاص یزید کے متعلق اور چوتھی بات یزید کے متعلق اہل سنت و جماعت کا مذہب اور عقیدہ۔

۱۔ یزید پلید کے متعلق حضور سرور کائنات کا فتویٰ

اخرج البیہقی و ابونعیم و ابن عساکر و الدیلمی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ نصف عذاب الدنیا وقد شدت

یداہ ورجلاہ بسلاسل الجحیم وقد ینکس فی النار من انواع العذاب الشدید ویسکن فی الجحیم ابدا۔

علامہ بیہقی علامہ ابونعیم علامہ ابن عساکر اور علامہ دیلمی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ حسینؑ کا قاتل دوزخ کے اندر ایک آگ کے صندوق میں رکھا جائیگا دنیا کے آدھے لوگوں پر جو عذاب الگ الگ ہوگا وہ اُس پر تنہا ہوگا۔ جہنم کی زنجیروں سے اُس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر بندھے رہیں گے وہ جہنم میں اُلٹا لٹکایا جائیگا اور اُس پر طرح طرح کے عذاب ہوں گے اور وہ جہنم میں ہی ہمیشہ ہمیشہ رکھا جائیگا۔

۲۔ اپنے قاتلوں کے متعلق خود جناب امام علیہ السلام کا فتوے

وھذا ما نقل مولٰنا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فی کتاب تحریر الشہادتین من رجز سید الشہداء حین خرج القتال۔

حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحریر الشہادتین میں لکھا ہے کہ سید الشہدا جب اشقیا امت کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلے تو حضور نے یہ رجز پڑھا ؎

الیکم من بنی المختار ضربا ۔۔۔ یشیب لہولہ الطفل الرضیع

الا یا ایھا الکفار جمعا ۔۔۔ فلوا دونکم ضرب قطیع

او نامردو! اب تم یہ وار کرلے کہ لیے صاحب اختیار کا فرزند تمہارے

سامنے آپہونچا ہے وہ مرد شیر اور دلیر جسکے ضرب کاری کی محض ہیبت و دہشت سے ہی تمہارے شیر خوار بچے بوڑھے اور ضعیف ہو جائیں گے۔

او جماعت کفار! آؤ اور اب اس قلع قمع کرنے والے دار کا سامنا اور مقابلہ کرو۔ اس رجز سے یہ ثابت ہوا کہ خود حضور امام علیہ السلامؑ نے اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں اور اپنے قاتلوں کو کافر فرمایا ہے۔

۳۔ یزید کے متعلق امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے

عام طور پر اہل سنت و جماعت میں یہ بات مشہور ہے کہ امام اعظم نے یزید پر لعنت نہیں بھیجی۔ ہے اور نیز یہ کہ یزید کے متعلق آپ خاموش ہیں اور آپ نے سکوت اختیار کیا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ کے مقلدین کے لئے ایک سراسر دھوکے اور فریب کی بات ہے نیز یہ کہ ایسا کہنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس پر ایک نہایت ہی بدنما اتہام اور ایک نہایت ہی ذلیل الزام ہے۔

حضرت امام اعظم کے ترجمان حضرت ملا سعد الدین تفتازانی اہل سنت کے عقائد کی بنیادی کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں:۔

وانما اختلفوا فی یزید بن معاویۃ حتی ذکر فی الخلاصۃ وغیرہا انہ لاینبغی اللعن علیہ ولا علی الحجاج لان النبی عم نہی عن لعن المصلین ومن کان من اہل القبلۃ وما نقل من النبی عم من اللعن لبعض من اہل القبلۃ فلما انہ یعلم من احوال الناس ما لایعلمہ غیرہ۔

علما کا معاویہ کے بیٹے یزید کے معاملہ میں اختلاف ہے حتیٰ کہ خلاصہ اور
اُس کے ماسوا دوسری کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ یزید پر لعنت نہیں بھیجنی
چاہیے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے والوں پر لعنت
کرنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز اُن پر بھی لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے جو اہل قبلہ
ہیں (ان حضرات نے یہ تو لکھ دیا کہ رسول اللہؐ نے اہل قبلہ پر لعنت کرنے
سے منع فرمایا ہے) مگر اُن احادیث کو اپنی کتابوں میں نہیں لکھا جہاں
حضور سرور کائنات نے بعض بعض اہل قبلہ پر بجو د لعنت فرمائی ہے اور وہ لعنت اس
لئے فرمائی ہے کہ حضور لوگوں کے حالات باطن سے واقف اور اُن کے اُن
مخفی حالات کو جانتے ہیں جو آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

وبعضہم اطلق اللعن علیہ لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین
بعض علما یزید پر لعنت ہی نہیں کرتے بلکہ اس کو کافر بھی کہتے ہیں اور
وہ محض اس لئے کہ اُس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا۔

واتفقوا علی جواز اللعن من قتلہ او امر بہ او اجازہ و رضی بہ
اور جمہور علماے [illegible] و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امام
علیہ السلام کے قا[illegible] پر اُن کے قتل کے حکم دینے والے پر اُن کے قتل کی اجازت
دینے والے پر اور اُن قتل سے راضی ہونے والے پر لعنت کرنا جائز ہے

والحق ان رضی [illegible] یزید بقتل الحسین رضی اللہ عنہ واستبشارہ بذٰلک
واہانتہ اہل بیت النبی عم مما تواتر [illegible] ان تفاصیلہ احادا
اور حق تو یہی ہے کہ یزید حضرت امام حسین علیہ السلا[illegible]ل پر راضی ہوا
اس [illegible] امام کے قتل پر خوشی ظاہر کی اور اُس نے اہل بیت رسول اللہ کی
توہین اور بے آبروئی کی جسکی روایتیں متواتر ہیں۔ اور اس کا مفصل [illegible]

کہ اُن روایتوں کی تفصیلات کا بیان کرنے والا کوئی ایک ہی شخص کیوں نہ ہو
نحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ فلعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ
واعوانہ ۔
پس ہم متبعین امام ابوحنیفہ یزید کے حال اور اس کے ایمان میں توقف
یا سکوت نہیں کرتے ۔ لعنت ہو یزید پر ۔ لعنت ہو یزید کے حامیوں پر اور
لعنت ہو یزید کے ساتھیوں پر ۔

۴ ۔ یزید کے متعلق اہلسنت وجماعت کا مذہبی عقیدہ

وقال حضرت مولینا شاہ سلامت اللہ فی شرح عجالۃ تحریر الشہادتین
للحضرت مولینا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ۔
اور حضرت مولینا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ تحریر شہادتین
کے شارح حضرت مولینا شاہ سلامت اللہ صاحب اُس رسالہ کی شرح میں فرماتے
ہیں سہ ودرین شکے نیست کہ یزید پلید آمر ورامنی ومستبشر بقتل حسین علیہ السلام
بود وہمینست مذہب مختار جمہور اہل سنت وجماعت چنانچہ در کتب معتدہ مثل
مفتاح النجات از مرزا محمد بدخشی ومناقب السادات از ملک العلما قاضی شہاب الدین
دولت آبادی وشرح عقائد نسفی از ملا سعد الدین تفتازانی وتکمیل الایمان
از شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیر آن از اسفار معتبرہ باشواہد ودلائل مذکور
ومسطور ست ۔
اِس میں شک نہیں کہ یزید پلید قتل امام کا حکم دینے والا قتل امام پر راضی
اور قتل امام پر خوشی منانے والا تھا اور تمام اہل سنت وجماعت کا یہی صحیح اور
اصلی مذہب اور عقیدہ ہے چنانچہ اہل سنت کی مستند اور معتبر کتابوں میں بھی یہی لکھا ہوا ہے ۔

جیسے کہ مندرجہ ذیل کتابیں ہیں:۔ (۱) مفتاح النجات از مرزا محمد بدخشی (۲)
مناقب السادات از ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۳) شرح
عقائد نسفی از ملا سعد الدین تفتازانی (۴) تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق محدث
دہلوی اور ان کتابوں کے علاوہ اور دوسری معتبر اور مستند کتابوں سے بھی
شواہد اور دلائل کے ساتھ یزید کے متعلق اہل سنت کا یہی عقیدہ مذکور اور مسطور ہے۔

و لھذا لعن آن ملعون بحجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کردہ
اند و مختار راقم الحروف و اساتذۂ صوری و معنوی این است کہ یزید آمر و راضی
و مستبشر بقتل حسینؓ بود و مستحق لعنت ابدی و وبال و نکال سرمدی است و اگر
تامل بکار رود قصر بر مجرد لعنت در حق آن لعین قصور است۔ اس لئے کہ
اہل سنت و جماعت نے اٹل ثبوتوں کے ساتھ اور نہایت ہی مضبوط دلیلوں
کے ساتھ اُس ملعون کے اوپر لعنت ثابت کی ہے اور ان عبارتوں کے لکھنے والے
(یعنی حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح تحریر الشہادتین)
اور اُن کے تمام ظاہری اور باطنی استادوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ یزید قتل
حسینؓ کا آمر تھا اور قتل حسینؓ پر راضی اور مستبشر تھا اور نیز یہ کہ وہ لعنت ابدی
اور وبال و نکال سرمدی کا مستحق ہے اور یہی نہیں بلکہ اگر غور و فکر کو راہ دیا جائے
تو یہ معلوم ہوگا کہ اُس ملعون کے حق میں محض لعنت پر ہی اکتفا کر لینا اُس ملعون
کے افعال قبیحہ اور شنیعہ کے مقابلہ میں نہایت ہی کم اور ہلکے درجہ کی چیز ہے۔

و حق اینست کہ اکتفا بر محض لعنت در حق یزید قصور است زیرا کہ این قدر
جزا اطلاق قتل مومن مقرر کردہ اند قال اللہ تعالیٰ:۔ ومن یقتل مومنا
متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا
عظیما ۔ و یزید را دریں عمل زیادتیست کہ غیر او را دست نداده ۔ اور حق

تو یہ ہے کہ یزید پلید کے حق میں محض لعنت پر ہی اکتفا کر لینا قصور ہے۔ اس لئے کہ لعنت کا مستحق تو محض وہ شخص ہو جاتا ہے جو کسی عام مومن کو قتل کر دے جیسا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی مومن کو بالقصد اور بالارادہ قتل کر دے۔ اُسکی سزا جہنم ہے وہ اس کے اندر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیگا۔ اُس کے اوپر اللہ کا غضب ہوگا۔ اُس کے اوپر اللہ کی لعنت ہے اور اُس کے اوپر جہنم میں بڑے سخت عذاب ہوں گے اور یزید پلید سے تو محض یہی گناہ نہیں ہوا بلکہ اُس کے گناہ تو اس سے کہیں زیادہ ہیں جو اُس کے سوا کسی اور دوسرے سے کبھی سرزد نہیں ہوئے۔

۱۸- مولیٰ کے فضائل کثیرہ

نقل الامام العالم العلامۃ الفقیہ المحدث شہاب الدین احمد ابن حجر الہیتمی فی کتاب الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اہل البدع والزندقۃ فی الفصل الثانی فی فضائلہ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ

حضرت امام عالم علامہ فقیہ محدث شہاب الدین احمد ابن حجر الہیتمی کتاب صواعق محرقہ میں جو اہل بدعت اور زندیقوں کی رد میں ہے اسکی دوسری فصل میں مولیٰ کے فضائل کے بارے میں یوں کہتے ہیں۔ اللہ پاک راضی ہوں مولیٰ سے اور بزرگی فرمائیں اُن کے چہرۂ انور کو۔

وھی کثیرۃ عظیمۃ شہیرۃ حتی قال احمد ما جاء لاحد من الفضائل ما جاء لعلی۔ مولیٰ کے فضائل کچھ اتنی کثرت کے ساتھ ہیں اور کچھ اتنے بلند اور پُر عظمت ہیں اور کچھ اس قدر مشہور و معروف ہیں کہ امام احمد ابن حنبل نے یہ فرمایا ہے کہ کتب احادیث میں حضور علی مرتضیٰ کے جس قدر فضائل موجود ہیں اتنے

فضائل کسی کے بھی نہیں ہیں۔

وقال اسمٰعیل القاضی والنسائی وابو علی النیسابوری لم یرد فی حق احد
من الصحابة بالاسانید الحسان ما جاء فی علی۔

اور علامہ قاضی اسمٰعیل اور امام نسائی اور علامہ ابو علی نیشاپوری یہ فرماتے
ہیں کہ صحیح اور معتبر راویوں کے ذریعہ سے جس قدر فضائل کتب احادیث کے
اندر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے آئے ہیں اتنے فضائل اصحاب رسول اللہ
میں سے کسی صحابی کے نہیں آئے ہیں۔

۲۔ واخرج العلامہ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفة الاصحاب
عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید الخدری و
زید بن الارقم ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اول من اسلم وفضلہ
هؤلاء علی غیرہ۔

حضرت علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب استیعاب فی معرفة الاصحاب
کے اندر حضرت سلمان فارسی حضرت ابوذر غفاری حضرت مقداد ابن الاسود
حضرت خباب ابن الارت حضرت جابر حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت زید
ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت
علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور تمام
اصحاب رسول اللہ میں سب سے افضل ہیں۔

۳۔ وفیہ ایضاً عامر بن واثلة عبد اللہ بن عمیر ابن جابر بن
عمیس بن جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانة
اللیثی ابو الطفیل غلب علیہ کنیتہ ادرک من حیاة النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ثمانی سنین کان مولدہ عام احد ومات سنة مائة

او نحوها ويقال انه آخر من مات ممن رأى النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقد روى نحو اربعة احاديث وكان محبا لعلي رضي الله عنه وكان من اصحابه في مشاهده وكان ثقة مامونا يعترف بفضل الشيخين الا انه كان يقدم عليا۔

اور اسی استیعاب میں یہ بھی ہے کہ حضرت عامر ابن واثلہ ابن عبد اللہ ابن عمیر ابن جابر ابن عمیس ابن جدی ابن سعد ابن لیث ابن بکر ابن عبد مناۃ ابن کنانہ اللیثی ابو الطفیل رضی اللہ عنہ۔ آپ اپنی کنیت ابو طفیل کے نام سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ نے آٹھ سال تک حضور سرور کائنات کی حضوری پائی ہے۔ آپکی ولادت شریفہ اُسی سال ہوئی جس سال اُحد کی لڑائی ہوئی اور آپ کا انتقال تقریباً سنہ ۱۰۰ (سو) ہجری میں ہوا۔ کہتے ہیں کہ حضور فخر موجودات کے دیکھنے والوں میں آپ آخری شخص ہیں جنھوں نے انتقال فرمایا۔ آپ سے تقریباً چار حدیثوں کی روایت ہے۔ آپ مولیٰ کے چاہنے والے تھے اور مولیٰ کے ساتھ کئی معرکوں میں شریک تھے۔ آپ سچے تھے اور امانت دار تھے۔ آپ شیخین کی بزرگی کے قائل تھے لیکن شیخین پر مولیٰ کو فضیلت دیتے تھے۔

۴۴۔ واخرج الامام فخر الدين الرازي في الاربعين عن عبد الله بن مسعود وبريدة بن الحصيب وحذيفة بن اليمان ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال علي خير البشر۔

امام فخر الدین رازی اربعین میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود حضرت بریدہ ابن الحصیب اور حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:- علی خیر البشر ہیں۔

۵- وقد نقل هذا الحديث سيد علی همدانی فی رسالته مودة اهل بيت القربیٰ عن ام المؤمنين عائشة رضی الله عنها

اور سید علی ہمدانی بھی اپنے رسالہ مَوَدَّةُ اَهْلِ بَيْتِ الْقُربیٰ میں اسی حدیث کی روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کرتے ہیں۔

نوٹ:- احادیث مذکورہ بالا سے یہ حقیقت بالکل منکشف ہوگئی کہ مولیٰ من حیث خلافت چوتھے درجہ میں ہیں یعنی من حیث خلافت مولیٰ چوتھے خلیفۂ رسول اللہ ہیں یعنی خاتم الخلفاء ہیں۔ جس طرح رسول اللہ خاتم المرسلین ہیں۔ ورنہ جس طرح خاتم المرسلین ہونے کی وجہ سے حضور سرور کائنات تمام انبیا اور مرسلین سے افضل ہیں۔ اسی طرح خاتم الخلفاء ہونے کی وجہ سے مولیٰ بھی خلفائے ثلثہ یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق سیدنا حضرت عمر فاروق اور سیدنا حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں اور یہی عقیدہ اور یہی مسلک ہمارے ائمہ سلف اور خلف کا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالجات سے ظاہر ہے۔

ا- وفی روض الازهر ان سيدنا ابوبكر الصديق رضی الله عنه كان يقول لسيدنا علی رضی الله عنه من سره ان ينظر الى اعظم الناس منزلة واقربهم قرابة وافضلهم حالة واعظمهم عناية عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلينظر الى هذا (يعنى الى علی)

اور روض الازہر میں یہ مسطور ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور مولیٰ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو اچھا معلوم ہو کہ وہ انکی طرف دیکھے جو

تمام لوگوں میں درجات کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں۔ قرابت رسول اللہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب ہیں بزرگی کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں وہ انھیں دیکھئے یعنی مولی کو دیکھئے۔

۲۔ وفی ریاض النضرۃ للعلامۃ محب الطبری قال ابوبکر سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول علی منی بمنزلتی من ربی۔

اور حضرت ابوجعفر احمد یعنی علامہ محب الطبری کی کتاب ریاض النضرۃ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی کا مرتبہ میرے یہاں وہ ہے جو میرا مرتبہ اللہ کے یہاں ہے۔

۳۔ واخرج الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لو ان السموات والارض موضوعات فی کفتہ و ایمان علی فی کفتہ لرجح ایمان علی (وسیلتہ النجاۃ الفصل الثالث)

علامہ دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور سرور کائنات نے کہ اگر آسمان اور زمین ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو جس پلہ میں علی کا ایمان ہے وہ پلہ بھاری ہو جائیگا۔

۴۔ وھذا ما یقول ملا جامی فی کتابہ اعتقاد نامہ

بود بعد از ہمہ بعلم و وفا اسد اللہ خاتم الخلفا

اور حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اعتقاد نامہ میں لکھتے ہیں تمام لوگوں کے بعد جو علم اور وفا میں سب سے افضل ہیں وہ اللہ کے شیر بعد خاتم الخلفا یعنی مولیٰ علی ہیں۔

۵۔ ویقول ملا خسرو رومی الذی من اعاظم العلماء المتاخرین فی شرح عقائد لا ینکر احد من اھل السنتہ رجحان علی رضی اللہ عنہ

فی کثیر من الفضائل -

حضرت ملا خسرو رومی جو علمائے متاخرین میں اکابر علما سے ہیں اپنی کتاب شرح عقائد میں فرماتے ہیں - اہل سنت میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مولائے کائنات کو فضائل کثیرہ کے اعتبار سے تمام سے افضل نہ مانتا ہو۔

۶ - اخرجہ البخاری فی صحیحہ عن ابی بکرؓ الصدیق رضی اللہ عنہ انہ یقول، ارقبوا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی اھل بیتہ -

حضرت امام بخاری اپنے صحیح میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور سرور کائنات کا پاس و لحاظ ان کے اہل بیت میں رکھو۔

۷ - وفی الروض الازھر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ علی عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ای الذین حث علی التمسک بھم فخصہ لہم ثلثا و ذکر ذالک حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یوم غدیر خم -

اور الروض الازہر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے علی رسول اللہ کی عترت یعنی اولاد میں ہیں یعنی اُن لوگوں میں ہیں جن کے ساتھ تمسک کرنے یعنی نسبت طاعت و غلامی پیدا کرنے کی ترغیب رسول اللہ نے دی ہے پس وہ میں کہہ سکتا ہوں یہ انکی خصوصیت ہے اور ان کی اسی طرح کی خصوصیت وہ ہے کہ حضور نے ان کو غدیر خم کے موقع پر مخصوص فرمایا۔

۸ - اخرج البخاری فی صحیحہ عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ قال والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احب الی من قرابتی -

امام بخاری اپنے صحیح میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

چونکہ آپ فرماتے تھے ۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ رسول اللہ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے کہیں زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔

۹۔ وفیہ ایضاً عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ قال واللہ لان اصلکم احب الی من ان اصل قرابتی بقرابتکم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعظم تعظیم الذی جعلہ اللہ علی کل مسلم ۔

اور اسی بخاری شریف میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے آپ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر میں اپنے آپ کو رسول اللہ کے قرابتداروں کے ساتھ ملاؤں تو یہ میرے نزدیک اس بات سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے آپ کو اپنے قرابتداروں کے ساتھ ملا بیٹھا رکھوں۔ اور وہ اُس بزرگ تعظیم کے لحاظ سے جو اللہ پاک نے ہر مسلمان کے اوپر رسول اللہ کے اقربا کی فرض کردی ہے۔

۱۰۔ وفی روض الازھر قول عمر رضی اللہ عنہ انہ قال ھذا مولای ومولی کل مؤمن ومن لم یکن مولاہ فلیس بمؤمن ۔

اور روض الازہر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی موجود ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے علی میرے آقا اور مولیٰ ہیں اور تمام مومنین کے آقا اور مولیٰ ہیں اور جو دعویدار ایمان ہو اور علی کو اپنا آقا اور مولیٰ نہ سمجھے اُسکے اندر ایمان ہی نہیں ہے

۱۱۔ وفیہ ایضاً عن سالم رضی اللہ عنہ قیل لعمر انک تصنع لعلی شیئاً ما تصنعہ لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انہ مولای ۔

اور اسی روض الازہر میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ حضرت علی کا خیال تمام صحابۂ رسول اللہ سے زیادہ کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا اسلئے کہ وہ میرے آقا و مولیٰ ہیں۔

۱۲ - وعنہ قولہ هٰذا ایضاً لولا علی لهلک عمر - اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا - (یعنی مولا علی کے ہی تدبر اور سیاست سے عہد فاروقی کی ساری شان و شوکت تھی اور مولا اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شریک حال اور ان کے وزیر و مشیر نہ ہوتے تو فاروق اعظم کے عہد مبارک میں نہ احکام شرعیہ کی اتنی ترویج ہوتی نہ اتنے ممالک فتح ہوتے نہ حدود و تعزیرات کی بخیہ اقامت ہوتی اور نہ اتنا مضبوطی کے ساتھ فتنوں کا سدباب ہوتا۔

۱۳ - وفی فتح الباری الشرح لصحیح البخاری عن عبد اللہ ابن مسعود انہ قال إنّ علیا افضلهم -

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے کہ علی تمام اصحاب رسول اللہ سے افضل ہیں -

۱۴ - وقال ابن حجر عسقلانی ان مؤید لهذا الحدیث الذی رواہ بن اسعن بن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال افضل اهل المدینۃ علی بن ابی طالب

اور علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مؤید وہ حدیث بھی ہے جو بزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ علی تمام اہل مدینہ میں سب سے افضل ہیں -

۱۴ - وفی روض الازهر انہ کان امام مالک یقول ما افضل علی بضعتہ من النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احدا -

اور روض الازہر میں ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جگر پارۂ رسول سے کسی شخص کو افضل نہیں جانتا -

۱۵ - علامہ جلال الدین سیوطی در خصائص فی فرمایند چہ شک نیست کہ

در اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اجزائے او اند شرفے وشانے
ہست کہ در شیخین نیست ۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی خصائص میں
فرماتے ہیں کہ اس امر میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے کہ حضور سرورکائنات
کی اولاد میں جو حضور کے ہی اجزا ہیں وہ شرف اور وہ شان ہے جو شیخین
میں نہیں ہے ۔

۱۶۔ وقال رشید المتکلمین فی کتابہ حق المبین ۔ بلکہ تفضیل
آل عبا (حضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرات حسنین) بر شیخین باعتبار جزئیت
شان بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبہ اعتبار کمالات دیگر مثل حمل
شان کمالات نبوت وراد وصایت وعلم وامثال آں باشد مطابق تصریح
اکابر اہل سنت وجماعت ثابت است ۔

اور رشید المتکلمین اپنی کتاب حق المبین میں لکھتے ہیں کہ آل عبا یعنی
حضرت علی جناب سیدہ امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا شیخین یعنی حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل ہونا اکابر اہل سنت وجماعت کے
بیانات سے ثابت ہے اس اعتبار سے کہ وہ حضور سرورکائنات کے اجزا
ہیں اور دوسرے کمالات کے اعتبار سے ۔ مثلاً یہ کہ وہ کمالات نبوت کی
شان کے حامل ہیں ۔ وہ وصی رسول اللہ ہیں اور نیز یہ کہ وہ صاحب علم
معرفت ہیں ۔

۱۷۔ چہ جائز بل متعین است کہ سیادت ایشاں در کافۂ اہل جنت
باعتبار مجموعۂ اعمال صالحہ وخصوصیت ذاتی شان از آنحضرت وکمال طہارت
طینت ایشاں کہ در سیادت آں جہاں دخل کلی دارد واتحاد مکان شان
در جنت بامکان آنحضرت وامثال آنہا شد ونظر بسوئے امثال ایں امور علمائے

اہل سنت گفتہ اند کہ فی ذات اولادہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من الشرف ما لیس فی ذات الشیخین (ایضاح لطافۃ المقال ازرشید المتکلمین)

جائز ہونے کا کیا سوال ہے بلکہ یہ بات تو مسلّم اور طے شدہ ہے کہ جناب علی جناب سیدہ و جناب حسن اور جناب حسین کی سرداری اور بزرگی تمام اہل جنت پر ثابت ہے اُن کے نیک کاموں کے مجموعہ کے سبب سے انکی اُس ذاتی خصوصیت کے سبب سے جو اُنھیں رسول اللہ کے ساتھ حاصل ہے اور اُن کے باطن اور انکی فطرت و طبیعت کی کامل پاکیزگی اور صفائی کے سبب سے - نیز اسکے سبب سے کہ آخرت کی سرداری میں انھیں پورا دخل ہے اور پھر اس سبب سے بھی کہ جنت میں ان کا مکان رسول اللہ کے مکان کے ساتھ ہے اور ان کا ساتھ رسول اللہ کے ساتھ ہے اور اس طرح کے اور بہت سے اسباب ہیں - اِنھیں اسباب کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے اہل سنت نے کہا ۔ بکہ رسول اللہ کی اولاد اطہار کے اندر وہ شرف اور وہ بزرگی ہے جو شیخان یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی ذات میں نہیں ہے -

۱۸ - وقال الامام الشافعی رحمتہ اللہ علیہ لکن تولیت غیر منک - خیر امام وخیر ھادی -

اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- لیکن کوئی شک نہیں کہ میں عشق و محبت رکھتا ہوں اُن کے ساتھ جو اماموں میں سب سے افضل اور تمام ہادیوں میں سب سے افضل ہیں -

وايضاً قال مولينا شاه عبد الحق محدث رحمته الله عليه
فی کتابه تحفه که تفضیل شیخین برحضرت علی مرتضیٰ من کل الوجوه
نیست۔ اور حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ
میں لکھتے ہیں کہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی
تفضیل سے مراد نہیں ہے کہ ان دونوں حضرات کو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر تمام باتوں میں بزرگی اور فضیلت حاصل
ہے۔ بلکہ علما و محققین نوشته اند که تفضیل احد الشیخین علی الآخر
من جمیع الوجوه محال است۔ بلکہ علما و محققین نے یہ لکھا ہے
کہ ان دونوں بزرگوں میں بھی ہر حیثیت سے ایک کی افضلیت دوسرے
کے اوپر محال ہے۔
چه تفضیل حضرت علی مرتضیٰ در جهاد سیفی و سنانی و فن قضا و کثرت
روایت حدیث و ہاشمیت و ختنیت لاسیما زوجیت بتول
زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما بر صدیق اکبر قطعی است۔
پھر حضرت علی مرتضیٰ کی افضلیت تلوار اور برچھے کے جہاد
میں مسائل شرعیہ کے طے کرنے کے فن میں، حدیث کی کثرت روایت
میں، ہاشمی ہونے میں، داماد رسول ہونے میں اور خصوصاً
جناب سیدہ کے شوہر ہونے میں صدیق اکبر کے اوپر قطعی ہے۔
وہمچنیں تفضیل آنجناب در تقدم اسلام و اول من صلی بودن بر حضرت فاروق قطعی است۔
اور اس طرح حضور علی مرتضیٰ کی افضلیت اول اسلام لانے
اور اول اول رسول اللہ کے ہمراہ نماز پڑھنے میں حضرت فاروق
اعظم کے اوپر قطعی ہے۔

بلکہ مراد از تفضیل شیخین بر جناب مرتضیٰؓ نیست مگر تفضیل ایشاں در تشبیہ بہ نبی بر حیثیت سیاست است و حفظ دین و سدّ باب فتنہ و ترویج احکام شرعیہ و اشاعت اسلام در بلدان و اقامت حدود و تعزیرات۔

بلکہ جناب مرتضیٰؓ کے اوپر شیخین کی افضلیت سے مراد اور نہیں ہے مگر صرف اتنا کہ حضرات شیخین امور سیاست میں نبی کے ساتھ تشبیہ رکھتے تھے نیز یہ کہ شیخین کو مولیٰ کے اوپر افضلیت ہے حفاظت دین میں فتنوں کے بند کرنے میں احکام شریعت کو رواج دینے میں ملکوں کے اندر اشاعت اسلام میں اور قانون اسلام کے حدود اور اُنکی سزاؤں کے قائم کرنے میں۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذو النورین اور حضرت علی مرتضیٰؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بحث افضلیت کی بنیاد اور بحث افضلیت کا سارا دارومدار اُس مشابہت کے ساتھ ہے جو ان حضرات کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی لہذا اس مشابہت کو سمجھنے کے لئے خود نبوت کی حیثیت کا سمجھ لینا نہایت ہی لازمی اور ضروری ہے۔

پس واضح ہو کہ ہر نبی اپنی نبوت میں دو حیثیتوں کا حامل ہوتا ہے۔ ایک حیثیت کا تعلق اُس نبی کے مقام نبوت سے ہوتا ہے اور دوسری حیثیت کا تعلق اُس کے مقام ولایت سے ہوتا ہے۔ مقام نبوت سے مراد اُس نبی کے وہ معاملات ہیں جو خلق کے ساتھ ہوتے ہیں۔ نیز مقام نبوت سے مراد اُس نبی کے ارشادات ہیں۔

اور انکی ہدایات ہیں اور مقام ولایت سے مراد اُس نبی کے وہ معاملات ہیں جو خالق کے ساتھ ہیں اور نیز اُس نبی کا تزکیۂ نفس تصفیۂ قلب اُس کا عرفان اور خلاق کائنات کے ساتھ اُس کا راز و نیاز ہے۔ پھر یہ بھی مسلّمہ ہے کہ ہر نبی کا مقام ولایت اُسکے مقام نبوت سے ارفع و اعلےٰ ہوتا ہے اور یہی چیز مقتضائے عقل بھی ہے۔ اس لئے کہ جب تخلیق عالم کا باعث عرفان الٰہی ہے جیسا کہ :-

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق سے آشکار ہے تو لازمی طور پر وہ چیز جو اس فرض اولی یعنی عرفان سے تعلق رکھنے والی ہوگی وہ اور چیزوں سے ارفع و اعلےٰ اور بلند و برتر ہوگی۔

پس قارئین کرام اس لطیف نکتہ کو یاد رکھیں اور کبھی فراموش نہ کریں کہ مبحث افضلیت میں جہاں علمائے راسخین نے مشابہت بہ نبی کریم لکھا ہے وہاں انھوں نے سرکار ابو تراب کی فقط حیثیت نبوت کو ہی پیش نظر رکھا ہے اور سرکار کے مرتبۂ ولایت سے کوئی بحث نہیں کی ہے۔

مولا کا فاتح باب ولایت محمدی ہونا اور خاتم باب ولایت ہونا تمام امت محمدیہ میں مسلّم ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل طریقت و عرفان مولا کی ہی ذات گرامی سے جاری ہیں۔ پس اس حیثیت سے مولا کا افضل ترین امت محمدیہ ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح واضح اور روشن ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو لطیف نکتہ مبحث افضلیت کے متعلق اپنے تحفہ کی عبارتوں میں بیان فرمائی ہے اُسی نکتہ کو آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے

حسن العقیدہ میں فرماتے ہیں:۔ وابوبکر افضل الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم عمر فلا نعنی الافضلیۃ من جمیع الوجوہ حتی یعم النسب والشجاعۃ والقوۃ والعلم وامثالھا بل نعنی عظم نفعھم فی الاسلام
اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں تمام لوگوں سے رسول اللہ کے بعد پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ اس قول کی ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ شیخین افضل ہیں تمام لوگوں سے ہر حیثیت اور ہر عنوان میں مثلاً نسب میں شجاعت میں قوت میں اور علم میں یا ان خصوصیتوں کے مثل اور خصوصیتوں میں بلکہ افضلیت سے ہماری مراد اسلام کو زیادہ نفع پہنچانے سے ہے۔
نوٹ:۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد مذکورہ بالا سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مراد افضلیت سے **افضلیت من کل الوجوہ** نہیں ہے بلکہ افضلیت جزئی ہے اور وہ افضلیت جزئی بھی صرف اس قدر ہے کہ جس سے اسلام کو ظاہری حیثیت سے زائد نفع پہنچا ہو اور یہی وہ چیز ہے جس کو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تحفہ کی عبارت میں بیان فرمایا ہے۔ پس یوں کہنا چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت اسی نفع اسلام کی توضیح اور تشریح ہے جس کو آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ حسن العقیدہ کے اندر بیان فرمایا ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولینا رشید الدین خاں المعروف بہ رئیس المتکلمین نے بھی مبحث افضلیت کے متعلق یہی بات فرمائی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب **حق المبین** میں تحریر فرماتے ہیں:
۲۰ ۔۔ بل تفضیل مبحوث عنہ نزد ایشان بمعنی عظیم النفع فی الاسلام کثرت ثواب عند اللہ بما کسبا من خیر است۔

بلکہ ہمارے اساتذہ اور ائمہ کے نزدیک بحث افضلیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی ذات گرامی سے اسلام کو بہت زیادہ نفع پہنچا اور ان دونوں حضرات نے جو نیک کام کئے اُن کا اللہ پاک کے نزدیک انھوں نے بہت زیادہ ثواب پایا

اپنی دوسری کتاب ایضاح لطافۃ المقال میں بھی حضرت رشید المتکلمین اسی نکتۂ خاص کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

تفضیل شیخین ہم نہ من جمیع الوجوہ است بل باعتبار بعض از آن شیخین کی تفضیل کلی حیثیت سے نہیں ہے بلکہ جزی کی حیثیت سے ہے۔

پھر آپ ہی اپنی ایک اور کتاب روض الازہر میں ارشاد فرماتے ہیں جائز است کہ غیر شیخین برایشان در دیگر احاد فضائل بل مجموع اُن کو آگے افضلیت مبحوث عنہا راجح باشد۔

علمائے اہل سنت کے نزدیک یہ کہنا جائز ہے کہ اُس افضلیت کو چھوڑ کر جو شیخین کے لئے مخصوص ہے کسی ایک فضیلت یا بہت سے فضائل میں کوئی اور ہستی بھی ایسی ہو جو شیخین سے بھی افضل ہو۔

۲۱- مراد از افضلیت من وجہ است نہ من جمیع الوجوہ ہمیں است مختار از صوفیہ صافیہ و علمائے متکلمین (روض الازہر)

افضلیت سے مراد چند حیثیتوں میں افضلیت ہے نہ کہ تمام حیثیتوں میں یہی عقیدہ ہے تمام صوفیائے کرام اور تمام علمائے متکلمین کا۔

وہ تمام اقوال جو اوپر درج کئے گئے ہیں اُن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علما نے **افضلیت شیخین** سے صرف ایک بات مراد لی ہے۔ وہ وہ نفع رسانیوں اسلام۔ یعنی اسلام کو نفع پہونچانا ہے۔ من حیث فتوحات

... اور اہتمام امور سیاسیہ اور اسی لئے اکثر علما اس طرف گئے ہیں کہ آنحضرت کو معاملۂ خاص میں جناب مولیٰ پر حضرات شیخین کی افضلیت حاصل تھی - یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے اور امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول نُفَضِّلُ الشَّیْخَیْن کا بھی یہی مفہوم ہے - اس کے ماسوا اور تمام امور میں مولا کو جناب شیخین پر افضلیت حاصل ہے جیسا کہ اس عنوان کے تحت جو الجات میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور نیز دیگر ائمہ دین کے اقوال سے ظاہر ہے -

اب یہ امر بھی غور طلب ہے کہ امام اعظم کے ارشاد گرامی نُفَضِّلُ الشَّیْخَیْن کے ماتحت یہ تفضیل آیا تفضیل قطعی ہے یا تفضیل ظنی - اس مسئلہ میں بھی علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے :-

(۱) علامہ ابوالحسن اشعری قطعیت کے قائل ہیں -
(۲) علامہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کے نزدیک یہ افضلیت ظنی ہے -
(۳) حضرت امام غزالی بھی اسکے ظنی ہونیکے قائل ہیں -
(۴) شارح مواقف بھی اس کے ظنی ہونے کی طرف گئے ہیں -
(۵) علامہ آمدی کا قول بھی اسکی قطعیت کے خلاف ہے -
(۶) اور حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں کہ تفضیل ایک اجتہادی امر ہے - اس کے لئے کوئی دلیل قطعی نہیں ہے -

۲۲ - وقد قال العلامۃ محب الطبری فی خصائص الریاض النضرۃ فی الفصل السابع فی افضلیتہ رضی اللّٰہ عنہ وقد اجمع اہل السنۃ من السلف والخلف من اہل الفقہ والاثر ان علیا افضل الناس بعد عثمان ہذا مما لم یختلف فیہ وانما اختلفوا فی علی وعثمان و

واختلف ایضا بعض السلف فی علی وابی بکر۔

حضرت علامہ محب الطبری اپنے خصائص ریاض النضرہ کی ساتویں فصل میں جو مولیٰ کی افضلیت کے بحث میں ہے لکھتے ہیں :۔ سلف سے خلف تک اور فقہا سے لیکر محدثین تک تمام اہل سنت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ مولیٰ حضرت عثمان کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ اختلاف اگر ہے تو صرف اس بارہ میں کہ مولیٰ افضل ہیں یا حضرت عثمان افضل ہیں۔ یا مولیٰ افضل ہیں یا حضرت ابو بکر افضل ہیں۔

اب میں یہاں نہایت ہی مختصر طور پر بغرض تحقیق اس اختلاف رائے کو نقل کئے دیتا ہوں:۔

(۱) کوفہ کے اہل سنت وجماعت مثل حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ مولیٰ کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہیں۔ (استیعاب جلد دوم ص۴۶۹ وتدریب الراوی ص۳۱)

(۲) اہل سنت مابین حضرت علی اور حضرت عثمان متوقف ہیں (تدریب الراوی ص۳۱)

(۳) فخر الاسلام حسن بزدوی فرماتے ہیں کہ بعض اہل سنت والجماعت حضرت علی اور حضرت عثمان کو برابر سمجھتے ہیں (روض الازہر ص۳۴۵)

(۴) امام الحرمین کا قول ہے کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل ہیں۔ پھر ظن درمیان حضرت عثمان اور حضرت علی متعارض ہے۔ (روض الازہر ص۳۴۸)

(۵) علامہ جلال الدین شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک افضلیت برترتیب خلافت ہے (روض الازہر ص۳۴۸)

(۶) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے ہیں (روض الازہر ص۳۴۸)

احناف کے لئے امام اعظم کا قول قابل اتباع اور قابل تقلید ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان حضرت علیؓ سے افضل نہیں ہیں صرف شیخین توسیع ممالک بلدان اور تنظیم امور سیاسیہ کے لحاظ سے مولیٰ سے افضل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امام اعظم افضلیت کی بحث کو محض شیخین تک محدود اور محصور فرماتے ہیں اور ختنین یعنی مولیٰ اور حضرت عثمان کے درمیان اس بحث کو لانا پسند نہیں کرتے چنانچہ امام اعظم فرماتے ہیں:۔

سئل ابی حنیفتہ عن مذہب اہل السنتہ والجماعتہ نقال ان
نفضل الشیخین ونحب الختنین الی عثمانا وعلیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ سے سوال کیا گیا کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی (چند جزئی باتوں میں جیسا کہ اوپر کے بیانات میں مذکور ہو چکا ہے) تفضیل کرتے ہیں اور رسول اللہ کے دونوں داماد وں یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی سے محبت کرتے ہیں۔

امام اعظم نے اپنے اس قول میں خلفاء اربعہ کی صحیح حیثیت کو بھی پیش کیا ہے اور افضلیت کے متعلق اپنا مسلک بھی ظاہر فرما دیا ہے اور وہ بھی اس لطیف پیرایہ میں کہ کوئی ظاہر پرست آپکے اس ارشاد کی وجہ سے آپ پر معترض ہونے کا خیال بھی نہیں لا سکتا۔ امام اعظم کی مسلمہ قابلیت کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے سے کوزہ میں سمندر کو بند کر دیا ہے۔ اور حقیقتاً امام اعظم نے اپنے اس ارشاد میں اپنی تمام زندگی کی عملی تاریخ پیش فرما دی ہے جس سے آپکی ظاہری اور باطنی دونوں حیثیتیں بالکل صاف اور واضح طریقہ پر سمجھ میں آجاتی ہیں۔ امام اعظم کا یہ ارشاد یقیناً

اُس فرق پر مبنی ہے جو ایک نبی کے مقام نبوت اور مقام ولایت میں ہوتا ہے۔ جسکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اسی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت امام اعظم نے شیخین کو افضل سمجھنے اور ختنین سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ محض اس لئے کہ حضرات شیخین کا زمانہ اور سیدنا عثمان کا کچھ تھوڑا زمانہ **دورِ نبوت** سے متعلق ہے اور حضرت عثمان کا بقیہ زمانہ اور مولائی کا تمام زمانۂ خلافت **دورِ ولایت** سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت امام اعظم نے اپنے اس قول میں کہ ہم ختنین سے محبت کرتے ہیں۔ اُس محبت کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے جس کا مدعی ہر ناصبی اہل بیت اطہار اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس دعوی میں الفاظ کے سوا اور کوئی جذبہ نہاں نہیں ہوتا۔ امام اعظم نے محبت سے وہ محبت مرادلی ہے جو اپنے بیگانے سب سے غافل کر کے محب کو صرف محبوب کا ہی بنا دیا کرتی ہے ۔

این سعادت بزورِ بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محبت کتابی چیز نہیں ہے جس کو کوئی علامہ اپنے علم سے سمجھ لینے کے مدعی ہوسکیں۔ محبت کی دنیا نرالی ہے۔ اس مکتب کی الف بے بھی کسی ظاہر پرست کی سمجھ میں آنا دشوار ہے۔ امام اعظم کا مقولہ اور امام اعظم کا مسلک اور مشرب تو اور چیز ہے مکتب محبت کے طفل دبستان کا سبق بھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نوخیز علامہ تو خیر نام خدا اچھے زائد تجربہ نہیں کھتے بڑے بڑے تجربہ کار عالم بھی اسکے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ یہی وہ مدرسہ ہے کہ جس کا امتیازی طغرا یہ ہے کہ جس کو محبت کا سبق ملا اس کو عمر بھر چھٹی نہیں ملتی ؎ اسکو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد رہا۔

محبت تو شئے دیگر ہے اگر کسی ظاہر پرست عالم پر اسکی پرچھائیں

بھی پڑ گئی ہوتی تو آج وہ اپنا وقت عزیز یوں رائگاں نہ کرتا۔ بس کھٹے
پینے سے کام چلتا ہے بکری کی طرح پاگر کرنا محبت کے نام کو منہ چڑھانا ہے۔
اگر کسی ظاہر پرست مولوی نے اپنے حافظہ پر زور دیا ہوتا تو حضرت امام
اعظم کا مقولہ اور آپ کا مشرب تو مشکل چیز تھی ——— ہاں یہ ضرور سمجھ میں
آجاتا کہ محبت کرنے والے کے نزدیک محبوب میں جو خوبیاں ہوتی ہیں وہ علی
وجہ الکمال ہوا کرتی ہیں وہاں اس خیال تک کا گذر اور اس وہم تک کی
رسائی بھی نہیں ہوتی کہ فلاں خوبی ہمارے محبوب میں نہیں ہے محبت کی
آنکھ کو محبوب کے سوا اور کوئی چیز دکھلائی نہیں دیتی تقابل کس سے ہو اور
کس طرح پر ہو۔ افضلیت اور غیر افضلیت کا سوال تو اس وقت پیدا
ہوتا ہے جب تقابل کے لئے کسی دوسری ہستی کا وجود بھی تسلیم کیا
جائے۔ محبت کی آنکھ میں سوا محبوب کے کسی دوسری ہستی کا وجود ہی باقی نہیں
رہتا پھر افضلیت یا غیر افضلیت کا کیا سوال۔ یہاں فضیلت جزئی
یا فضیلت اختصاصی کا کہاں گذر۔ یہاں فضیلت منقلبہ اور فضیلت
زائدہ کا کہاں سوال اور یہاں تفضیل اور مفاضلہ کی کہاں رسائی۔

مختصر یہ کہ امام اعظم نے حُبُّ الشَّیْخَیْن سے وہ محبت مراد لی ہے
جس نے جنون سے معاملہ خلافت میں یہ کہلوا دیا تھا کہ حقیقی مستحق خلافت
یہی دو ہیں۔ اُس کے علاوہ کسی میں وہ خوبیاں موجود نہیں ہیں جو خلیفۂ وقت
کے لئے ضروری ہیں یا یوں کہا جائے کہ امام اعظم نے اس محبت سے وہ محبت
مراد لی ہے جس کو عام طور پر آدمی جنون سے تعبیر کیا کرتے ہیں کسی
محب کو اپنے محبوب کے ساتھ جو محبت ہوتی ہے کہیں الفاظ کے ذریعہ اُسے
کیونکر سمجھا جائے۔ وہ چیز کہ جس کی بنیاد ہمہ تن فعل پر ہو وہ قول سے کیونکر سمجھ

نہیں آسکتی ہے حقیقی مستلزم افضلیت محبت ہی ہوتی ہے کوئی اور چیز نہیں ہوتی پس امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب اور مسلک یہی ہے کہ حضرات شیخین تک افضلیت اور غیر افضلیت سب کچھ ہے اور وہاں سے قدم آگے بڑھانے پر صرف محبت ہی محبت رہ جاتی ہے جہاں اس قسم کے بیکار مباحث کا قطعی وجود نہیں ہے اس لئے کہ یہ مباحث عقلی کے تابع ہیں اور محبت کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جہاں عقل کا گذر نہیں

جہاں عقل نے مصلحت پر نظر کی — لگایا وہیں عشق نے تازیانہ
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل — عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق — عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

۲۳۔ شیخ ابن حجر در صواعق محرقہ میگوید کہ ابوالحسن اشعری میل بدان کردہ کہ تفضیل ابوبکر رضی اللہ عنہ بر سائر اصحاب قطعی است و قاضی ابوبکر باقلانی میگوید کہ ظنی است و مختار امام الحرمین در ارشاد او نیز ہمیں است و صاحب مفہم در شرح صحیح مسلم نیز جزم بہ ظنیت آن کردہ است و ابن عبدالبر در استیعاب از عبدالرزاق نقل کردہ کہ معمر گفتہ است کہ اگر مردے گوید کہ عمر افضل است از ابوبکر عنفش نہ کنم و باوے درشتی نہ کنم اگر علی را فاضلتر از ابوبکر و عمر گوید نیز باوے درشتی نہ کنم۔ اگر تفضیل شیخین معترف آید بہ ایشان محبت دارد و مدح و ثناء ایشان بدانچہ ایشان مستحق و اہل اند بدہد پس عبدالرزاق گوید کہ این سخن را از معمر بہ وکیع نقل کردم او را نیز خوش آمد شیخ ابن حجر میگوید کہ منشائے این عدم منع و درشتی بجز آن نیست کہ تفضیل مذکور ظنی است نہ قطعی (روض الازہر ص ۲۵۱ بحوالہ تکمیل الایمان) — شیخ ابن حجر صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ ابوالحسن

اشعری کی طبیعت کا میلان اس طرف تھا کہ آپ تمام صحابہ پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو قطعی سمجھتے تھے ۔ اور قاضی ابوبکر باقلانی فرماتے ہیں کہ افضلیت قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے ۔ اور امام الحرمین کا قول بھی یہی ہے کہ وہ ظنی ہے اور صاحب مفہم نے بھی شیخ مسلم کی شرح میں اس فضیلت کے ظنی ہونے کا ہی خیال فرمایا ہے ۔ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں حضرت عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معمر نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت عمر افضل ہیں حضرت ابوبکر سے تو میں اس کو منع نہ کروں گا اور نہ اس کے ساتھ کوئی سخت کلامی کروں گا ۔ اور اگر مولیٰ علی کو کوئی شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے افضل کہے تو میں اس کے ساتھ بھی کوئی سخت کلامی نہیں کروں گا ۔

اور اگر کوئی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو افضل مانے ان کے ساتھ محبت کرے اور جن باتوں کے یہ مستحق ہیں اُن باتوں میں انکی تعریف اور توصیف کرے تو میں اُس سے بھی کچھ نہ کہوں گا ۔ حضرت عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معمر کا یہ قول حضرت وکیع کے سامنے نقل کیا تو یہ قول انھیں بھی پسند آیا ۔ حضرت ابن حجر فرماتے ہیں کہ منع نہ کرنے اور سخت کلامی نہ کرنے سے کچھ اور مراد نہیں ہے سوا اس کے کہ افضلیت کا مسئلہ قطعی نہیں ہے بلکہ ظنی ہے۔

عبارت مذکورہ بالا کا مفہوم یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک افضلیت شیخین کا مسئلہ محل ایمان نہیں بلکہ محل محبت ہے۔ یعنی افضلیت شیخین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صحابہ میں سب سے زیادہ بزرگ حضرت ابوبکر ہیں اُن کے بعد حضرت عمر ہیں اُن کے بعد حضرت عثمان اور اُن کے بعد حضرت علی ہیں ۔ یہ مراد مسئلہ افضلیت نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ مسئلہ

ترتیب خلافت ہے یعنی حضرت ابوبکر اول خلیفہ حضرت عمر دوسرے خلیفہ
حضرت عثمان تیسرے خلیفہ اور حضرت علی چوتھے خلیفہ یا خاتم الخلفاء تھا۔
اولیت سے قطعیت یا افضلیت ہرگز لازم نہیں آتی۔ طالوت
ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا۔ حضرت داؤد اور دیگر انبیاء کرام
اُس کے عہد میں موجود تھے اور اس کے حکم کے تابع تھے مگر اس امر سے
یہ نتیجہ نکالنا کہ طالوت انبیاء کرام سے افضل تھا قطعاً غلط ہوگا۔

عبارات مذکورہ بالا جن کو حضرت رشید المتکلمین نے جو حضرت شاہ
عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجلۂ شاگردوں میں ہیں شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تکمیل الایمان سے اپنی کتاب
روض الازہر میں نقل فرمایا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب میں علامہ عبدالبر حضرت عبدالرزاق
حضرت معمر اور حضرت وکیع سے نقل کیا ہے۔ جو تمام کے تمام اکابر اہلسنت
والجماعت میں ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا عبارتیں افضلیت
شیخین کے مسئلہ میں اہلسنت و جماعت کے مسلک اور مشرب کی کامل
ترجمان اور پوری آئینہ دار ہیں۔ اور یہی عقیدہ سُنی حنفی کا صحیح
عقیدہ ہے۔

پھر حضرت معمر کا یہ ارشاد کہ اگر کوئی شخص حضرت عمر کو حضرت ابوبکر
سے افضل کہے یا حضرت علی کو شیخین سے افضل کہے یا شیخین کو ان دونوں
حضرات سے افضل کہے اُنکی تعریف کرے اور اُن سے محبت رکھے تو
اِن تمام اقوال میں ہر قول کے اندر میں کچھ نہیں بولوں گا۔ اور ان اقوال
کے کہنے والے کو نہ منع کروں گا اور نہ اُس سے سخت کلامی کروں گا۔

اس ارشاد سے یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ اہل سنت کے نزدیک افضلیت شیخین کا مسئلہ بقول حضرت شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ قطعی نہیں ہے۔ بلکہ ظنی ہے۔ خلفاء راشدین میں کسی کی ان چاروں میں سے کسی اور کے اوپر افضلیت ثابت کرنے یا نہ کرنے سے ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور نہ ایمان رہتا ہے اور نہ جاتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے ان چاروں یاران رسول میں سے اہل ایمان اپنے ذوق اور اپنی روحانی طبیعت کے مطابق اپنا اپنا محبوب اور معشوق منتخب کرلیں اور اُسی محبوب کی ولا اور محبت میں اور اُسکی مدح و ثنا میں اپنی زندگی گذاریں اور جیسا پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت امام اعظم کے قول تُفَضِّلُ الشَّیخَین اور نحب الختنین کا بھی یہی منشا اور یہی مفہوم ہے

پس یہ ناچیز راقم الحروف بھی الحمد للہ سُنّی اور حنفی ہے ائمہ اہل سنت کی تصریحات کے مطابق تفضیل شیخین کا معترف ہے مگر مولیٰ کو اپنا معشوق اور محبوب مانتا ہے۔ اللہ پاک اسے اور تمام اہل ایمان کو مصطفیٰ و حبی مصطفیٰ کی محبت اور پیروی کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین! آمین!! ثم آمین!!!

بفردا کہ پرسد خدائے کریم ۔ ہچے کہ بگذردی بسر زندگی را
کہ مولا کہ بودہ کرا بندہ بودی ۔ بگویم علی باز گویم علی را

کل قیامت کے دن جب میرے مہربان مالک مجھ سے پوچھینگے کہ تو نے دنیا میں اپنی زندگی کس کی محبت میں گذاری۔ بتلا تیرا مولیٰ کون تھا اور تو کس کا بندہ تھا تو میں یہی کہوں گا کہ علی اور پھر یہی کہوں گا کہ علی۔

۱۔ حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

بوعلیم قلندرم مستم — بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

میرا نام بوعلی ہے میں قلندر ہوں لیکن مست ہوں اور میں علی مرتضیٰ کا بندہ ہوں۔

۲۔ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ

از علی آموز اخلاص عمل — شیر حق را دان منزہ از دغل

او خیو انداخت بر روئے علی — افتخار ہر نبی و ہر ولی

عمل میں اخلاص پیدا کرنا علی سے سیکھو۔ اللہ کے شیر کو دغل و فریب سے پاک و منزہ جان (مرحب نامی پہلوان نے کشتی لڑتے وقت مولیٰ کے اوپر تھوک دیا اور مولیٰ اسکے سینہ سے نیچے اتر پڑے) علی ہر نبی اور ہر ولی کے لئے باعث فخر اور افتخار ہیں۔

۳۔ عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃٌ — قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ

وَصِیُّ الْمُصْطَفٰی حَقًّا — اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّۃِ

علی وہ ہیں جنکی محبت ہر آفت اور مصیبت کے لئے سپر یا ڈھال ہے علی دوزخ اور جنت کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔ علی بلاشبہ رسول اللہ کے وصی ہیں۔ علی تمام انسانوں اور تمام جنات کے امام ہیں۔

۴۔ امام نووی

اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ بِلَا ارْتِیَابٍ — اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبُوْ تُرَابٍ

نَبِیُّ اللّٰہِ خَازِنُ کُلِّ عِلْمٍ — عَلِیٌّ لِلْخَزَانَۃِ مِثْلُ بَابٍ

علی بلاشبہ تمام مسلمانوں کے امام ہیں۔ علی بلاشبہ تمام مومنین کے شہنشاہ ہیں۔ رسول اللہ تمام علوم معرفت کے خزانچی ہیں اور علی اس خزانہ کے دروازے ہیں۔

۵- حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ

در جملۂ آفرینش کون و مکان مقصود خدا علی و اولاد علی است

تمام کائنات ارضی اور سماوی کے پیدا کرنے سے خدا کا مقصود
محض علی اور انکی اولاد کا پیدا کرنا ہے۔

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است گر زاہد زمانہ و گر شیخ راہ باشد
حافظ طریق بندگی شاہ پیشہ کن وانگاہ در طریق چو مردان راہ باش

وہ شخص جسکو علی کی محبت نہ ہو وہ کافر ہے چاہے وہ زمانہ بھر کا زاہد
ہی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ کوئی بڑا پیر صاحب ہی کیوں نہ ہو۔ اے
حافظ تو اپنے بادشاہ مولیٰ علی کی بندگی کو اپنی زندگی کا شیوہ بنا لے۔
اسی وقت تو طریقۂ سلوک اور طریقۂ ولایت میں مردان راہ کے جیسا
ہو جائے گا۔

آلُ النَّبِیِّ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَابْنَتُہٗ وَالْمُرْتَضٰی ثُمَّ سِبْطَاہُ اِذَا جُمِعُوْا

آل عبا یا پنجتن پاک رسول اللہ ﷺ ہیں، جناب سیدہؑ ہیں جناب علی مرتضیٰ
ہیں، جناب حسنؑ ہیں اور جناب حسینؑ ہیں۔

۷- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ + فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ
وَقَدْ کَفَاکُمْ بِھٰذَا الْفَضْلِ اَنَّکُمْ + مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ

اے رسول اللہ کے اہل بیت! آپ حضرات کی محبت کو اللہ پاک نے
اپنے کلام قرآن کریم کے اندر تمام مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ آپ حضرات
کی بزرگی کے لئے صرف یہی ایک بات کافی ہے کہ جو نماز کے اندر آپ
حضرات پر درود شریف نہ پڑھے اسکی نماز ہی نہیں ہوتی۔

لَوۡکَانَ حُبُّ المولیٰ رِفضٌ   فَاِنَّنِیۡ اَرۡفَضُ العِبَاد

اگر مولیٰ سے محبت کرنے والے کو رافضی کہا جائے تو میں بندگانِ خدا میں سب سے بڑا رافضی ہوں

اِن کَانَ رِفضٌ حُبُّ آلِ مُحمّدٍ   فَلۡیَشۡھَدُ الثَّقَلَانِ اَنِّیۡ رافضی

اگر آلِ رسول اللہ کی محبت کا نام رفض ہو تو میں دونوں جہانوں کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں رافضی ہوں۔

۸۔ حضرت مولینا جامی رحمۃ اللہ علیہ

جامی از قافلہ سالار رہِ عشق ترا   گر بپرسند کہ آن کیست علی گو علی

اے جامی! اگر لوگ پوچھیں کہ تیری راہِ عشق کے قافلہ کے سردار کون ہیں تو کہدے کہ وہ علی ہیں اور پھر یہی کہدے کہ وہ علی ہیں۔

۹۔ حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ

نیاز اندر قیامت بے سروسامان نخواہی شد
گر از حب و تولائے علی داری چو سامانے

اے نیاز! تو قیامت میں بے سروسامان تو ضرور رہے گا مگر فکر نہ کر مولیٰ کی محبت کا سامان جو تیرے پاس ہے وہ تیری بخشش کے لئے کافی ہے۔

۱۰۔ مرزا غالب

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست ۔ مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں

۱۱۔ علامہ اقبالؒ

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ   ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

۱۲۔ حضرت مولانا آسی رحمۃ اللہ علیہ

محبت علی کو ہر بشر سے پایا   ہمنام خدا کے بحر و بر سے پایا

پہلے تو علی نے خدا کے گھر سے | پھر ہم نے خدا کو اُن کے گھر سے پایا
چار یارانِ نبی میں آگئی | نسبت مجھے ہر یار کی ہے
طالبِ راہِ حق ہوں لیکن | پیروی حیدرِ کرار کی ہے

۲۱- اہلِ بیتِ رسول کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک کلام میں فرمایا ہے۔

یا اہلَ بیتِ رسولِ اللہِ حُبُّکُم | فرضٌ من اللہِ فی القرآنِ انزلہ

یعنی اے اہلِ بیتِ رسول! آپ حضرات کی محبت کو اللہ پاک نے اپنے کلام قرآن کریم کے اندر تمام مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ یہ عقیدہ صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی نہیں ہے بلکہ یہی عقیدہ اور یہی مسلک تمام اہلِ سنت والجماعت کا بھی ہے۔ جیسا آگے چل کر انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ آیۂ کریمہ جس کی طرف امام موصوف نے اشارہ فرمایا ہے اور جس سے اہلِ بیتِ اطہار کی محبت کا ہر مسلمان پر فرض ہونا ثابت ہوتا ہے وہ آیۂ کریمہ کون سی ہے الحمد للہ وہ آیۂ کریمہ یہ ہے:- قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

اے میرے حبیب و محبوب! آپ اپنی امت سے فرما دیجئے کہ میں تم سے اپنے ارشاد و ہدایت کی کوئی اُجرت نہیں چاہتا مگر ہاں ہمیشہ اللہ پاک کی طرف سے یہ حکم دیتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں کے ساتھ محبت رکھو۔

اِس آیت کو آیتِ مَوَدَّۃ کہتے ہیں۔ یعنی وہ آیت جس میں اہلِ بیتِ رسول کی محبت مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔ یہ آیت مدنی ہے۔ چنانچہ

ترجمان القرآن جلد ۱۳ کے صفحہ ۱۱۹ میں یہ مذکور ہے:۔ سورہ شوریٰ میں حضرت ابن عباس اور قتادہ کے قول کے مطابق چار آیتیں یقینی طور پر مدنی ہیں جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں مَوَدَّةً فِی الْقُرْبٰی یعنی سرکار ابد قرار کے قرابت داروں سے محبت رکھنا اور محبت کرنا نعوذ باللہ رسالت و ہدایت کی اُجرت نہیں ہے۔ اور نہ اِس کو اُجرت قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اَجر یا اُجرت وہ ہے جو عمل کے مقابلہ میں متعین ہوتا ہے۔ اور حضور سرورِ کائنات کا ہر عمل رضائے خدا اور منشائے باری تعالیٰ کے عین مطابق ہے جو بذات خود سراپا فضل الٰہی اور نعمت بے بہا ہے۔ اجر یا اجرت جیسے ہلکے اور کم قیمت الفاظ کی گنجائش ہی محال اور ناممکن ہے۔ یہ قرآن کریم کی فصاحت اور کمال بلاغت ہے کہ اُس نے مودۃ کو اجر سے تشبیہ دیا ہے اور پھر اجر سے تشبیہ دیکر اُس لفظ مودۃ کو حرف اِلّا کے ذریعہ اجر سے مستثنیٰ یا الگ کر لیا ہے اور پھر قُربیٰ کی محبت کو امت محمدیہ پر فرض کر دیا ہے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ اِس آیۂ کریمہ میں لفظ قُربیٰ یا قرابت داروں سے مراد کون لوگ ہیں۔ لفظ قُربیٰ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صرف قُربیٰ کے معنی کو وسعت دیدی ہے۔ ورنہ اور جتنے صحابۂ کرام ہیں وہ اِس لفظ قُربیٰ کو حضرات حسنین جناب سیدہ اور جناب مولیٰ تک ہی محدود اور محصور فرماتے ہیں ملاحظہ ہو:۔

۱۔ قیل ھم فاطمۃ و علی و ابناھما۔ کہتے ہیں کہ قُربیٰ سے مراد جناب سیدہ ہیں جناب مولیٰ ہیں اور ان کے دونوں صاحبزادے امام حسن اور امام حسین ہیں۔

وفیھم نزل اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ ۔ اور یہی وہ چاروں حضرات ہیں جن کی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہے ۔ یعنی سوا اس کے نہیں کہ اے اہل بیت رسول! اللہ چاہتے ہیں کہ تمہیں ہر ظاہری اور باطنی گندگی اور نجاست سے پاک فرما دیں ۔

وروی ابن عمر عن ابی بکر ن الصدیق انہ قال ارقبوا محمدًا فی اھل بیتہ ۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں صدیق اکبر فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس ولحاظ حضور کے اہل بیت میں رکھا کرو ۔

(تفسیر سراج المنیر ۔ جلد سوم ۔ ص ۵۳۹)

۲ ۔ ھم فاطمۃ الزھراء وعلی وابناھا ۔ قربیٰ سے مراد جناب سیدہ ہیں جناب مولیٰ ہیں اور اُن کے دونوں صاحبزادے جناب حسن و جناب حسین ہیں ۔

وفیھم نزل انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت اور یہی چاروں حضرات ہیں جنکی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے ۔

(معالم التنزیل از علامہ بغوی)

۳ ۔ قال علی وفاطمۃ وابناھا ۔ قربیٰ سے مراد جناب مولیٰ ہیں جناب سیدہ ہیں اور ان کے دونوں صاحبزادے جناب حسن اور جناب حسین ہیں (تفسیر مدارک از علامہ ابو البرکات النسفی ص ۱۹۲)

۴ ۔ ھم فاطمۃ وعلی وابناھا ۔ قربیٰ سے مراد جناب سیدہ ہیں جناب علی ہیں اور ان کے دونوں صاحبزادے جناب حسن اور جناب حسین

قال زید بن ارقم وفیھم نزل انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ۔ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہی چاروں حضرات ہیں جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے (تفسیر ثعلبی)

میں اس آیۂ کریمہ کے حکم اور اسکی اہمیت کو اب لکھے دیتا ہوں اور اس سلسلہ میں اختصار کے خیال سے اور نیز اس خیال سے بھی کہ احباب اس کتاب کے جلد سے جلد شائع کرنے کے لئے شدید تقاضے کر رہے ہیں ۔ اپنے ائمہ اہل سنت میں صرف ایک ہی بزرگ کے قول کو نقل کئے دیتا ہوں اور اُسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیۂ کریمہ کے متعلق اپنی معرکۃ الآرا کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

باید دانست کہ این آیت دلیل اہلسنت است در مقابلۂ نواصب کہ اثبات وجوب محبت اہل بیت بدان میکنند چنانچہ قرطبی ودیگر علماء اہل سنت کہ با نواصب شام ومغرب مناظرہ ہا داشتند این آیت را درین مقام متمسک ساختہ اند۔

جان لینا چاہیے کہ یہ آیت نواصب کے مقابلہ میں اہل سنت کی دلیل ہے اور اہل سنت اِس آیۂ کریمہ کے ذریعہ (مسلمانوں کے اوپر) اہل بیت کی محبت کا فرض ہونا ثابت کرتے ہیں ۔ چنانچہ علامہ قرطبی اور دیگر علماء اہل سنت جو شام اور مغرب کے ناصبیوں کے ساتھ مناظرے کرتے تھے انہوں نے اِسی آیۂ کریمہ کو فرضیت محبت اہل بیت کی دلیل قرار دی ہے۔

نوٹ :- فی الآیۃ ثلاثۃ اقوال قال الشعبی فھو القریش

اس آیہ کریمہ کے متعلق تین اقوال ہیں - پہلا قول شعبی کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قربیٰ سے مراد قریش ہیں -

وقال الکلبی :- فھو الانصار - کلبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انصار ہیں -

وقال الحسن :- ھم فاطمۃ وعلی وابناھما - اور حسن فرماتے ہیں کہ قربیٰ سے مراد جناب سیدہ ہیں جناب مولیٰ ہیں اور ان کے دونوں صاحبزادے جناب حسن اور جناب حسین ہیں -

یہ دونوں اقوال کتب تفاسیر میں پائے ضرور جاتے ہیں مگر جمہور مفسرین کا قول یہی ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب اور عقیدہ بھی ہے کہ اس آیہ کریمہ میں قربیٰ سے مراد جناب سیدہ ہیں جناب مولیٰ ہیں اور جناب حسنین ہیں - میں ایک بات اور صاف کر دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا حوالہ میں اثبات وجوب محبت کے الفاظ آئے ہیں جن کا عام ترجمہ یہ ہونا چاہیئے کہ اہل بیت کی محبت کا واجب ہونا ثابت کرتے ہیں مگر میں نے لفظ واجب ہونے کے بجائے فرض ہونا لکھا ہے اسکی وجہ یہ ہے :

واجب آنست کہ ثواب دہند برآوردن آن و عقوبت کنند بر ترک آن واجب ذکر کردہ است وارادہ فرض کردہ از وے واصطلاح فقہا است والا در مذہب شافعی خود واجب نیست (ریاض الناصحین)

واجب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے کرنے پر ثواب ہو اور جس کے چھوڑ دینے پر عذاب ہو اس کو کہتے ہیں واجب اور اس سے مراد لیتے ہیں فرض یہ فقہا کی اصطلاح ہے - ورنہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے

مذہب میں واجب کی اصطلاح نہیں ہے۔

اللّٰھم ارزقنا محبتہ نبیک واھل بیتہ الطاہرین والطیبین آمین!

اے اللہ پاک ہم لوگوں کو اپنے حبیب و محبوب اور اپنے حبیبؐ محبوب کے طاہر اور طیب اہل بیت کی محبت عنایت فرما دیں۔ آمین۔

۲۲۔ اُمّت کے لئے رسول اللہ کی دو گرانقدر میراثیں

قارئین کرام! ربّ العٰلمین کے محبوب عالمین کی رحمت ہم گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے مکی اور مدنی تاجدار فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہونے والا آفتاب عالمتاب شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمتہ اللعٰلمین سیدنا و مولینا محمد الرسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی روپوشی کے بعد اپنی پیاری امت کو گمراہی اور بدراہی سے بچانے کی خاطر اور اُنہیں قیامت تک رُشد و ہدایت اور ایمان راسخ اور اسلام صحیح پر قائم رکھنے کی غرض سے جو دو گرانقدر میراثیں چھوڑی ہیں۔ اُن کا ذکر ایک ہی حدیث میں نہیں بلکہ تین حدیثوں میں ہے۔ جن میں سے ایک حدیث کی روایت صحیح مسلم نے کی ہے اور دو حدیثوں کی روایت ترمذی شریف نے کی ہے اُن حدیثوں کی توضیح کرنے سے پہلے میں اُن میں سے دو حدیثوں کو یہاں نقل کئے دیتا ہوں۔ تیسری حدیث کسی اور موقع پر نقل کروں گا۔

۱- عن زید بن ارقم قال:- قام رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة
فحمد الله واثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس
انما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارك
فیکم الثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا
بکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب الله ورغب فیه
ثم قال واهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی اذکرکم ۳
فی اهل بیتی وفی روایة کتاب الله هو حبل الله من اتبعه
کان علی الهدی ومن ترکه کان علی الضلالة رواه مسلم۔

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تالاب پر جس کو خم کہتے ہیں
اور جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان میں ہے ہم لوگوں
کے بیچ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضور نے اللہ پاک
کی حمد و ثنا کی اور لوگوں کو نصیحت فرمائی۔ اُس کے بعد حضور نے فرمایا
اے لوگو! میں بھی تو آخر ایک آدمی ہی ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ
پاک کا بھیجا ہوا میرے پاس آئے۔ (یعنی عزرائیل علیہ السلام)
اور میں (روپوش ہونا) قبول کرلوں اور میں تو تمہارے اندر چھوڑنے
والا ہوں دو بھاری اور وزنی چیزیں اُن دونوں بھاری اور وزنی
چیزوں میں سے پہلی چیز اللہ پاک کی کتاب ہے۔ اُس کتاب کے اندر
ہدایت اور نور ہے۔ پس تم لوگ اُس کتاب کو پکڑو اور نہایت
پختگی اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ پس تاکید فرمائی حضور نے صحا

کو کتاب اللہ کے لئے اور شوق دلایا حضور نے کتاب اللہ کا۔ پھر حضور نے فرمایا (کہ اُن دو بھاری اور وزنی چیزوں میں سے دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اللہ پاک کو بیچ حق اپنے اہل بیت کے۔ یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اللہ پاک کو بیچ حق اپنے اہل بیت کے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے (کہ سرکار نے قرآن مجید کا ذکر کرتے ہوئے اتنا اور بھی فرمایا) قرآن مجید اللہ کی رسی (یعنی اللہ کا آئین) ہے جس نے قرآن کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا (روایت کی اس حدیث کی مسلم نے)

۲۔ عن جابر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفتہ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی (رواہ الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو حجۃ الوداع (یعنی حضور کے آخری حج کے موقع پر حج ہی کے میدان میں سنا کہ ارشاد فرما رہے ہیں اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایک چیز چھوڑی ہے۔ اگر تم اُس چیز کو پکڑے رہو گے تو تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب ہے اور میری عترت یعنی میرے اہلبیت ہیں (روایت کی اس کی ترمذی نے)

مذکورہ بالا حدیثوں کو پڑھ لینے کے بعد یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ حدیثیں کس قدر اہم اور کتنی مہتم بالشان ہیں سرکار عالی جاہ نے یہ حدیثیں کس موقع پر بیان فرمائیں۔ یہی چیز ہے جو قابل غور

اور قابل توجہ ہے اور اُسی موقع کو سمجھ لینے کے بعد ان حدیثوں کی اہمیت
کھل جاتی ہے۔ دوسری حدیث جس کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں یہ
اُس حدیث کو سرکار نے اپنے آخری حج کے موقع پر بیان فرمایا جس کو حجۃ الوداع
کہتے ہیں وہ بھی کس دن عین حج کے دن اور کہاں پر خاص میدان عرفات
میں اور کس طور پر اپنی اونٹنی قصواء پر بیٹھے بیٹھے اور پہلی حدیث
کو حضور نے اسی حج سے مراجعت فرماتے ہوئے مکہ معظمہ اور مدینہ
طیبہ کے درمیان اُس مشہور تالاب پر قیام کرنے کے بعد فرمایا جس کو خم کہتے
ہیں اور اسی خم پر حضور نے مولا علی کے فضائل بیان کیے اور مولا علی کو تمام مومنین
کا مولیٰ قرار دیا اور پھر اسی حجۃ الوداع کے بعد حضور نے روپوشی اختیار فرمائی
پس ان باتوں کو جان لینے کے بعد حقیقت واقعتاً منکشف ہو جاتی ہے
کہ ان حدیثوں کے اندر حضور نے اپنی امت کو جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ
حضور کی آخری وصیت ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ حضور کی اپنی
امت سے آخری تمنا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک رخصت ہونے والے
کے لیے اسکی آخری وصیت اُسکی تمنائے آخری ہوا کرتی ہے۔ پس
اِن معنوں میں یہ حدیث کس قدر اہم اور امت کے لیے کس قدر
قابل حفاظت اور کس قدر قابل عمل ہے۔ اور وہ اس لیے کہ یہ حدیث
محبوب رب العالمین کی آخری وصیت ہے اپنی امت سے اور آخری تمنا
ہے اپنے غلاموں سے پس کس قدر خوش نصیب ہے وہ امتی جو اپنے
پیارے رسول کی اس آخری وصیت پر عمل پیرا ہے۔ اور کس قدر
بدنصیب ہے وہ امتی جو اپنے مالک کی اس آخری تمنا کو بھلا بیٹھے اور اسے
پس پشت ڈال دے اور اس سے کہیں زیادہ بدبخت ہے وہ امتی جو روگردانی

سے عناد رکھے اور حضور کی اس وصیت کی مخالفت کرے۔

اس حدیث کو حدیث ثقلین کہتے ہیں۔ ثقلین تثنیہ کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں دو بھاری یا وزنی چیزیں یا دو گرانقدر یا عظیم المرتبت چیزیں۔ پھر انہیں حدیث ثقلین کیوں کہتے ہیں اسکی وجہ صحیح مسلم کی شرح فرمانے والے حضرت امام نووی نے بیان فرمادی ہے آپ شرح مسلم کے جلد دوم ص ۲۶۹ میں لکھے ہیں۔

قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا تارک فیکم الثقلین فذکر کتاب اللہ واھل بیتہ قال العلماء سمیا بعظمھما وکبیر شانھما۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ میں چھوڑے جا رہا ہوں دو گرانقدر چیزیں پس ذکر فرمایا حضور نے کتاب اللہ کا اور اپنے اہل بیت کا۔ علما فرماتے ہیں کہ قرآن اور اہلبیت کا نام ثقلین بوجہ ان دونوں کی عظمت اور ان دونوں کی بلندی شان کے ہے۔

حدیث ثقلین کی عظمت اور منزلت کو گھٹانے اور کم کرنے کے لئے خوارج اور نواصب یا اُن کے ہمنوا اور طرفدار اس کے مقابلہ میں اکثر دو حدیثیں پیش کیا کرتے ہیں جو از روے اسناد نہایت ہی ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ اُن دونوں حدیثوں میں پہلی حدیث وہ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

انی قد ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ بہ تحقیق میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جن کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ یعنی اللہ کی کتاب اور

اپنی سنت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں۔

اب ملاحظہ ہو اس حدیث کے رُواۃ حسب ذیل ہیں:-
(۱) ابوبکر ابن اسحاق (۲) محمد ابن عیسےٰ (۳) داؤد ابن عمر (۴) صالح ابن موسیٰ (۵) عبدالعزیز ابن رفیع (۶) ابو صالح (۷) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(۱) ابوبکر ابن اسحاق:- ابو نعیم کہتے ہیں کہ یہ لائق احتجاج نہیں کذاب تھے (میزان جلد اول ص[illegible])

(۲) محمد ابن عیسےٰ:- ابن عدی کا قول ہے کہ یہ ان لوگوں سے تھے جو حدیثیں چراتے تھے ان کی روایت قابل اعتبار نہیں (میزان جلد دوم ص[illegible])

(۳) داؤد ابن عمر بغدادی:- امام احمد ابن حنبل کا قول ہے کہ یہ کچھ نہیں تھے۔
ابو زرعہ کہتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث تھے۔
ابو حاتم بھی یہی فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث تھے
(میزان جلد اول صفحہ ۲۸۷)

(۴) صالح ابن موسیٰ طلحی:- یحییٰ کا قول ہے کہ یہ کچھ نہیں تھے۔ ان کی حدیث نہ لکھی جائے گی۔
بخاری فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث تھے۔
نسائی کا بھی یہی قول ہے کہ یہ منکر الحدیث تھے۔
ابو حاتم بھی یہی فرماتے ہیں۔ منکر الحدیث۔
ابن عدی کا قول ہے کہ ان کی روایت قابل التفات نہیں ہے
(میزان جلد اول ص ۱۴۱)

(۵) عبدالعزیز ابن رفیع:- ان کا تذکرہ میزان الاعتدال

لسان المیزان۔ تقریب التہذیب اور تہذیب التہذیب میں سے کسی میں بھی نہیں ملا۔

(۶) ابو صالح: یحییٰ ابن معین کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہیں۔ اِنکے حال میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث روایت کرتے تھے (میزان جلد دوم صفحہ ۶۲۴)

حدیث مذکورہ بالا کے راویوں کی اِس جانچ پڑتال کے بعد قارئین و ناظرین نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ جھوٹی اور موضوع ہے۔ دوسری حدیث جو حدیث ثقلین کی مخالفت اور معاندت میں پیش کیجاتی ہے وہ یہ ہے :۔

اِنّی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتکم بھالن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنتہ نبیہ ۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور اُن کے نبی کی سنت۔

اِس حدیث کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اِس حدیث کے رواۃ یہ ہیں :۔

(۱) احمد ابن اسحاق (۲) عباس ابن الفضل (۳) اسمٰعیل ابن ادریس۔ (۴) اسمٰعیل ابن محمد ابن الفضل شعرانی (۵) فضل شعرانی (۶) ابن ابی ادریس (۷) ابی ادریس (۸) ثور ابن زید (۹) عکرمہ غلام ابن عباس۔ (۱۰) ابن عباس۔

اب ناظرین کرام کتب اسماء الرجال کے اندر اِس حدیث کے اِن راویوں کے حالات ملاحظہ فرمائیں :۔

کا قول ہے کہ انکی حدیث صحیح نہیں ثقات نے انکی موافقت نہیں کی ہے (تہذیب التہذیب جلد پنجم ص ۲۸۰) ۔ میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۴۷ میں بھی ان کا ضعیف و غیر ثقہ و قابل حجت نہ ہونا مرقوم ہے۔

(۸) ثور ابن زید :۔ امام مالک نے عکرمہ کے ساتھ ان کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ خوارج کی طرف میلان تھا اور ان کا مذہب قدریہ تھا۔ میزان الاعتدال میں بھی ان کا متہم ہونا مرقوم ہے (تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۳۱)

(۹) عکرمہ غلام ابن عباس :۔ ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ عکرمہ قلیل العقل تھے چھ مہینوں تک خروریوں کے ساتھ رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کا میلان خوارج کی طرف تھا۔ علی ابن المدینی کہتے ہیں کہ انھوں نے خوارج مغرب سے حدیث اخذ کی۔ یحییٰ ابن معین کہتے ہیں کہ امام مالک نے عکرمہ سے کوئی حدیث نہیں لی اس لئے کہ وہ صفریہ یعنی خارجی تھے۔ عطا کا قول ہے کہ یہ اباضیہ میں سے تھے یعنی خارجی تھے مصعب زبیری کا قول ہے کہ ان کا میلان خوارج کی طرف زائد تھا۔ یحییٰ البکاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو نافع سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ تم خدا سے ڈرو میری تکذیب نہ کرو جیسا کہ عکرمہ نے ابن عباس کی تکذیب کی۔

سعید ابن المسیب کا بھی اپنے غلام سے یہ کہنا مروی ہے۔ یزید ابن ابی زیاد کہتے ہیں کہ میں علی ابن عبد اللہ ابن عباس کے یہاں گیا میں نے عکرمہ کو مقید دیکھا وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ اس نے میرے باپ پر جھوٹ باندھا ہے۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ مضطرب الحدیث تھا (یہ تمام اقوال تہذیب جلد ۷ ص ۲۶۷ میں موجود ہیں) ۔ عکرمہ کے متعلق میزان الاعتدال جلد ۲ میں بھی ص ۱۸۷ سے لے کر ص ۱۸۹ تک یہ اقوال پائے جاتے ہیں:۔

یحییٰ ابن معین :- عکرمہ کذاب تھا۔
علی ابن عبد اللہ ابن عباس :- عکرمہ کذاب تھا۔
شمس ابن سیرین کا قول ہے کہ عکرمہ اس لائق نہیں کہ وہ اہل جنت کے برابر ہو وہ درحقیقت کذاب ہے۔

ان اقوال کے علاوہ عکرمہ کے متعلق اور بھی سخت اقوال ہیں میں نے انہیں قصداً چھوڑ دیا اور نقل نہیں کیا۔

نوٹ :- ناظرین آپ نے دیکھا! دشمنان رسول اور دشمنان اہلبیت رسول کی شروع سے یہی چالیں ہیں اور وہ اسی افترا سے رسول اللہ کی سیدھی سادھی اور بھولی بھالی بھیڑوں کو گمراہ کر دیتے ہیں اور انہیں بجائے جنت کے جہنم کی طرف ہنکا دیتے ہیں۔ ان بدبختان امت کی ہمیشہ یہی خواہش رہتی ہے کہ جہاں کہیں بھی اہل بیت کی یا جگر گوشگان رسول اور اولاد بتول کی عظمت اور بڑائی ہو اسکی تنقیص کی جائے اور اُسے گھٹایا جائے چاہے جہنم کا کندہ ہی کیوں نہ بننا پڑے۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس جیسے اصحاب کبار کے ناموں سے منسوب کرکے جھوٹی حدیثیں بنائیں اور جاہل مسلمانوں کو یہ کہکر مرعوب کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث ہے وہ غریب حدیث کا نام سُن کر چُپکے اور خاموش ہو جاتے ہیں اور یہ گمراہ کرنے والے ان تمام گمراہ ہونیوالوں کے قیام قیامت تک کا وبال اپنے سر لے لیتے ہیں۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔

اب میں حدیث ثقلین کے سلسلہ میں اُن دو حدیثوں کے علاوہ جن کا ذکر شروع میں کیا جا چکا ہے ترمذی شریف کی اُس تیسری حدیث کو بھی یہاں نقل کئے دیتا ہوں جو باقی ہے۔ یہ تیسری حدیث اُن دونوں مذکورہ حدیثوں

کے مقابلہ میں زیادہ مشرح اور مفصل ہے۔

انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظر کیف تخلفونی فیھما۔ (اخرجہ الترمذی)۔ (اے میری امت کے لوگو!) میں چھوڑے جا رہا ہوں تمہارے درمیان دو وزنی اور گرانقدر چیزیں تم اگر ان دونوں کو پختگی اور مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے تو میری رو پوشی کے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک ایک سے بڑا ہے (پہلی چیز) اللہ کی کتاب ہے وہ مثل ایک رسی کے ہے جو آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی ہے (اور دوسری چیز) میرے اقربا یعنی میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ہرگز ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ آئیں گے میرے پاس حوض کوثر پر پس میں دیکھوں گا کہ تم لوگ ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اور کیسا برتاؤ برتتے ہو۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

(۱) قرآن اور اہلبیت یہی دونوں ثقلین ہیں یعنی بلند عظمت والی گرانقدر اور وزنی چیزیں ہیں۔

(۲) ان دونوں کا قیامت تک کے لئے قدرتی واسطہ اور فطرتی تعلق ہے یعنی قیامت تک نہ قرآن اہل بیت سے جدا ہو گا اور نہ اہل بیت قرآن سے جدا ہوں گے۔

(۳) ان دونوں میں سے ایک ایک سے بڑا ہے۔ یعنی قرآن کلام خدا ہونے کی وجہ سے اہل بیت سے بڑا ہے اور اہل بیت عترت رسول خدا ہونے کی وجہ سے قرآن سے بڑے ہیں۔ یعنی قرآن قرآن صامت (گونگا قرآن ہے) اور اہل بیت قرآن ناطق (بولنے والے قرآن) ہیں۔

(۴) یہی دونوں امت کے لیے رسول اللہ کی دو گرانقدر میراثیں ہیں۔

(۵) اِن دونوں کو امت پختگی اور مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہے۔ یہی رسول اللہ کی آخری وصیت اور رسول اللہ کی آخری خواہش اور اپنی پیاری امت سے آخری تمنا ہے۔

(۶) امت محمدیہ میں سے اِن دونوں کو جو پختگی اور مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیگا وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا۔

(۷) اہل بیت کو چھوڑ کر جو محض قرآن کو پکڑیگا یا قرآن کو چھوڑ کر جو محض اہل بیت کو پکڑے گا وہ گمراہ اور بدراہ ہو جائے گا۔

علماء اسلام خصوصاً علماء اہل سنت و الجماعت نے حدیث ثقلین کی اِن تینوں حدیثوں کو حدیث ثقلین تسلیم کیا ہے اور اِن تینوں کی تشریح اور توضیح فرمائی ہے سنہ ملاحظہ ہو:۔

۱۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب خاتم المحدثین

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے تحفہ کے کید ہشتاد و پنجم میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

حدیث ثقلین نیز بہمیں اشارہ میفرمائد زیرا کہ کتاب اللہ برائے تعلیم ظاہر شریعت کافی است و علم لغت و اصول کہ تعلق بوضع و نقل دارد و در امداد فہم شریعت لبتدہ است حاجت بہ ارشاد و اماے نیست، و آنچہ محتاج بہ تعلیم امام است دقائق سلوک طریقہ است و صراحۃً از کتاب اللہ مفہوم نمی شود حضرات ائمہ ایں اشارات فہمیدہ وہ نایت خود را مصروف بہ چنیں امر ضرور ہی ساختہ اند۔

حدیث ثقلین میں بھی انہی طریقوں اور انہی ارشادات
کی طرف اشارہ ہے اور وہ اس لئے کہ کتاب اللہ شریعت کی ظاہری تعلیم
کے لئے کافی ہے۔ اور علم لغت اور اصول جن کا تعلق وضع اور عقل سے ہے
فہم شریعت کی امداد کے لئے بہت ہے اور اس کے لئے کسی امام کی تلقین و
تعلیم کی حاجت نہیں ہے اور جن باتوں کے لئے ہم امام کی تعلیم کے
محتاج ہیں، وہ سلوک اور طریقت کی باریکیاں ہیں۔ جو
ظاہری کتاب اللہ سے سمجھی نہیں جاتیں۔ حضرات ائمہ (یعنی حضرات اہلبیت) نے
ہی ان اشارات سلوک و عرفان کو سمجھا ہے اور اپنی عنایت و توجہ اس ضروری
امر کی طرف پھیری ہے۔

۲۔ حضرت امام نودی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام نودی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ میں فرماتے ہیں۔
قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا تارک فیکم الثقلین فذکر کتاب اللہ
واھل بیتہ قال العلماء سمیا لعظمھما وکبیر شانھما۔
حضور کا یہ قول کہ میں تم میں ثقلین یعنی دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے
والا ہوں اور ان دو گرانقدر چیزوں کے سلسلہ میں بتلایا کتاب اللہ اور
اہل بیت کو۔ علما کا قول ہے کہ ان دونوں کا نام ثقلین بوجہ
ان دونوں کی عظمت اور بلندیٔ شان کے ہوا۔

۳۔ حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث ثقلین کا
ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے قرۃ العینین اور ازالۃ الخفا میں۔ قرۃ العینین

میں آپ نے اِس حدیث کو جن الفاظ میں لکھا ہے وہ قابلِ ملاحظہ ہے :-

وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اِنّی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الاخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظر کیف تخلفونی فیہما (اخرجہ الترمذی ص۲۰۲)

حضرت زید ابن ارقم راوی ہیں کہ حضور سرورِ کائنات نے فرمایا کہ میں تم میں دو ایسی بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم اُن کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے ایک اُن میں کی دوسرے سے بڑی ہے اور وہ کتاب اللہ ہے جو بمنزلہ ایک رسی کے ہے وہ آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت یعنی اہلِ بیت ہیں۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں۔ پس دیکھونگا کہ میرے بعد تم اُن سے کیا معاملہ کرتے ہو۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث ثقلین کو ازالۃ الخفا میں نقل فرماتے ہیں جس کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں :- کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی فانظر کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الترمذی ص۲۵۹)

حضور نے فرمایا میں بلایا گیا ہوں اور عنقریب جانیوالا ہوں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اُن میں سے دوسرے سے بڑی ہے اول کتاب اللہ اور دوسرے میرے اہلِ بیت۔ پس میں دیکھوں گا کہ تم میرے بعد اُن سے کس طرح کا معاملہ کرتے ہو۔ اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں۔

۴۔ حضرت مولٰنا مولوی محمد معین صاحب سندی مرحوم مسلم میں حدیث ثقلین کی شرح میں لکھتے ہیں:۔ انی تارک فیکم الثقلین فان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا یوصی بعدہ الا بالقیام علی الحق و السنۃ فترک الثقلین فیھما والوصیۃ بھما لیس الا لکونھما خلیفتان منہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الارشاد میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں تو حضور نے اپنے بعد حق و سنت پر قیام کی وصیت فرمائی اور امت میں اپنی دو گرانقدر چیزوں کو چھوڑا اور دونوں کے متعلق وصیت فرمائی کہ وہ دونوں ارشاد و ہدایت میں آپ کے قائم مقام ہیں۔

الی ذالک فظاھرنا انہ کما وقع التصریح بالتمسک بکتاب اللہ فکذا الاحاالتمسک باھل البیت۔ اس لئے حضور کے اس ارشاد سے جس طرح کتاب اللہ کو پختگی اور مضبوطی سے پکڑے رہنے کی تصریح ہوتی ہے اُسی طرح اہل بیت کو بھی پختگی اور مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنے کی تصریح ہوتی ہے۔

اذ کان قولہ و اھل بیتی عطفا علی اولھما بتقدیر لفظ ثانیھما اقتضتہ القرینۃ او فھمہ من غیر تقدیر عہ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کے ارشاد لفظ اولھما پر لفظ ثانیھما معطوف اور مقدر (یعنی محذوف اور پوشیدہ) سمجھا جاتا ہے۔

ولا یتعین عطفہ علی کتاب اللہ للزوم کونھما اولین وعدم ذکر الثانی حا اساسہ کتاب اللہ پر اس کا عطف صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسی حالت میں بوجہ لفظ اولھما کے کتاب اللہ کا ثانیھما ہونا بھی سمجھا (یعنی کتاب اللہ ہی پہلا ثقل ہوگا اور پھر وہی دوسرا ثقل بھی قرار پائیگا۔

فمثل قوله اذکرکم الله علی اهل بیتی التثلیث فیه الذی کیدیا التمسک بهم والرجوع عن علوم الاعتناء بادیا قوالهم واعمالهم واحوالهم ومذاهبهم وبعدم الاخذ بمن هجرهم۔

پس ہم نے حضور کے ارشاد گرامی اُذکرکم اللہ کے تین بار فرمانے ۔۔۔ بیت کے ساتھ تمسک سمجھا ہے اور اُن کے اقوال اور اعمال اور احوال اور احکام اور مذہب کے خلاف نہ کرنے پر تنبیہ سمجھا ہے۔

وان کان عطفنا علی کتاب الله فی قوله فتمسکوا بکتاب الله وخذ التمسک بالظاهر من الوجه الاول وان هم کونه ثانی الامرین من الامر بالتمسک کالاول۔

اور اگر یہ کتاب اللہ پر بھی عطف سمجھا جائے تو وجہ اول ہونے کے اُسی کتاب اللہ کا ثانی الامرین ہونا بھی سمجھا جائیگا۔

کان التصریح بالتمسک بهم فی حدیث مسلم هو الکائن التمسک بالقرآن کالاول وهذا کله فی لفظ هذا الحدیث بناء علی ظاهر الکلام ھ

جس طرح تمسک بالقرآن ہے اُسی طرح تمسک بہ اہل بیت کی بھی تصریح ہے یہی ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے۔

فاستنطنا لفظ فی هذا الحدیث بتفسیر حدیث مسلم علی ما فسرنا پس ہم نے سمجھ کے مطابق لفظ حدیث مسلم کی تفسیر کی (درّة مراة اللبیب صفحہ ۲۰۱)

۵۔ مولوی وحید الزمان خان

مولوی وحید الزمان خان نے بھی جو غیر مقلدین کے امام ہیں اِس حدیث ثقلین کا اِن لفظوں میں ترجمہ کیا ہے :۔ میں تم میں دو بڑی

چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ پہلی تو اللہ کی کتاب ہے اسمیں ہدایت اور نور ہے تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ غرضکہ آپ نے رغبت دلائی اللہ کی کتاب کی طرف پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں خدا کو یاد دلاتا ہوں تمکو اپنے اہل بیت کے باب میں۔ (مظلم ترجمہ مسلم جلد ۶ صہ ۲۴۲)

یہ عنوان بہت طویل ہو گیا۔ اب میں اس کو انشاء اللہ ختم کرتا ہوں اور اس کے سلسلہ میں دو اہم اور نہایت ضروری باتیں لکھے دیتا ہوں۔

حدیث ثقلین کا منکر گمراہ اور خارج از دین ہے

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے تحفہ میں باب چہارم کے تتمہ الباب کے ختم خاتمہ اُخریٰ میں لکھتے ہیں:۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سُنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود:۔ انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است۔

جاننا چاہیے کہ یہ حدیث باتفاق شیعہ اور سنی ثابت ہے۔ پھر
فرمایا حضور سرور کائنات نے میں چھوڑتا ہوں تم میں دو چیزیں بڑی
قدر والی اگر مضبوط پکڑو گے ان کو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔
اور وہ ایک دوسرے سے بزرگ تر ہیں۔ پس وہ قرآن شریف اور اولاد
میری۔ یعنی اہل بیت ہیں۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متمسک
دینی اور احکام شرعی میں ہم کو پیغمبر صلعم نے ان دونوں (قرآن اور
اہل بیت) عظیم القدر چیزوں کا فرمایا ہے (اس) لئے وہ مذہب
جو ان دونوں کے [illegible] ہو شرعی امور میں عقیدہ کے
رو سے باطل ہے [illegible] وہ باطل اور نامعتبر ہے اور جو
کوئی انکار ان دونوں بزرگ چیزوں کا کرے وہ گمراہ اور
دین سے خارج ہے۔

قیامت کے دن جس طرح قرآن کے متعلق سوال ہوگا
اسی طرح محبت اہلبیت کے متعلق بھی سوال ہوگا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین میں فرماتے
ہیں :-
پس قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ان تمسکتم بہما
لن تضلوا [illegible] دال است بر محبت اہل بیت و [illegible] یعنی قرآن ست
کہ تا [illegible] باقی بر قرآن باقی است [illegible] محبت اہل بیت نیز باقی است

و در آخرت چنانکہ ثواب بر عمل قرآن خواہند یافت بر محبت اہل بیت
نیز ثواب خواہند یافت و ہمین است عقیدۂ اہل سنت ۔

پس حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی
کہ اگر تم اِن دونوں کو پختگی اور مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز ہرگز
گمراہ نہ ہوگے ۔ دلیل ہے محبت اہل بیت کی اور قرآن اور اہل بیت ہرگز ہرگز
ایک دوسرے سے الگ نہ ہونگے اس کے یہ معنی ہیں کہ جب تک قرآن
پر عمل کرنیکا وجوب باقی ہے اُس وقت تک اہل بیت کی محبت کا بھی وجوب
باقی ہے اور آخرت میں جس طرح قرآن پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔
اُس طرح اہل بیت سے محبت کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور یہی
اہل سنت کا عقیدہ ہے ۔

اسی قرۃ العینین کے اندر اسی حدیث کو پھر حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے صفحہ ۲۸۵ پر لکھا ہے اور اسکی تشریح اِن الفاظ میں
کی ہے ۔ و از انجملہ حدیث غدیر خم کہ دلالت بر وصیت امت
بمودت اہل بیت و تاکید درین معنی کہ آن حکم باقی است الی یوم القیامۃ
و چون از قرآن مسئول بودند از مودت اہل بیت نیز مسئول شوند اور
اسی حدیث ثقلین کے سلسلہ میں حدیث غدیر خم بھی ہے جو دلیل
ہے محبت اہل بیت کی اور وصیت ہے حضور کی اور تاکید ہے ان معنوں
میں کہ اہل بیت سے محبت کرنے کا حکم قیام قیامت تک باقی ہے اور
جس طرح امت سے بروز قیامت قرآن کے بارے میں سوال
ہوگا اسی طرح محبت اہل بیت کے بارے میں بھی سوال ہوگا

اللھم بحق الحسین و اخیہ و امہ و بنیہ و جدہ و ابیہ

فرّج عنّا بما فیہ برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

بارالٰہا! حسینؑ اُن کے برادرِ معظمؑ انکی والدہ ماجدہ اُن کے نانا جان اور اُن کے والد بزرگوار کے صدقہ اور وسیلہ سے ہم کو ہماری مشکل سے باہر نکال دیجئے! اپنی رحمت سے اے تمام رحم کرنیوالوں زیادہ رحم فرمانے والے۔
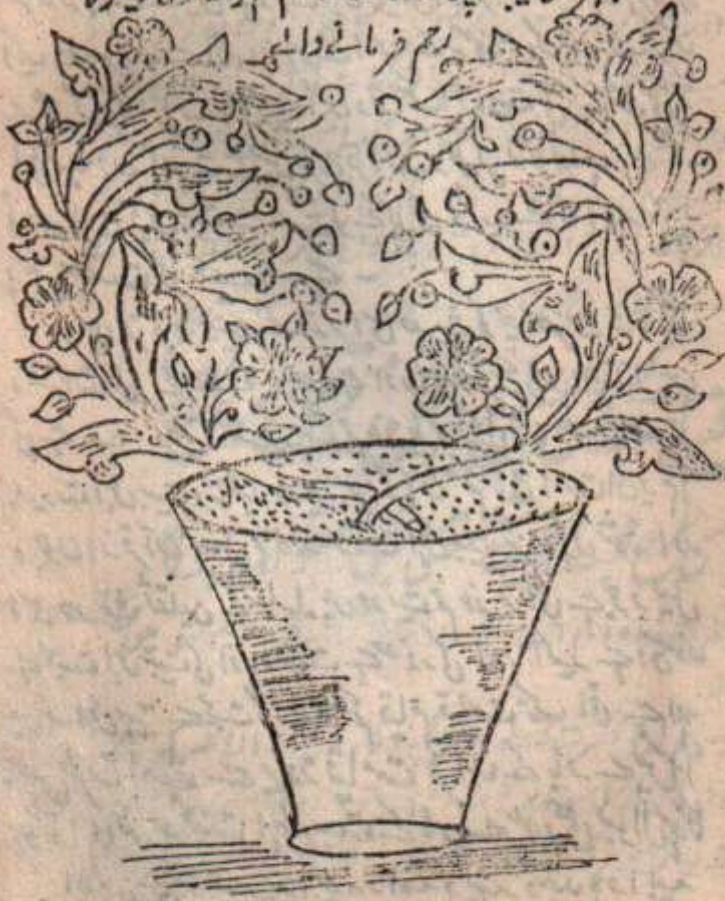
دیباچہ حالاتِ معاویہ

سلطنت اموی کے بانی یزید کے والد ماجد ابوسفیان کے فرزند ارجمند کے لخت جگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سالے معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبدشمس ابن عبدمناف۔

رنگ گورا تھا قد لمبا تھا خط و خال چہرہ کے دلفریب تھے جب کہ مکہ فتح ہوا اور مسلمانوں کا غلبہ اچھی طرح ہو گیا تو اپنے والد ابوسفیان کے ساتھ مسلمان ہوئے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضری بہت کم رہی کیونکہ اسلام کے بعد بھی گھر ہی میں رہے۔ مدینہ کی طرف ہجرت نہ کی تاہم کبھی کبھی شرف حضوری حاصل کرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بھی کتابت کا کام لیا ہے یعنی خطوط نویسی وغیرہ خدمات میں شرکت عطا فرمائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اپنے بھائی یزید ابن ابی سفیان کے ساتھ ملک شام گئے تھے فتح شام کے بعد وہاں کی گورنری پہلے ان کے بھائی کی تھی اس کے بعد یہ مقرر ہوئے اور ایسے جمے کہ بیس برس تک قائم رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس عہدہ پر ان کو قائم رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ میں تو انہوں نے دمشق کی صوبہ داری سے بھی آگے قدم بڑھائے، خلافت کا دعویٰ کیا اور حضرت علی سے لڑائیاں ٹھانیں حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت سے ہاتھ اٹھا لیا تو یہ بلا شرکت غیر سلطنت اسلامیہ کے شہنشاہ قرار پائے۔

گویا بیس برس تو شام کے گورنر رہے اور پھر بیس برس تمام ملک کے

مالک اور خود مختار بادشاہ آخر رجب سنہ ۶۰ ہجری میں سب جاہ و جلال و مال و منال کو چھوڑ کر دنیا سے رحلت کی۔ ۷۷ برس کی عمر پائی۔ جابیہ اور باب الصغیر کے درمیان میں بمقام شہر دمشق دفن ہوئے۔ (یزید نامہ صفحہ ۷۷-۷۶ مولفہ خواجہ حسن نظامی بحوالہ حلی الایام فی خلفاء الاسلام جلد سوم مولفہ علاء مصری حسنی بک)

حضرت عمر جب معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے ھذا کسری العرب یہ عرب کا کسریٰ ہے۔ (یزید نامہ صفحہ ۷۷)

بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ پڑھنے والے معاویہ ہیں۔ ان سے پہلے سب لوگ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔ جب معاویہ سلطنت کی خوشی میں موٹے ہو گئے اور ان کے بدن میں چربی بہت بڑھ گئی اور ان کا پیٹ آگے کو نکل آیا تو وہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے اور بیٹھے بیٹھے خطبہ پڑھتے تھے (یزید نامہ صفحہ ۸۱ بحوالہ حلی الایام جلد سوم [illegible] حسنی)

زہری کہتے ہیں کہ اسلام میں نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے کا قاعدہ بھی معاویہ ہی کا نکالا ہوا ہے۔ ورنہ پہلے نماز کے بعد خطبہ ہوا کرتا تھا۔ معاویہ نے جب دیکھا کہ لوگ اُن سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ نماز کے بعد کوئی ان کا خطبہ سننے کو نہیں ٹھہرتا تو انہوں نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیا تاکہ لوگ مجبور ہو جائیں اور نماز کی خاطر اُن کو ٹھہرنا پڑے۔ (یزید نامہ صفحہ ۷۹ بحوالہ حلی الایام)

سعید ابن المسیب کہتے ہیں کہ عید کی اذان بھی معاویہ کی ایجاد ہے۔ اور تکبیر میں کمی پہلے انہوں نے جاری کی تھی (یزید نامہ صفحہ ۸۰ بحوالہ حلی الایام)

ذہبی کہتے ہیں کہ اسلام میں خوجوں کا خصی کرنا اور اُن کو خاص اپنی خدمت میں رکھنا معاویہ کی ایجاد ہے اور وہ پہلے شخص ہیں جن کو لوگ دربار میں السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ویرحمک اللہ کہتے تھے۔ اس سے

پہلے یہ الفاظ کسی کو نہیں کہے گئے ..... اور مسجد میں مقصورہ بھی پہلے انہوں نے بنوایا تھا یعنی بادشاہ کے نماز پڑھنے کے لئے الگ مخصوص حجرہ جو چاروں طرف سے محفوظ ہوتا تھا اور یہ اس لئے تاکہ کوئی شخص یا دشمن بحالت نماز میں حملہ نہ کرنے پائے ..... مسلمانوں میں وہ پہلا شخص جس نے دنیاوی انتظامات کے لئے رعایا سے حلف لئے معاویہ تھے اور اس کا رواج عبدالملک ابن مروان تک رہا مگر اس نے خدا کی قسم ترک کر دی وہ لوگوں سے یوں حلف لیتا تھا کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہماری بیویوں پر طلاق یا ہمارے لونڈی غلام آزاد
(یزید نامہ صفحہ ۱۶۸ بحوالہ محلی الایام)

ــ ایک دن عقیل رضی اللہ عنہ معاویہ کے دربار میں گئے تو معاویہ نے حاضرین سے خطاب کر کے کہا لو دیکھو! ابولہب انہی کا چچا ہے۔ حضرت عقیل نے فوراً بے ساختہ جواب دیا ہاں لوگو دیکھو ابولہب کی بیوی جس کو قرآن نے حمالۃ الحطب کا خطاب دیا انہی معاویہ کی چچی تھی۔ یہ کہکر معاویہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے معاویہ جب تم دوزخ میں جاؤ تو میرے چچا ابولہب کے ساتھ بے انصافی نہ کرنا ایسا نہ ہو اپنی چچی کے سامنے میرے چچا کو بھول جاؤ اور فقط چچی کی ہی خاطر کرو (یزید نامہ صفحہ ۱۷۱ بحوالہ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۹۱) ہند بنت عتبہ کی ایک بیٹی رملہ نامی جو حضرت علی کی قریبی رشتہ دار اور بنی امیہ کی متعصب عورت تھی ایک دن اپنے شوہر سے کہنے لگیں میں تمہارے ہاشمیوں کو بہت ناپسند کرتی ہوں میرا دل تم سے کبھی محبت نہ کرے گا کیونکہ تمہاری تلواروں نے میرے باپ میرے بھائی اور میرے چچا کی تقریباً گردنوں کو جدا کر کے دودھ کی ارٹ ڈالا جب مجھے اس کا خیال آتا ہے تو کلیجہ پھٹا جاتا ہے اور ہائے میں ان کو کہاں پاؤں گی۔

حضرت عقیل نے بہت سادگی سے سنجیدہ چہرہ بنا کر آہستہ سے کہا۔

گھبراؤ نہیں وہ مل جائیں گے دوزخ میں جاؤ تو اپنے بائیں طرف جانا وہیں
یہ سب موجود ہوں گے (یزید نامہ صہ۱۸ بحوالہ العقد الفرید جلد ۲ صہ۹۳)

معاویہ کے سامنے یزید کی ولیعہدی کا معاملہ درپیش تھا اور خوشامدی
بالاتفاق اُسکی تائید کر رہے تھے مگر احنف چُپ بیٹھے تھے۔ معاویہ نے کہا
تم کچھ نہیں بولتے احنف نے جواب دیا سچ کہدوں تو آپ کا ڈر ہے جھوٹ بولوں
تو خدا کا خوف ہے (یزید نامہ صہ۱۸ بحوالہ العقد الفرید جلد دوم صہ۹۹)

ایک دن معاویہ نے کہا اللہ نے ہمارا ذکر قرآن میں کیا ہے وانذر عشیرتک
الاقربین (اے میرے حبیب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ)
اور لِایلٰفِ قریش ہماری ہی شان میں ہے کہ ہم رسول کے کنبے کے
اور قریش ہیں۔ ایک انصاری بولے بہت سی آیات میں آپ کا ذکر آیا
ہے۔ آپ نے تو دو تین ہی پڑھیں یہ کیوں نہ پڑھیں کہ انہوں نے یہ آیات تلاوت
کیں وکذب بہ قومک و یا رب اِنَّ قومی اتخذوا ھذا القرآن مہجورا
اور کہا یہ بھی سب آپکی شان میں ہے۔ اسی طرح جگہ جگہ آپ کا ذکر موجود ہے۔
معاویہ یہ جواب سن کر مبہوت ہو گئے اور گردن جھکالی (یزید نامہ صہ۱۹ بحوالہ
عقد الفرید جلد دوم صہ۱۰۰)

انصاری نے جو آیات پڑھیں اُن کے معنی یہ ہیں "اور تیری قوم نے اس کو
جھٹلایا۔ اور "الٰہی میری قوم نے اِس قرآن کو ترک کر دیا" یہ آیات
پڑھکر انصاری نے معاویہ کی سابقہ اور موجودہ حالت کا نقشہ کھینچا تھا
پہلی آیت سے تو وہ زمانہ یاد دلایا جب معاویہ اور اُن کے باپ قرآن و آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے اور دوسری آیت میں اس کو ظاہر
کیا کہ تم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور حرص دنیا میں مبتلا ہو گئے ہو (یزید نامہ صہ۲۰)

جاریہ نامی ایک لڑکی سے معاویہ نے کہا تیرے ماں باپ کو اور کوئی نام نہ سوجھا جو تیرا
نام جاریہ رکھا جس کے معنے لونڈی کے ہیں۔ جاریہ نے بگڑ کر جواب دیا آپ کے
والدین کو بھی تو اس معاملہ میں احمق و بے عقل کہہ سکتے ہیں جنہوں نے آپکا نام
مونث رکھا۔ حالانکہ آپ کو دعویٰ مرد ہونے کا ہے۔ معاویہ کے معنی ایک کتیا کے
ہیں اور آپ کے جد امجد امیہ تھے امیہ جمع ہے امۃ کی جسکے معنی لونڈی
کے ہیں پہلے اپنی حالت پر توجہ کی ہوتی اس کے بعد میرے نام پر اعتراض کرتے
معاویہ شرمندہ ہو کر چپ ہو گئے۔ (ایضاً)

معاویہ نے ایک دن احنف کو مجبور کیا کہ منبر پر جا کر حضرت علی پر لعنت کرو
احنف نے بہت انکار و عذر کیا مگر معاویہ ضد کرتے رہے آخر وہ منبر پر گئے اور
انہوں نے کہا اے لوگو! مجھکو امیرالمومنین معاویہ نے حکم دیا ہے کہ علی پر لعنت کروں
مگر میرا خیال یہ ہے کہ علی اور معاویہ میں باہم اختلاف ہوا اور لڑائی ہوئی اور
ہر ایک نے دوسرے کو باغی گردانا میں نہیں جانتا کہ ان میں باغی کون ہے اس
لئے میں خدا تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اور اپنے سب فرشتوں
اور مقبول بندوں کی لعنت اُس شخص پر نازل کرے جو اُس کے نزدیک باغی
ہے کیونکہ وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں اس لعنت کا مستحق کون ہے۔
(روزنامہ [illegible] عقد الفرید جلد دوم [illegible]) - ابن [illegible] معاویہ نے کہا اے ابو طفیل تم حضرت عثمان کے
قتل میں شریک تھے؟ ابو طفیل نے جواب دیا کہ نہیں [illegible] شریک نہ تھا اگرچہ قتل کے وقت موجود [illegible] تھا [illegible] آپ نے
اُنکی مدد کیوں نہ کی؟ ابو طفیل نے جواب دیا اس لئے کہ کسی مہاجر و انصار نے مدد میں حصہ نہ لیا تھا [illegible]
کہ آپ نے بھی اُنکی مدد نہ کی حالانکہ وہ برابر آپ سے مدد مانگتے رہے۔ معاویہ
نے کہا میں نے تو اُنکی مدد سے دریغ نہیں کیا کیا یہ مدد نہیں کہ میں اُن کے خون کا انتقام
لینا چاہتا ہوں یہ اُنکی مدد نہیں ہے ابو طفیل نے سنکر ایک شعر پڑھا جس کا مطلب

یہ تھا ۔ میرے مرنے پر اس نے خوب واویلا مچا کر ماتم کیا اور بڑی بیقراری سے اپنے غم کو ظاہر کرنے لگا لیکن مرتے وقت جب میں نے کھانے کا ایک نوالہ اس سے مانگا تو اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیا جو مرنے سے مجھ کو بچا لیتا (یزید نامہ صفحہ ۱۹۹ بحوالہ العقد الفرید جلد دوم صفحہ ۱۰۱)

معاویہ ایک دن حضرت علی سے بیزار رہنے کی بیعت لوگوں سے لے رہے تھے بنی تمیم کے ایک شخص نے بیعت کی تو یہ الفاظ کہے اے امیر المومنین ہم عہد کرتے ہیں اس بات کا کہ تمہارے زندوں کی اطاعت کریں گے اور تمہارے مرنے والوں سے بیزار نہ ہوں گے معاویہ نے یہ سنا تو زیادہ سے کہا اس شخص کی عقل سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے (یزید نامہ صفحہ ۱۹۹ بحوالہ العقد الفرید جلد دوم صفحہ ۱۰۱)

حضرت علی کی شہادت کے بعد کا یہ واقعہ ہے "مرنے والوں سے بیزار نہ ہوں گے" سے تو وہ انہی کی طرف اشارہ کیا تھا مگر ایسے بلیغ طریقہ سے کہ معاویہ کو گرفت کا موقع نہ مل سکا کیونکہ اس نے کبھی کسی کا نام نہ لیا تھا اور تمہارے مرنے والوں کا جملہ بولا تھا۔ حضرت علی بھی بسبب قرابت نسبی کے اس مفہوم میں آ سکتے تھے اور معاویہ کے مرنے والے بھی اس لئے معاویہ کو بھی تمیمی کی عقل کا قائل ہونا پڑا۔ (یزید نامہ صفحہ ۲۰۰ بحوالہ العقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

معاویہ نے یمن کے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری قوم بھی کیسی بے وقوف ہے کہ ایک عورت کو اپنا حاکم بنا رکھا ہے یمنی نے جواب دیا میری قوم سے زیادہ تمہاری قوم احمق ہے کہ جب اس میں رسول خدا ظاہر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ تمہارا اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو الٰہی آسمان سے ہم پر پتھر برسا دے اور یہ نہ کہا کہ اگر یہ دعویٰ حق پر ہے تو ہم کو بھی ہدایت کی توفیق دے کہ ہم اس کو قبول کریں (ایضاً) ایک دن معاویہ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا تم جو دعویٰ بیعت

دل میں رکھتے ہو کیا تم مجھ سے زیادہ اس کے حقدار ہو ابن زبیر نے جواب دیا میرے زیادہ حقدار ہونے میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میرے باپ حضرت زبیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق میں جلدی حصہ لیا اور مومن ہو کر انکی اطاعت میں شریک ہو گئے اور تمہارے باپ ابو سفیان ایمان کے دشمن بنے اور رسو لخدا کی دشمنی میں کفار کے پیشوا قرار پائے تو بتاؤ کہ نیابت و خلافت رسول علیہ السلام کا حقدار میں ہوں یا تم ہو۔

معاویہ نے کہا تم نے غلط سمجھا حقیقت یہ ہے کہ میرے چچا زاد بھائی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تمہارے باپ کو اپنی اطاعت کے لیئے بلایا پس انہوں نے اُس کو قبول کر لیا۔ لہذا تم اور تمہارے باپ میرے بھی تابعدار قرار پائے۔ خواہ بحالت ایمان خواہ بحالت کفر۔ کیونکہ تم میرے ابن عم کے مطیع ہوئے تھے۔ (یزید نامہ صـ۸۴ بحوالہ عقد الفرید جلد دوم صـ۹۹)

ابن زبیر پوچھتے ہیں کہ کیا میرے نانا ابو بکر صدیق نہ تھے؟ معاویہ کہتے ہیں ان کو یہ عزت میرے ابن عم کے سبب حاصل ہوئی تھی مگر کوئی اُن سے پوچھتا کہ جس وقت ابن زبیر کے نانا نے تمہارے ابن عم کی تصدیق کی تھی اور ہزاروں مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کر رہے تھے اُس وقت آپ نے اور آپ کے باوا جان اور سارے کنبہ نے اُس غریب ابن عم کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اس وقت بھی آپ ابن عم پر فخر کرتے تھے اُس دن تو آپ اپنے بیکس و تنہا ابن عم کے تشنۂ خون ہو رہے تھے اُس دن تو آپ اُسی ابن عم کو

جب کہا یہی کہا کہ ہم قریشی ہیں ہم عرب ہیں ہم اکٹھے ہیں ہم ڈھکے ہیں
(خواجہ حسن نظامی صاحب کا ذاتی تبصرہ یزید نامہ صفحہ ۹-۸۹)

امیر معاویہ نے سلطنت کے درخت میں کتنے بیگناہوں کا خون دیا!

دنیا کے بادشاہوں میں تو یہ بات کچھ عیب کی نہیں ہے کہ سلطنت اور تاج کی خاطر باپ ماں بھائی بیٹے کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے اور قصر حکومت کے استحکام کے لئے بے شمار گناہوں کا خون پانی کی طرح بہایا ہے مگر دین کے ضابطہ میں اس گناہ عظیم کا نام و نشان بھی کہیں نہیں پایا جاتا اسلام کے قانون نے تو قتل عمد کی یہ دفعہ بتائی ہے وَمَنْ یَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيمًا ۔ جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اسکی سزا جہنم ہے وہ اسی میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب ہے اور اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کے لئے بڑے بڑے عذاب ہیں ۔ مگر جناب معاویہ نے اموی سلطنت کے درخت کو مومن مسلمانوں کا خون پلا پلا کر پرورش کیا تھا۔ حضرت علی سے صفین کی لڑائی ہوئی اس میں بے شمار مسلمان طرفین کے مارے گئے۔ ان کا گناہ بھی امیر معاویہ کے ذمہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے محض اپنی سلطنت کی خاطر خون عثمان کا ایک فرضی بہانہ

نکالا تھا۔ ورنہ موافق مخالف ہر شخص جانتا ہے اور کہتا ہے کہ معاویہ کا یہ مطالبہ حضرت علی سے بالکل ناواجب تھا۔ اور معاویہ نے لڑنے اور اپنی سلطنت قائم کرنے کا یہ ایک شرعی حیلہ ایجاد کر لیا تھا تاہم میں اس جمہوری جنگ کے خون کو معاویہ کے نامۂ اعمال میں اپنے قلم سے درج نہیں کرتا اس کا فیصلہ خدا کرے گا مگر ان متعدد اور عمدی قتلوں سے دامن معاویہ کو کیونکر پاک کیا جاسکتا ہے جو روز روشن میں ہر تاریخ کے ورق پر اپنی سرخی دکھا رہے ہیں۔

پہلا خون

سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام کا ہے جو تاریخ کی روایت و درایت سے قاتل امیر معاویہ کے اوپر ثابت ہے اور کوئی جدید و قدیم مورخ [illegible] ان کی بریت اس قتل کی شرکت سے نہیں کر سکتا۔

[illegible] طبری کے حوالے سے میں نے یہ واقعہ لکھا ہے اور تاریخوں میں بھی اس کے تذکرے پائے جاتے ہیں۔ اگر سب بیانات تاریخی [illegible] کو صحیح مان لیا جائے تب بھی اس میں تو کوئی شخص [illegible] کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا زہر کے اثر سے انتقال [illegible] اور اس وقت امیر معاویہ کی حکومت بھی قائم تھی اور [illegible] واقعات و مقررات کی [illegible] شرعی حد [illegible] جاری کی جاتی

تھیں مجرموں کو سزا ایکن ملی تھیں پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام
کے اتنے بڑے واقعہ کی نہ معاویہ نے تحقیقات کی نہ اُن کے کسی اہل کار نے اگر
وہ خود اُس کے مجرم نہ تھے تو ان کو بحیثیت ایک حاکم کے اِس مقدمہ کی جستجو
کرنی چاہیے تھی اور اصل مجرم کا پتہ لگانا واجب تھا مگر انہوں نے کچھ بھی
نہ کیا اور اس پُر اسرار واقعہ کی فرا بھی تحقیقات نہ ہو دی اِس سے صاف
ظاہر ہے کہ معاویہ کا ہاتھ اس میں شریک تھا اور تاریخوں کا بیان بالکل
درست ہے کہ اُنہوں نے زہر دلوا کر حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کرایا۔
تو کیا یہ قتل عمد نہ تھا؟ اور کیا اِس کی سزا میں جناب
معاویہ دفعہ قرآنی کی حد میں نہیں آتے۔

امام حسن علیہ السلام نے بغاوت نہیں کی تھی جو اُنکی سزا و پاداش میں
زہر دلوایا گیا۔ اُنہوں نے تو خود ہی معاویہ کو سلطنت دے دی تھی پھر اُنکا
قتل کس خطا کے عوض تھا اور کیا یہ ایک بیگناہ مومن کا خون نہیں تھا۔
جو سلطنت کے درخت میں ڈالا گیا تاکہ وہ سرسبز رہے (یزید نامہ از
خواجہ حسن نظامی ص ۹۱ ـ ۹۰)

حضرت امام حسن ابن رسول اللہ تھے جن کو معاویہ نے زہر دیکر شہید
کیا۔ حضرت امام حسن نے معاویہ پر ایک سلطنت بخشنے کا احسان کیا تھا جس کا
عوض اِس محسن کشی سے دیا گیا۔ حضرت امام حسن حجرۂ خلوت میں عبادت
کرتے تھے اور معاویہ نے ایک بے ضرر عابد کا خون بہا دیا۔ حضرت امام
حسن ایسے مومن تھے جن کی ایمانی شان کے آگے ہر مومن سر جھکاتا ہے
اور اِس مومن کو عمداً معاویہ نے قتل کیا اور درخت حکومت میں اِس خون
ایمان کو ڈالا

معاویہ کے دوسرے اور تیسرے خون کو بھی حضرت خواجہ صاحب نے جو حضرت خالد ابن ولید کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا خون ہے اور حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ کا خون ہے۔ اسی کتاب کے اندر صفحہ ۹۳ سے صفحہ ۹۶ تک لکھا ہے اس کے بعد آپ ص ۹۵ میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفہ صاحب نے دنیا کی چند روزہ بہار کی خاطر ایک کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی زہر دلوا دلوا کر تمام کر دی اور یہ بیچارے محض اس لئے کہ بڑے اکابر اور امراء تھے ان کا خون مستحکم حکومت کی جڑ میں دیا۔“

پھر حضرت خواجہ صاحب ص۹۸ پر لکھتے ہیں کہ ”اسی طرح اور بہت سے خون ہیں جن کا ذکر تاریخوں میں مذکور ہے مثلاً حجر ابن عدی وغیرہ۔ یہاں نمونہ کے طور پر صرف تین خونوں کا جرم حضرت امیر المومنین پر ثابت کرنا کافی ہے۔ قرآن نے تو ایک ہی خون کو بڑا گناہ کہا ہے اور اس کی شدید سزا مقرر فرمائی ہے (جس سزا کا ذکر آیت قرآنیہ مذکورہ بالا میں ہو چکا ہے) اور یہاں ایک چھوڑ تین تین ثابت ہو گئے اور ان تین میں ایک تو خاص پیغمبر زادہ کا خون ہے جو معاویہ کے محسن تھے نہایت گزین عابد تھے اور ایسے بڑے مومن تھے جن کی نظیر مومنین میں مشکل سے ملے گی۔

امیر معاویہ مفتیٔ اسلام کی نظر میں

نقل کے حالات بطور نمونہ کے پڑھ لیے تو اب امیر معاویہ پر عقلی نظر سے بحث کرنی چاہیے۔ اس کے تین حصے کرنے پڑینگے ایک

مذہبی نگاہ سے دیکھکر معاویہ کی نسبت گفتگو کرنا مفتی شرع کا کام ہے
جو شخص یہ منصب نہ رکھتا ہو اس کو فتوے دینے کا کوئی حق نہیں ہے ...
لیکن جس قدر ایک عامی مسلمان کو مذہبی معلومات میں غور کرنے اور متعلقات پر توجہ
سے نتیجہ نکالنے کا حق حاصل ہے اور جب وہ حکمت سے اپنی ذاتی رائے کو منصفانہ عام
کے سامنے اظہار شہادت کے پیش کر سکتا ہے۔ یعنی عدالت دین کے روبرو
ہر قسم کی جرح کو پیش نظر رکھکر راستی اور بیباکی سے گواہی دے سکوں گا کہ
امیر معاویہ میں اسلام کا روحانی اثر بالکل نہیں پایا جاتا۔
اُن کے عقلمند، مدبر اور ایک بڑی سلطنت کے بانی ہونے میں
شک نہیں۔ مگر اُن کے افعال واقوال سے یہ ثابت نہیں
ہوتا کہ اُن میں اسلام کی اصلی رنگت بھی کچھ تھی۔

لارڈ سالسبری اور مسٹر گلیڈ اسٹون بھی بڑے عاقل اور مدبر تھے
اور ہندوستان کے سات کروڑ محکوم مسلمانوں کا حوالہ دیکر وہ اپنی
سلطنت کو اسلامی سلطنت کہا کرتے تھے۔ مگر کیا مسلمانوں نے
بھی ان مدبروں کو سیاسی تعلق سے آگے بڑھکر مذہبی پیشوا تسلیم کیا تھا
یا کم از کم اُن کے مسلمان ہونے کا گمان ان کو ہوا تھا۔

امیر معاویہ کی حکومت پرستی نے خود اُن کے ذاتی مذہب کو کس
قدر نقصان پہنچایا یہ میں لکھ چکا ہوں کہ اُس کا بتانا تو میرے
منصب کے خلاف ہے۔ البتہ یہ بتانے اور شہادت میں ظاہر کرنے
کا مجھے حق حاصل ہے کہ ان کے طرز عمل نے بعض دیگر
مسلمانوں میں حب جاہ پیدا کردی وہ ابوبکر و عمر و
عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مذہبی زندگی کو بھول گئے،

اور دنیا پرستی اور حکمرانی کا شوق اُن کے ذوقِ عبادت پر غالب آ گیا
جس محویت اور رغبت الی اللہ کی تعلیم اسلام نے دی تھی اور جن اصول
خدا پرستی و خدا جوئی و خدا دانی پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی تھی ـ وہ
سب کے سب دنیا پرستی دنیا جوئی اور دنیا دانی کے دستِ ستم سے متزلزل ہو گئے
اور اُس کے بانی با اشتراکِ غیر معاویہ ہی ہیں ـ اور الدال علی الشئ
کفاعلہ برائی اور گناہ پر رغبت پیدا کرنے والا بھی مثل اُس گناہگار کے
ہے جس نے یہ بدی کی پس اِس حساب سے سیکڑوں ہزاروں دنیا
پرستوں کے اعمال بد یقیناً بھی امیر معاویہ کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں۔
میں عزت مآب مفتی شریعت کو یاد دلاؤں گا کہ اسلام کے ارکان پانچ
ہیں ـ کلمۂ وحدت ـ نماز ـ روزہ ـ حج ـ زکوٰۃ اور ایک مسلمان
کے کمالات کی تکمیل انہی ارکانِ خمسہ کی تکمیل سے ہوتی ہے ـ مگر امیر معاویہ
کی زندگی میں کمالِ کلمہ کمالِ صلوٰۃ ـ کمالِ صیام ـ کمالِ حج ـ
کمالاتِ زکوٰۃ کے حالات تو بالکل ناپید ہیں اور اُس کے عوض
کمالِ سیاست کمالِ حرب و ضرب، کمالِ مکر و فریب کے افسانے
اُنکی حیات کے کارنامے نظر آتے ہیں تو کیا سرکارِ شریعت
پناہ مقدمہ کے اِس ضروری اور اہم پہلو پر توجہ نہ فرمائیگی ـ
میں حُرمت مآب حاکمِ شرع پروردگار کی یاد داشت میں مسلمانوں
کے اوصافِ دینی لکھوانے چاہوں گا تو قرآن شریف کے آٹھارویں
پارہ کی ابتدائی آیات پڑھکر عرض کروں گا کہ انکو مقدمہ کی مسل
میں ضرور درج کرنا چاہیے تاکہ آپ کو معاویہ کی نسبت فتویٰ دینے
سے پہلے یہ بھی خیال آ جائے کہ وہ ایمان کی اِن علامات میں سے کوئی

علامت بھی اپنے اندر رکھتے تھے یا نہیں؟ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ ... اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

فلاحیت اُنہی مومنوں کو ہے جو اپنی نمازوں میں ذوق شوق اور عاجزی رکھتے ہیں اور جو لغو باتوں سے بے رُخ رہتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی لونڈیوں سے کہ ان میں اُن پر کچھ الزام نہیں ہے لیکن جو اس کے سوا چاہتے ہیں تو وہی لوگ حد شرع سے باہر نکلے ہوئے ہیں فلاحیت ہے اُن کے لئے اور اُن کے لئے بھی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس لحاظ رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کے پابند ہیں یہی لوگ اصلی وارث ہیں جو بہشت بریں کی میراث پائینگے اور پھر جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِن آیات کو پڑھیئے کہ ان میں مومنین کے کیا کیا اوصاف بیان کیے گئے ہیں اور پھر امیر معاویہ کی زندگانی سے ایک ایک وصف کو مقابلہ کر کے دیکھتے جایئے سو ان کی باخشوع

نمازوں کا ذکر نہ ملے گا لغو باتوں سے بے رُخی کجا دنیا کی لغویت میں از سرتاپا غرق پایا جائے گا نہ زکوٰۃ دینے کے تذکرے کم ہوں گے اور زکوٰۃ لینے کے زیادہ ... ... امانت اور عہد کی پاسداری اور پابندی کو تو امیر معاویہ سے اتنی ہی دوری ہے جتنی بنی فاطمہ اور بنی ہاشم کو خیانت اور عہد شکنی سے بُعد ہے یا آسمان کو زمین سے علحدگی ہے اِن کا کوئی کام بھی موافق عہد اور حسب شرائط امانت شعاری نہیں پایا جاتا۔

نماز کی حفاظت اکثر اوقات اُن سے ثابت ہے کیونکہ مسجد میں جماعت خصوصاً جمعہ کی جماعت بادشاہ وقت کی حضوری میں ہونی لازمی تھی۔ اور یہ وہ چیز تھی جس پر سیاست حکومت کا قطعی دارو مدار تھا لہٰذا نماز کی حفاظت بھی سیاسی غرض کے ماتحت تھی۔ اگر خدا کے فرض کا احساس اُن کے دل میں ہوتا تو اُنکی نمازوں میں خشوع و خضوع بھی پایا جاتا مگر اُنکی اتنی ہی کمی تھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بچہ بچہ کی زبان پر مشہور ہوگیا ہے کہ وہ کھانا تو امیر معاویہ کے ساتھ کھاتے تھے اور نماز حضرت علی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ کسی نے کہا یہ دو رُخی پالیسی کیسی؟ جواب دیا کہ کھانے کا مزہ امیر معاویہ کے دسترخوان کا ہے کہ ہر نعمت موجود رہتی ہے اور نماز کا لطف علی کے ساتھ ہے کہ معراج المؤمنین کا کیف سامنے نظر آجاتا ہے۔

مذہبیت کا فلسفۂ ارتقاء

قدرت نے ہر چیز کا ایک فلسفہ یعنی عقلی وجہ مقرر کی ہے۔ وہ
جو کہتے ہیں خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے مذہبیت میں بھی اثر
ارتقائی ہے۔ جب ایک بڑے شخص کو اچھے اثرات کے اشخاص
کسی اچھے کام میں مصروف دیکھتے ہیں تو وہ بھی اچھے کام کرنے لگتے ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی اعمال حسنہ نے تمام
ہمنشینوں کو نیک کردار بنا دیا تھا۔ کہنے اور نصیحت کرنے کا اتنا
اثر نہیں ہوتا جتنا کر کے دکھانے کی تاثیر دوسروں کو متاثر کرتی ہے۔
حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی
مرتضیٰ کی عبادات اور متقیانہ زندگی نے تمام رعایا کو ذوق عبادت
اور تقویٰ و خشیت اللہ میں مصروف کر دیا۔ انہوں نے جب اپنے
پیشواؤں اور حاکموں کو دیکھا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں تو ان
سب کے ذہن و خیالات بھی اسی سانچے میں ڈھل گئے۔
لیکن جب انہوں نے امیر معاویہ کو دنیا کے لئے کشمکش میں مصروف
دیکھا اور ان کی دنیا طلبی خدا طلبی سے اونچی نظر آنے لگی تو رعایا میں
بھی یہی جذبات پیدا ہو گئے وہ بھی طلب دین کو چھوڑ کر طلب دنیا کی خواہشات
میں مبتلا ہو گئے۔ پس اس اعتبار سے اسلام اور اس کے شعار
روحانی کو سب سے پہلے گھن لگانے والے معاویہ ہیں اور
مذہبی احساس کا فروغ انہی کی ذات سے مضمحل و پست ہوا۔
اور یہ وہ جرم ہے جس کی انتہا قیامت تک ختم نہ ہو گی اور معاویہ
کا مذہبی اعمال نامہ روز محشر تک فرشتوں کے زیر نوشت رہیگا
امیر معاویہ کی زندگی کے مذہبی پہلو پر میں سمجھتا ہوں میری یہ مختصر گواہی

کافی ہے اور رہا کہ شارح اس شہادت پر غور کرنے سے بہ آسانی اس نتیجہ پر
پہنچ سکتا ہے جس کو ظاہر کرتے ہیں نے احتیاطاً انکار کیا ہے۔

معاویہ کے سیاسی جرائم!

یہ چودھویں اور بیسویں صدی سیاست کی صدی ہے اس
دور میں معمولی معمولی آدمی بھی کلیات سیاست پر بحث کرنی جانتے ہیں
یہ وہ زمانہ ہے جس نے تمام شخصی اور خود مختار حکومتوں کا ستیاناس
کر دیا اور دنیا کے ہر گوشہ میں جمہوریت کے جھنڈے نصب ہو گئے۔
آج جن اصول مساوات اور باہمی مشارکت پر حکومت کی مشین
چلائی جا رہی ہے یا اُنکے مطالبات ہو رہے ہیں۔ یہ سب اسلامی جمہوریت
کے اصول سے اخذ کئے گئے ہیں اُن میں اکثر خوبیاں اسلامی طرز جمہوریت
کی ہیں اور دانشمند محسوس کرتے ہیں کہ جب تک قرن اول کے قانون اسلامی
کی بموجب موجودہ جمہوریت کو مکمل نہ کیا جائیگا۔ حیات شہریت کامل
نہ ہوگی۔ موجودہ زمانہ میں پوری جمہوریت کی مثالیں فرانس و امریکہ میں
پائی جاتی ہیں مگر اُن میں بھی باوجود کمال اور عروج کل حاصل کر لینے
کے افراد کا امتیاز باقی ہے۔ دولت مند اور مفلس۔ جاہل و
عالم۔ حسین و بدشکل۔ عورت و مرد میں معاشرت کے بدیہی اختلافات
ہیں۔ کھانے پینے میں امیر افراد غریب لوگوں کو اپنا شریک نہیں کرتے
رہنے سہنے میں اُن میں بڑی تفریق ہے۔ امیروں کے محلے الگ ہیں
اور غریبوں کے الگ یہاں تک کہ عبادت خدا میں بھی ان کا اتحاد
نہیں ہے۔ امیر کے گرجا میں غریب نہیں جا سکتے اور غریبوں کے عبادت

خانوں میں امیر نہیں آتے۔ یہ جمہوریت کبھی کامیاب نہ ہوگی جبتک اسلامی جمہوریت کی تقلید اُن میں رواج نہ پائے۔ اسلام نے جس جمہوریت کی بنیاد رکھی تھی اُس میں موجودہ جمہوری حکومتوں کے سب اوصاف تو تھے مگر افراد کے یہ باہمی امتیازات اور تفرقے نہ تھے ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان خلیفۂ وقت کے برابر نماز میں کھڑا ہو سکتا تھا ساتھ کھانا کھاتا تھا اور ذرا بھی فرق و امتیاز امیر غریب حاکم محکوم میں نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں بھی یہی جمہوریت تھی اور چاروں خلفاء کے زمانہ میں بھی مگر امیر معاویہ نے اِس کو توڑ ڈالا انہوں نے تلوار اور ڈپلومیسی (دنیاوی سیاست) کے زور سے اسلامی جمہوریت کے تمام قویٰ کو پامال کردیا اور قیصر و کسریٰ کے شخصی اقتدار کو اپنی ہستی میں نمایاں کرنے کی کوشش میں مصروف ہوگئے۔ اُنکی ذات نے امیر غریب کا امتیاز قائم کردیا۔ اُنکے دورِ حکومت نے ذات پات کا فخر دوبارہ ابھار دیا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زورِ مذہبیت سے دبا دیا تھا انہوں نے افراد کی عمومیت و مساوات کو مٹا کر شخصیات کی تفریقیں پیدا کیں وہ عام و خاص کی بلکہ ایک کا بی میں الجام نوبخی مفقود ہو گئی وہ رائے کی آزادی اور بیباکی تلواروں نے اپنے ظلم و ستم سے نابود کردی یہاں تک کہ معاویہ نے عبادت میں بھی عوام سے امتیاز پیدا کیا اور بادشاہ کے لئے مسجد میں ایک محدود و مخصوص جگہ بنوائی جس نے شاہ و گدا کی وہ مساوات کھو دی جب کہ وہ پہلو بہ پہلو گداگر کے شانہ بازو سے بازو ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔

اگر معاویہ نہ ہوتے تو آج تمام دنیا کا جمہوری قانون اسلامی جمہوریت کے ماتحت ہوتا معاویہ نے مسلمانوں کے سیاسی فروغ کو جو اصول مساوات کی بجلیوں کے ساتھ تمام افق کائنات پر چمکنا چاہتا تھا نفسانیت کے بادلوں میں دبا دیا اور چھپا دیا۔

آج معاویہ زندہ ہوتے تو ہندوستان کے فرنگی امراء اُن پر گولی چلاتے یورپ کے سوشلسٹ اُن کو ملیامیٹ کر دینے کی کوشش کرتے اور اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو نہ سہی اُن کے اعمال اور افعال تاریخوں میں زندہ ہیں جن کو جمہوریت کے تمام فدائی اور حریت کے شیدائی قیامت تک نفرت و حقارت سے یاد کریں گے اور مسلمانوں کا حزب الاحرار اپنی نئی نسلوں کو اس حیثیت سے مساوات کی دشمنی ورثہ میں دیا کریگا۔

امیر معاویہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء اربعہ کے تمام اصول جمہوری کو توڑ ڈالا اور کوئی تسمہ آزادی کی گردن میں باقی نہ رکھا اپنے بیٹے یزید کی بادشاہت بطور ورثہ کے انہوں نے قائم کی اِس کو بنیادی جرم جمہوریت کے خلاف کہا جاتا ہے مگر جناب معاویہ کے سیاسی جرائم کی فہرست بہت طویل ہے یزید کی ولی عہدی بیشک اِن جرائم میں سب سے بڑا اور قابل یادگار جرم ہے لیکن احرار ملت کو اُن کے دوسرے جرائم تبلیغیہ و سیاسیہ کا بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے جن کے اشارے میں نے اوپر کیے ہیں اور جنکی وضاحت کتاب کے طویل ہو جانے کے خوف سے اچھی طرح نہ ہو سکی۔

امیر معاویہ کی تمدنی خطائیں

زندگی ایک رزم ہے زندگی ایک بزم ہے زندگی دُکھوں کی زنجیر ہے زندگی عیش خانہ ہے زندگی ایک کٹھن امتحان انسان کے احساس فرائض کا ہے۔ کہتے ہیں مرنا مشکل ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنا کچھ مشکل نہیں دشوار جینا ہے۔ کیونکہ موت تمام فرائض کی دُکھن کو ختم کر دیتی ہے اور جینا مشکلات حیات کے ہنڈولے میں بیچارے آدمی کو ہر وقت نشیب و فراز کے تماشے دکھایا کرتا ہے

روز ازل سے یوم حاضر تک ہر عاقل و بالغ اور ہر فلسفی ذہن زندگی اور عروج کی اصلی راحتوں کو تلاش کر رہا ہے مگر وہ دستیاب نہیں ہوتیں۔ یورپ کے تمدن جدید نے سائنس و طبیعیات سے بہتر سے بہتر سہارے حاصل کیے اور اپنی دانست میں زندگی کو خوش و شاش اور مطمئن بنا لیا مگر ذرا ان شاش لوگوں کے دلوں سے پوچھو تو وہ صاف کہدیں گے کہ ہمارے چہروں کی خوشی جھوٹا ملمع ہے ہمارے بستروں کا اطمینان بناوٹی پاؤڈر ہے ہم کو ایک سیکنڈ بھی راحت نہیں اور زیادہ خواہش ہوتی ہے کہ خودکشی کر کے اس دُکھ بھری زندگی کو نابود کر دینا چاہیے۔

اسلام کے فلاسفر اعظم نے انسانوں کے دُکھ درد کا یہ علاج بتایا تھا "کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ" تو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر گویا تو ایک مسافر ہے یا راستہ کا عبور کرنے والا ہے اُنہوں نے ایک ابدی زندگی کا شوق دلا کر حیات دنیا کی تکلیفات کو

فلسفیانہ دوا سے بے حس اور سُن کر دیا۔ اُنہوں نے زیست دنیا کو عارضی کہکر جذبات کو ایک استمراری حیات کا آرزومند بنایا جس سے خود بخود دنیائے فانی کے تعلقات آدمی کے دل میں بے وقعت ہو گئے اور اُس نے یہاں کی تکلیفوں کو بھی عارضی اور ہیچ سمجھا اور راحتوں کو بھی۔

اور یہی وہ نکتہ تھا جس نے مسلمانوں کے تمدن کو پیچھے پڑنے پر لگا دیا جو کی روٹیوں اور اُنکے کھجور کے پتوں میں بھی سر مدو شاد کام رکھا اور شال دوشالے اوڑھکر زریں اور ریشمی لباس پہنکر پلاؤ قورمے کھا کر دنیا کی جواہر نگار چھتوں میں سو کر بھی وہ خوشی کی اُسی حد میں رہے جو دورِ اول میں تھی۔ زر مفلسی اور بے سروسامانی نے اُن کو بددل کیا اور نہ دولت کی فراوانی نے اُن کی اصلی راحت و مسرت میں کچھ ترقی کی اُسکی وجہ یہی تھی جس کو میں نے اوپر بیان کیا کہ اُن کے دل عاقبت کی وسیع تمناؤں سے لبریز تھے اور دنیا کی حیات کو چند روزہ نوکری خیال کرتے تھے۔

امیر معاویہ نے اِس تمدن اِس زندگی اِس سراپا عیش و سرور اور اِس طرز بود و باش میں بھی رخنے ڈالدیئے انہوں نے اپنے طرز عمل سے ایسا دکھایا کہ جو کچھ ہے دنیا ہے عاقبت کوئی چیز نہیں دنیا کے تمدن اور دنیا کے عیش کو جس مکر و فریب اور ظلم و ستم سے حاصل کیا جاسکے کرنا چاہیئے کہ مدار خوشی کا بس اِسی دنیا پر ہے۔ چنانچہ اُن کے ہر فعل اور ہر قول سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور حرص دنیا اور جاہ و منزلت اِس قدر ظاہر ہوتی ہے گویا یہی زندگی کا مقصود اصلی ہے۔ دنیا رہتی

توجینا بیکار ہے۔

اُن کے زیرِ اثر مسلمانوں نے بھی اپنے تمدنی خیالات کو بدل ڈالا وہ
قدرتی تاثیر سے معاویہ کی صحبت کے سبب خود بخود بدل گئے اور اُنکو
اسکی خبر بھی نہ ہونے پائی۔ قطع نظر مقصود اور مطمحِ نظر کی تبدیلی کے معاً
کے طفیل اُن کی تمدنی عادات و خصائل بھی بدل گئیں نہ اُن میں غذا
کی سادگی رہی نہ لباس کی سادگی کو قرار رہا نہ دیگر ضروریاتِ معیشت
میں پہلی سی استغنائی کی شان اُن میں باقی رہی۔ دنیا پرستی ضروریات
بڑھاتی ہے اور ضروریات کی زیادتی سے تکلیف اور گناہ میں ترقی
ہوتی ہے جنکی ضرورتیں محدود ہونگی خرچ کم ہوگا جس کا خرچ کم ہوگا جائز
و ناجائز آمدنی کی حرص جاتی رہیگی جس کو حرص نہ ہوگی وہ زندگی کی اصلی
خوشی میں بسر اوقات کرے گا۔

ترقیٔ ضروریات ایک لامحدود حالت ہے۔ ضرورتوں کو جتنا بڑھا دو گے
بڑھتی چلی جائینگی اور طرح طرح کی نئی ضرورتیں پیدا ہونگی۔ روٹی کے اوپر
سالن رکھ کر کھالو۔ تب بھی پیٹ بھر جائیگا۔ مٹی کے برتنوں میں سالن ڈالکر
روٹی کھالو تو ایک ضرورت کی زیادتی ہوگی اور شکم سیری پہلی سی رہیگی۔
تانبے کے۔ چینی کے۔ چاندی کے۔ سونے کے برتنوں میں اُس سالن کو نکال
کر کھاؤ گے تو پیٹ تو پہلی صورت کے مانند بھریگا مگر ان برتنوں کے حاصل
کرنے کی ضروریات تم کو اس قدر اُنکا دائرہ تکلیفیں پہنچائینگی کہ تم کو زندگی
دوبھر معلوم ہونے لگیگی اچھے برتنوں میں کھانے کا لطف تو ایک ماشہ ہوگا۔
مگر اس کے حاصل کرنے کی تکلیفیں دس من ہونگی۔

ضرورتوں کی زیادتی کے علاوہ تمدنی تکلیفات کا باعث اشیاءِ حیات

سے تعلق و محبت رکھنا بھی ہے اور محبت اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ آدمی اِن
دنیا کو اوّل و آخر سمجھے اور آخرت کی دوامی زندگی کا اُسے یقین نہ ہو ایسی حالت
میں وہ دنیا کی ہر چیز سے بیحد محبت کرتا ہے کیونکہ اُس کو بس یہی حیات خوش اپنے
لیے آخری مقصود معلوم ہوتی ہے مگر دنیا عمومیت اور فطرت نے ہر شے کو بدلنے والا
بنایا ہے کسی چیز کو ایک جگہ قرار نہیں ہے پس جبکہ کوئی چیز اپنی قدرتی خواہش
و عادت کے خلاف ایک ہاتھ سے نکل کر دوسرے ہاتھ میں جاتی ہے تو پہلے کو
انتہائی تکلیف ہوتی ہے اور راحت نکل جانے سے اُس کا تمدنی راحت کا شیرازہ
بکھر جاتا ہے۔

امیر معاویہ نے تمدن کی بربادی کے دونوں حصوں سے جی
لگایا۔ انھوں نے عرب کی سادہ اور کم ضروریات کی زندگی کو تکلف اور بے
انتہا ضروریات کی زندگی بنا دیا اور اتنا دنیا سے محبت کرکے خلقت کو رغبت
دلائی کہ وہ بھی ان متغیر اور یکساں نہ رہنے والی چیزوں سے محبت کریں اور
جب انھوں نے معاویہ کے فیض صحبت سے یہ دونوں عادتیں اختیار کرلیں تو
اُنکی تمدنی راحت بھی برباد و تباہ ہوگئی اور اسلام کی اصلی تسکین کو بھی وہ
ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

کہا جائے گا یہ معاویہ کی خطا نہیں زمانہ کا اقتضاء تھا کہ مفلس عرب
کے ہاتھ میں جب دولت آئی تو وہ خودبخود اپنی پُرانی سادگی سے دور ہوگئے
اور تمدنی خرابیاں اُنمیں پڑگئیں مگر میں پوچھوں گا کہ کیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایام میں فتوحات نے دولت کا دروازہ نہیں
کھول دیا تھا۔ کیا حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں مُلک فتح نہ ہوئے
تھے کیا حضرت عمر کے وقت میں قیصر و کسریٰ کے ملک اسلام کے زیر نگیں

نہ آ گئے تھے اور کیا دولتوں اور خزانوں کے انبار اُن کے تحت تصرف میں قدرت نے نہ دے دیئے تھے۔ پھر اُنہوں نے اپنی حالت کو کیوں نہ بدلا؟ اُن پر اور اُن کے عہد کے مسلمانوں پر زمانہ کے اقتضاء نے اثر کیوں نہ ڈالا؟ اور اُن کے بعد حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کی تمدنی حالتوں میں فرق و انقلاب کیوں نہ پیدا ہوا؟ اور معاویہ کے ہاتھ میں سلطنت آتے ہی زمانے نے اتنی جلدی اپنی کایا کیوں بدل ڈالی ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے فطرت کی زبان قرآن سے صاف صاف اس تمدنی خرابی کا فلسفہ سنائی دیتا ہے۔

یقیناً امیر معاویہ کی ذاتی اور نفسانی خواہشات نے مسلمانوں کی تمدنی حالت کو برباد کر دیا اور ایسے غلط راستہ پر ڈال دیا جو سر چشمہ راحت کا طریق نہ تھا۔ بلکہ تکلیفوں اور بے اطمینانیوں کا بادی اور بانی تھا جس نے مسلمانوں کی شہریت سنسان کر دی۔

یہ گنی ہوئی تمدنی خطاؤں کی ایک تھیلی ہے جس کو میں نے مختصر اور مجمل عبارت میں آپ کے سامنے رکھا ہے اگر آپ کو ان کے شمار کرنے کی ضرورت ہو تو تھیلی کا منہ کھول کر تمدنی خطا کو پکڑ پکڑ کر اور چٹکی لگا لگا کر دیکھئے

آخری فیصلہ!

... . اگر معاویہ ایسے تھے تو ہمیں کیا؟ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں پڑتا معاویہ نے بُرے کام کئے تو ہم پر اُن کا کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ وہ جانیں اور اُنکی عاقبت جانے

مگر نہیں ہم سب کو اِس نتیجہ سے بڑا اتفاق ہے اور وہ ایسا تعلق ہے جس سے
ہماری مذہبی سیاسی اور تمدنی زندگی سر سبز ہو سکتی ہے۔ اگر ہم اِن واقعات
سے عبرت اور نصیحت حاصل کریں۔ اوّل تو شیعہ سنی کے اختلافات کی
آگ سارے گھر سے جدا ہو کر باہر کے کوڑے میں آجائیگی کیونکہ معاویہ
کی حکمت عملیوں کی ایسی عقلمندی سے یہ آگ لگائی تھی کہ شیعہ فرقہ اصلی
گناہگاروں سے زیادہ بے گناہ ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان
غنی کو غصہ اور عداوت کی نظروں سے دیکھنے لگا جب وہ پڑھے گا کہ ہر
فتنہ کی بنا جناب معاویہ کے دستِ حکمت سے پڑی ہے تو اس کے قہر
کا مرکز بدل جائے گا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برگزیدہ
اصحاب کی شان سے اپنی بدظنی کو ہٹا لے گا۔

دوسرے مسلمان بچوں کو دورِ اول کی تاریخ معلوم ہوگی اور اُسکے
اسباب ذہن آئیں گے تو وہ اپنی مذہبی سیاسی اور تمدنی حالتوں کو اُن
برباد کن افتادوں سے بچانے کی کوشش کرینگے۔

تیسرے واقعہ کربلا سے متاثر ہونے والے غمگین لوگوں کو اپنے
بزرگوں والے کی بنیادی باتوں کا علم ہو جائیگا اور کسی چیز کا علم گردو
پیش کی تکلیفوں کو دور کر دیا کرتا ہے۔ اِن معلومات سے اُن کے غم میں
بھی سکون ہوگا اور وہ دوست دشمن کے امتیاز کو بھی سمجھ لیں گے۔

فیصلہ یہ ہے کہ امیر معاویہ نے صحبت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کی برکات کا بہت کم فائدہ اُٹھایا تھا اس واسطے
اُنمیں وہ جوہر تہذیب پیدا نہ ہوا جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کا طرۂ امتیاز تھا۔ لہٰذا انہوں نے ایسے ایسے

گناہ کیئے۔ ایسی ایسی بدعتیں جاری کیں جن سے نہ صرف اُنکی عاقبت کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ نسلاً بعد نسل مسلمانوں کی مذہبی سیاسی اور تمدنی حالتیں خراب ہوتی چلی گئیں۔

ہم کو چاہیے کہ انکو اسلام سے خارج کرنے یا انکی بے دینی کے ثبوت دینے میں وقت ضائع نہ کریں بلکہ اُنکی مثال سے عبرت حاصل کرکے انکی تقلید کو اپنے عقائد و خیالات سے جُدا کر دیں اور اسلام کے اصلی ارشاد کو اپنی شاہراہ بنائیں اور وہ شاہراہ اہل بیت نبوت ہیں :- حسنین ہیں حضرت علی مرتضیٰ ہیں حضرت فاروق ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ہیں حضرت عثمان ہیں اور اُنہی کی سی حالت رکھنے والے دوسرے اصحاب و تابعین و اولیاء اللہ اور علمائے شریعت ہیں۔

معاویہ کی کیفیت ذرا تفصیل سے اس لیئے لکھی گئی کہ وہی ہر فساد کی بنا تھے۔ گو اس کتاب کا نام "یزید نامہ" ہے مگر خاص یزید کے اہم ذات کی بحث معاویہ کی ذات و صفات سے بہت کم ہے۔

(یزید نامہ مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی از صفحہ ۱۰ تا صفحہ ۱۱۳)

معاویہ کے مورث اعلیٰ کا نام اُمیّہ تھا اس لئے اُمیّہ سے جو نسل آئی یا خاندان چلا اُس نسل یا خاندان کو خاندان اُمیہ یا بنی امیہ کہتے ہیں اور اسی نسبت سے بنی امیہ کی حکومت و سلطنت کو سلطنت اُمویہ یا اموی سلطنت کہتے ہیں

اِس اموی سلطنت کی بنیاد رکھنے والا یا بانی ابوسفیان کا بیٹا یا معاویہ ابن ابوسفیان تھا اور یہی معاویہ ابن ابوسفیان بنی امیہ یا اموی سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا جس نے بے حد و بے حساب مذہبی عمیاں سیاسی طغیان اور تمدنی تخریبات کے بعد اس سلطنت کی نیو

رکھی تھی اور اس سلطنت کو مضبوط کرنے کے لئے اور دنیا کی چند روزہ بہار کو لوٹنے کے لئے فرزند رسول حضرت امام حسن علیہ السلام کا خون اور مومنین کی ایک کثیر جماعت کا خون اس ظالم و جابر سلطنت کو سرسبز رکھنے کیلئے اس کی جڑوں میں ڈالا اور اپنی عاقبت کو برباد کرنے کے علاوہ قیامت تک اپنے آپکو تاریخ کی نظر میں ذلیل و شرمسار کر دیا ۔ اس خاندان میں مندرجہ ذیل صرف چودہ[14] بادشاہ ہوئے :-

معاویہ ابن[1] ابی سفیان ۔ یزید[2] ابن معاویہ ۔ معاویہ[3] ابن یزید ۔ مروان[4] ابن الحکم ۔ عبدالملک[5] ابن مروان ۔ ولید[6] ابن عبدالملک ۔ سلیمان[7] ابن عبدالملک ۔ حضرت عمر[8] ابن عبدالعزیز ۔ یزید[9] ابن عبدالملک ۔ ہشام[10] ابن عبدالملک ۔ ولید ابن یزید ابن عبدالملک ۔ یزید[12] ابن ولید ابن عبدالملک ۔ ابراہیم[13] ابن ولید ابن یزید ابن عبدالملک ۔ مروان[14] الحمار ۔

شاہان بنی امیہ کے مذکورہ بالا شجرہ کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس سلطنت کو قائم کرنے کے لئے معاویہ نے اپنا دین و ایمان سب کچھ برباد کیا تھا اُس سلطنت کے بادشاہوں میں معاویہ کے بعد اُسکی اولاد میں صرف دو ہی نام نظر آتے ہیں :- یزید اور یزید کا بیٹا معاویہ ابن یزید ۔ معاویہ نے خود بیس برس تک حکومت کی معاویہ کا بیٹا یزید صرف تین برس اور سات مہینے تک بادشاہت کرتا رہا اور اٹھتالیس برس کی عمر میں جوان موت مرا یزید کے مرنے کے بعد امراء بنی امیہ نے یزید کے بیٹے معاویہ ابن یزید کو تخت پر بٹھایا وہ ایک نیک اور صالح انسان تھے اُنہوں نے ایک خطبہ دیا اور اس خطبہ کے اندر اپنے باپ یزید اور اپنے دادا معاویہ کی زندگی پر ایک مختصر تبصرہ کیا اور ان دونوں کو جہنمی بتلایا ۔ اور اس حکومت سے بیزار ہو کر

ایک حجرہ میں داخل ہو گئے۔ چالیس دن تک عبادت خدا میں مشغول رہے
اور چالیسویں دن انتقال فرمایا اور جنت کی راہ لی۔ یہی معاویہ ابن
یزید ہیں جن کا خطبہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ
اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیف المسلول میں درج فرمایا ہے۔ پس اس
اعتبار سے معاویہ کے بعد معاویہ کی خاص اولاد میں صرف یزید نے ہی
ساڑھے تین سال تک حکومت کا لطف اٹھایا اور یزید کے بعد حکومت
اولاد معاویہ کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور مروان ابن الحکم کے پاس چلی
گئی۔ تراسی ۸۳ برس چار مہینہ تک مروان کی اولاد یعنی مروانیوں کے پاس
رہی اور تھا ان امویوں کا زیادہ حصہ مروان کے بیٹے عبدالملک کے بیٹے اور
پوتے ہوئے جیسا کہ اوپر کے شجرہ سے ظاہر ہے۔

اللہ اکبر کیسی قدر عبرت کا مقام ہے!! معاویہ کے بوئے ہوئے تخم
کا پھل مروان نے کھایا اور بہار گردش بھی مروان ہی کی اولاد نے دیکھی۔
آخر کار مروان الحمار کے زمانہ میں جو مروان ہی کے نام کا آخری بادشاہ تھا ابو العباس
عباسی کے ہاتھوں سے بنی امیہ کی سلطنت خاک میں مل گئی اور پھر اس طرح مٹی کہ
پھر قیامت تک اٹھنا نصیب نہ ہوا۔ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ
اور یہی وہ دن ہیں جن کو ہم لوگوں میں گردش دیا کرتے ہیں۔

ابو العباس نے حکم دیا کہ بنی امیہ کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رکھا جائے
چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی۔ نہایت بے دردی سے بنی امیہ کا قتل عام ہوا اور ان کا
ایک بچہ بھی باقی نہ رہا اور اس خاندان کا تخم ہی ملیا میٹ ہو گیا۔ یہاں تک
کہ آج دنیا کے کسی حصہ میں اپنے آپ کو بنی امیہ کہنے والا کوئی ایک شخص
بھی نظر نہیں آتا۔ مگر الحمد للہ مولیٰ علی کی اولاد دنیا کے گوشہ گوشہ میں موجود ہے۔

اور قیامت تک باقی رہیگی ۔ کیا اہل ایمان کے لئے اس سانحہ عظیم میں
ایک دفتر کا دفتر درس عبرت کے لئے موجود نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار
(اے سمجھ رکھنے والے لوگو! عبرت حاصل کرو)

ابو العباس نے ایک وحشیانہ اور جابرانہ حکم اور دیا کہ تمام شاہان بنی امیہ
کی قبریں کھود کر پھینک دی جائیں۔ آگے بھی تحریر ہو کہ معاویہ یزید اور تمام بادشاہوں
کی قبریں کھود دی اور ان کی مردہ ہڈیاں جلا دی گئیں۔ علامہ طبری کا بیان ہے کہ
یزید کی ہڈیاں جو سر کی دیکھیں تو بالکل سیاہ تھیں معاویہ کا بھی آخر وقت بہت
برا گذرا۔ چنانچہ حضرت علامہ خطیب صاحب مشکوٰۃ شریف اپنی کتاب اکمال فی اسماء
الرجال میں لکھتے ہیں ۔ آخر عمر میں لقوہ ہو گیا تھا جس کے سبب سے منہ کو پکا کرتے پھر کر
کاشان میں قریش میں ایک شخص ذی شرف دیکھ کر دیہات اکابرین الامیہ تا) اور ان
باتوں میں کوئی بات نہ دیکھتا ۔ ایک دن ابو العباس نے اہل شام سے پوچھا کہ تم
نے اولاد پیغمبر کو چھوڑ کر بنی امیہ کی اطاعت کیوں کی تھی ؟ انہوں نے قسمیں کھا کر
جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ بنی امیہ کے سوا دنیا میں کوئی شخص پیغمبر کا
قرابت دار موجود ہے ۔ یہ ہے ناظرین! امیر معاویہ کی گہری چال ۔ سوچئے پر
کہ اس قدر پروپیگنڈا کرایا اور کیا اس قدر گمراہی کو جو بچوا دیا کہ تمام مسلمان مولیٰ اور
ان کی اولاد کو بالکل بھول بیٹھے اور اس تاریک چاہ ضلالت میں پڑ گئے اور
انہی کے بچے کھچے کچھ افراد آج بھی گمراہ ہیں ۔

ابو العباس کی ان فتوحات کے بعد حکومت عباسیوں میں چلی گئی جنہیں
بنو عباس کہتے ہیں ۔ اور اس خاندان کا پہلا بادشاہ سفاح عباسی ہے
اسی خاندان میں خلیفہ ہارون رشید اور خلیفہ مامون رشید وغیرہ
ہو گزرے ہیں ۔ ہمارے امام صاحب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اسی دورِ حکومت میں تھے۔ خاندان بنی امیہ میں سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین
رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قابل صد اکرام و تعظیم
ہیں۔ اور ان دونوں حضرات کے علاوہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور یزید کے
نیک بخت فرزند حضرت معاویہ ابن یزید بھی لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔ ان کے علاوہ
جتنے ہیں وہ تمام کے تمام ظلم و جور اور جبر و تشدد کی حکومت کے حکمران ہیں۔
میں نے اس دیباچہ کو کچھ طول دیکر اس لئے لکھا ہے تاکہ اس کتاب کے پڑھنے
والے اس کتاب کے اصل مضامین کو پڑھنے سے پہلے جو کتاب کے دوسرے حصہ
"حالات معاویہ" کے اندر درج ہیں۔ کچھ ابتدائی باتوں کو بخوبی ذہن نشین
کرلیں جو اس حصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس طرح پر اس حصۂ خاص کے مضامین
اور عنوانات بخوبی سمجھ میں آجائیں گے اور پڑھنے والوں کو خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوگا۔

کیا میں ہی حالات معاویہ پر جرح کرنیوالا مجرم ہوں گا

بعض کرم فرما اپنی انتہائی سادگی اور کمال بھولے پن سے یہ فرماتے ہیں کہ خلیل لائق کی گردن دنی پر وہ اصحاب
رسول اللہ کی توہین کرتا ہے اس گناہ سے بچتا ہوں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطنی مرتبہ کم
فائدہ کی خاطر میں اپنا عقیدہ بھی ان کی توجہ پر روشن کردوں کہ میں تمام اصحاب رسول اللہ کو انبیاء کرام کے بعد افضل
ترین خلائق جانتا ہوں اور ان میں عشرہ مبشرہ کو بہترین صحابہ سمجھتا ہوں اور خلفائے اربعہ یعنی حضور
ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی مرتضیٰ کو بہترین عشرہ مانتا
ہوں مگر ان میں جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کو من حیث جامعیت کمالات دینی و دنیوی علمی و
عملی ظاہری و باطنی اور مجازی و حقیقی منفرد الصفات اور سب سے بہتر یقین کرتا ہوں اور اسی یقین کو
شرعی دلائل صحابہ اور علمائے اہلسنت کے اقوال کی بنیادوں پر کتاب کے حصہ اول میں مولیٰ کے فضائل
کثیرہ کے عنوان میں لکھ چکا ہوں۔ بعض کرم فرما نے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں
کہ معاویہ پر آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا لیکن ایسا کرنا تو گویا اصحاب کرام کی جماعت میں ایک شر پیدا کرنا ہے

حالات معاویہ

الحمد للہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سیدنا محمد و علٰی آلہ الطیبین والطاھرین واصحاب الراشدین وتابعین باحسان الٰی یوم الدین۔۔

تمام تعریفیں اللہ پاک ہی کے لئے ہیں جو پرورش کرنے والے ہیں تمام جہانوں کے اور قیامت کے دن تک صلٰوۃ و سلام ہو ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور انکی پاک و پاکیزہ آل پر اور اُن کے اصحاب پر جو نیکیوں کی ہدایت فرمانے والے ہیں اور اُن تمام پیروان دین پر جو نیک بخت اور نیکو کار ہیں۔۔

۱۔ معاویہ کا نسب نامہ

(۱) قال ابن اثیر فی تاریخہ الکامل ابن اثیر اپنی تاریخ کامل میں رقم فرماتے ہیں:- ان عبد الشمس وھاشما توامان وان احدھما قبل الآخر واصبع لہ ملتصقۃ بجبھۃ صاحبہ فنحیت فسال الدم وقیل ھاشم

بعد ابیہ عبد مناف ما کان الیہ من السقایۃ والرفادۃ فحسدہ امیۃ عبد شمس علے الریاستہ فکانت ھذہ اوّل عداوۃ وقعت بین ھاشم و امیتہ

حضرت عبد مناف کے دو بیٹے عبد شمس اور ہاشم ایک ہی ساتھ پیدا ہوئے تھے اور اُنہیں سے ایک کی ولادت دوسرے سے پہلے ہوئی تھی اور ایک کی انگلی دوسرے کی پیشانی سے لگی ہوئی تھی وہ انگلی الگ کی گئی تو خون جاری ہوگیا اور حضرت ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے جانشین ہوئے۔ اور حاجیوں کے پانی پلانے اور ان کو آرام پہنچانے اور آسانیاں بہم کرنے کے عہدہ پر مقرر ہوئے جو اُن کے والد بزرگوار حضرت عبد مناف کا عہدہ اور اُنکی ریاست تھی اُنکے اس جاہ و منصب پر عبد شمس جس کا دوسرا نام امیہ بھی تھا آپ سے حسد کرنے لگا۔ پس یہ عداوت پہلی عداوت ہے جو حضرت ہاشم اور امیہ کے درمیان واقع ہوئی۔

(۲) وقد قال علامہ طبریحی فی مجمع البحرین اور علامہ طریحی کتاب مجمع البحرین میں فرماتے ہیں :۔ ولد لعبد مناف ولدان ھاشم و امیتہ ملتزقا ظہر کل واحد منھما بظہر الآخر ففرق بینھما بالسیف فلم یرتفع السیف من بینھما و بین اولادھما حتی وقع بین حرب بن امیتہ وعبد المطلب بن ھاشم و بین ابی سفیان ابن حرب و بین رسول اللہ و بین علی بن ابی طالب و معٰویتہ بن ابی سفیان و بین یزید بن معویتہ و حسین بن علی۔

حضرت عبد مناف کے دو بیٹے حضرت ہاشم اور امیہ اس طور پر پیدا ہوئے کہ ایک کی پیٹھ دوسرے کی پیٹھ سے ملی ہوئی تھی۔ اُن دونوں کی پیٹھوں کو تلوار سے الگ کیا گیا۔ پس ان دونوں میں اور اُن کی اولاد میں ہمیشہ تلوار چلتی رہی۔ یہاں تک کہ حرب بن امیہ اور عبد المطلب بن ہاشم کے درمیان

تلوار چلی ۔ ابوسفیان بن حرب اور ابوطالب کے درمیان تلوار چلی ۔ علی ابن
ابی طالب اور معاویہ ابن ابی سفیان کے درمیان تلوار چلی اور یزید ابن معاویہ
اور حسین ابن علی کے درمیان تلوار چلی ۔

(۳) ثم قال علامۃ طبریحی فی مجمع البحرین قولاً آخر فی نسب معاویۃ
اور علامہ طبریحی مجمع البحرین میں معاویہ کے نسب نامہ کے متعلق ایک دوسری
بات اور تحریر فرماتے ہیں :۔ (ھا ،ذا ۔ اور وہ بات یہ ہے :۔ وفی نقل آخر
ان بنی امیۃ لیسوا من قریش بل کان لعبد شمس بن عبد مناف غلام رومی
یقال لہ امیۃ فینسب الی عبد شمس فقیل امیۃ بن عبد شمس فنسبوا بنی
امیۃ الی قریش لذالک واصلھم من الروم وکان ذالک عند العرب
جائزاً ان یلحق بالنسب مثل ذالک وقد فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بزید بن حارثۃ الکلبی مثل ذالک حیث تبناہ بعد اسرہ ونسبہ
الیہ حین قال یا معشر قریش زید ابنی وانا ابوہ فدعی بزید بن محمد ۔
اور معاویہ کے نسب نامہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ بنی امیہ قریشی نہیں
ہیں بلکہ عبد شمس کے ایک رومی غلام کا نام اُمیّہ تھا جو عبد شمس کی طرف منسوب
تھا اور امیہ ابن عبد الشمس کہلاتا تھا ۔ بنی امیہ محض اسی نسبت کی وجہ سے
قریشی کہے جاتے ہیں ورنہ در اصل وہ رومی ہیں ۔ اور اہل عرب کے نزدیک
ایسی صورت میں نسب سے ملحق کر دینا جائز تھا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے زید ابن حارثۃ الکلبی کے ساتھ بھی یوں ہی کیا ہے ۔ حضورؐ نے
ان کو اپنا بالک بنایا اور اپنی جانب منسوب فرمالیا ۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے
گروہ قریش زید میرا بیٹا ہے اور میں اس کا باپ ہوں ۔ پس لوگ ان کو زید ابن
محمد کہکر پکارنے لگے ۔ اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ بنی امیہ کا صحیح النسب قریشی

ہونا مشکوک ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ وہ حقیقتاً رومی النسل ہیں۔ اس لئے کہ اُمیہ رومی غلام تھے اور عبدالشمس نے اُن کو اپنا متبنّیٰ بنالیا تھا۔ اور اسی نسبت سے وہ قریشی کہے جانے لگے بالکل اُسی طرح جس طرح سرکار نے حضرت زید کو اپنا متبنّیٰ بنالیا تھا اور وہ ابن محمدؐ کہے جانے لگے۔ حضرت حسّان ابن ثابت رسولؐ اللہ کے خاص اور محبوب شاعر نے بھی اپنے ایک شعر میں معاویہ کو خطاب کرتے ہوئے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے آپ معاویہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں ؎

فاشهد ان الّک من قریش   کآلِ السقب من ولد النّعام

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ قریش میں ہونیکی تیری چیخ و پکار اُس اونٹ کی چیخ و پکار کی طرح ہے جو اولادِ شتر مرغ میں ہونیکا دعویٰ کرے۔

موجودہ زمانہ کا مشہور مصری مصنّف علامہ عباس محمود العقاد اس حقیقت کی اس طرح نقاب کشائی کرتا ہے :- وفی نسل امیة شبهة نشیر الیها لا نزید فهی محل الاشارة فی هذا المقام (ابو الشهدا ص۲۹)

نسل امیہ میں شبہ ہے ہم اسکی طرف اشارہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اس بات کو بڑھانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس موقع پر اشارہ کا ہی محل ہے۔ اس قدر لکھنے کے بعد وہ معاویہ کے دربار کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:-

دخل دغفل النسابة علی معاویة فقال له من رأیت من علیة قریش ؟ فقال رأیتُ عبد المطلب بن هاشم و امیة ابن عبد شمس فقال صفهما لی فقال کان عبد المطلب ابیض مدید القامة حسن الوجه فی جبینه نور النبوة وعز الملک یطیف به عشرة من بنیه کانهم اسد غاب قال فصف امیة قال رأیته شیخا قصیراً نحیف الجسم

حضر میں آیا تو دیکھا عبد کہ ذکوان فقال معٰویہ منذ ذاک ابنہ ابو عمرو فقال
دغفل و ذلک شیئ قالتہ بنو امیہ فتمورہ و اما الذی عرفت فھو الذی
اخبرتک (ابوالشہداء صفحہ ۱۲)

علم الانساب کا ماہر دغفل معاویہ کے پاس آیا الخبرہ تو اس سے کہا تم نے
مشاہیر قریش میں سے کسے دیکھا ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے جناب
عبدالمطلب بن ہاشم علیہما السلام کو دیکھا اور امیہ ابن عبد شمس کو دیکھا۔
معٰویہ نے کہا ان کے متعلق کچھ میرے سامنے بیان کیجئے۔ دغفل نے کہا۔
حضرت عبدالمطلب سفید و بلند قامت خوبرو تھے انکی پیشانی سے نبوت کا
نور اور حکومت کا جلال آشکار و نمایاں تھے۔ ان کے ارد گرد ان کے
دس بیٹے پھرتے رہتے تھے جن میں سے ہر ایک شیر نیستان تھا۔ معٰویہ نے کہا
امیہ کے متعلق بھی بیان کر دیجئے۔ اس نے کہا۔ میں نے امیہ کو پست قد۔ کمزور
جسم دبلا پتلا بوڑھا دیکھا ہے۔ اس کے آگے آگے اس کا غلام ذکوان تھا
معاویہ نے کہا۔ چھوڑیئے وہ تو اس کا بیٹا عمرو (حرب) تھا۔ دغفل نے کہا
یہ وہ بات ہے جو تم ایجاد کرنے کے بعد کہتے ہو۔ لیکن وہ چیز جو میں جانتا تھا
میں نے تمہیں بتلا دی ہے۔ اس واقعہ کی توضیح میں علامہ عباس محمود العقاد
(مصنف العبقریہ) مصری مصنف، لکھتے ہیں۔ کتاب المثالب میں ہشام بن عدی نے
ذکر کیا ہے کہ ابو عمرو بن امیہ، امیہ کا غلام تھا اس کا نام ذکوان تھا۔ پس اسے
نسب میں شامل کر لیا گیا۔ العقاد (ابوالشہداء صفحہ ۱۲) ان واقعات کی بنیاد پر عاقل
بغیر خود دیکھ سکتا ہے کہ بنی ہاشم سے بنی امیہ کو کیوں عداوت تھی۔ یہ نسب اور
خاندان کے لحاظ سے دارنہ ہے۔ اسی موازنہ میں ہم اس مقالہ کے ناظرین
کی توجہ ایک اور امر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کسی خاندان کے نام بھی

اس خاندان کے اخلاق معاشرت، تہذیب تمدن کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں خاندان بنی ہاشم کے نام ہی اس خاندان کی بلندی رفعت وعظمت اور علم وحکمت کے مظاہر ہیں۔

(۱) ہاشم، ہشم کے معنی چورا کرنے کے ہیں) ہاشم کے معنی روٹیاں چُورا کر کے مسکینوں، یتیموں، بیواؤں کو کھلانے والا ۔ عرب میں شدید قحط پڑا تھا اور حضرت ہاشم اس قحط سالی میں محتاجوں کو شوربے میں روٹیاں چُورا کرکے کھلایا کرتے تھے ۔ اس لئے عرب میں ہاشم کے نام سے مشہور ہوئے۔
(۲) شیبہ حضرت عبدالمطلب کا نام ہے۔ شیبہ کے معنی مرد بزرگ کے ہیں۔
(۳) عبداللہ۔ اللہ کا بندہ ۔ (۴) ابوطالب کا نام "عمران" ہے جسکے معنی آباد کار کے ہیں۔ یعنی جو کائنات کی عمرانیت کا باعث ہو۔ (۵) محمّد من حُمِدَ مرۃ بعد مرۃ وہ انسان جسکی دنیا میں لگا تار حمد یعنی تعریف وتوصیف ہوتی رہے (۶) علی ۔ بلند۔ یعنی جو تمام اوصاف انسانیہ علم۔ حکمت ۔ عبادت سخاوت ۔ شجاعت ۔ عفّت۔ عدالت ۔ معاشرت ۔ تمدن ۔ اور اخلاق میں بلند ہو (۷) فاطمہ۔ چھڑانے والی ۔ یعنی مصیبت زدہ انسانوں کو مصیبت سے چھڑانے والی ۔ آخرت میں عذاب سے چھڑانے والی ۔ (۸) حسن (۹) حسین ۔ خوب رو ۔ خوشنما کردار۔

یہ ہیں وہ اسمائے عالیہ جو خاندان کی عظمت رفعت ۔ علم وحکمت کے ترجمان ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ الاسماء تنزل من السماء نام بھی آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ یہ اسمائے عالیہ منزلہ من السماء ہیں جیسے نام تھے ویسی انکی سیرت تھی ان کا کردار تھا۔ ہاں! بنی امیّہ اس خاندان کے کچھ نام ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ ان کے معنی بتلانا ہم خلاف مصلحت سمجھتے ہیں۔

اس لیے ناظرین کرام کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ تھوڑی سی زحمت فرما کر عربی کتب لغت سے دیکھ لیں۔ حالانکہ دنیاوی اقتدار کی باگ ڈور بنی امیہ کے ہاتھ میں رہی لیکن اس خاندان کے نام ہی خود بتلائیں گے کہ یہ کیسے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

(۱) امیہ (۲) حرب (۳) ابوسفیان (۴) معاویہ (۵) مروان (۶) زیاد (۷) یزید (۸) ہندہ (۹) سمیہ۔

علامہ عباس محمود العقاد مصری نے عبدالمطلب اور امیہ کے مناظرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ نفیل بن عدی نے اس مناظرہ کا فیصلہ حضرت عبدالمطلب کے حق میں کیا اور حرب سے مخاطب ہو کر کہا:- ابوک معاھر وابوہ عف (ابوالشہداء صفحہ) - یعنی اے حرب بنی امیہ، تیرا باپ فاسق تھا اور اس کا باپ عفیف (پاکدامن) تھا۔ خیر یہ تو زمانۂ جاہلیت کی باتیں ہیں۔ علامہ عباس محمود العقاد نے "معاہر" کی تائید واقعات سے فرمائی۔ جو اس مقالہ میں درج کرنے کے قابل نہیں ہے۔ جو عربی دان حضرات اس سے لطف اندوز ہونا چاہیں وہ علامہ موصوف کی تالیف ابوالشہداء کی طرف رجوع فرمائیں۔

علامہ موصوف ایک اور مقام پر بنو امیہ اور بنو ہاشم کا موازنہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

بنو ہاشم اور بنو امیہ میں زمانہ جاہلیت قبل از اسلام میں بھی بہت فرق تھا ان کی خلقتوں ان کے اوصاف و مناقب میں فرق تھا۔ بنو ہاشم زود فہم حق کے مددگار اور اس سے تعاون کرنے والے تھے۔ بنو امیہ ایسے نہیں تھے۔ بنو امیہ حلف الفضول میں روگرداں ہوئے تھے۔ وہ حلف الفضول

جیسے بنو ہاشم اور ان کے حلیف قبیلوں نے اٹھایا تھا۔

۲- بنی امیہ کے متعلق رسول اللہ کی حدیثیں

بنی امیہ کے متعلق سرکار کی حدیثیں بہت ہیں۔ یہاں، اس کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اس لئے اختصار کے خیال سے میں چند ہی حدیثیں نقل کر رہا ہوں اور وہ یہ ہیں:-

۱- اخرج ابن عساکر عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال اذا بلغت بنو امیۃ اربعین رجلا اتخذوا عباد اللہ خولا ومال اللہ دخلا وکتاب اللہ دغلا

جب بنی امیہ چالیس مرد تک پہنچ جائیں گے تو بندگان خدا کو اپنا خدمتگار، مال خدا کو اپنی آمدنی اور کتاب خدا کو دھوکہ اور فریب بنا لیں گے۔ اس حدیث کی تخریج ابن عساکر نے حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

۲- واخرج ابن مندۃ وابو نعیم عن عمران بن جابر الیمانی وابن قانع عن سالم الحضرمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ ویل لبنی امیۃ۔

ابو مندہ اور نعیم نے عمران بن جابر یمانی سے اور ابن قانع نے سالم حضرمی سے روایت کی ہے کہ حضور رسول خدا نے ارشاد فرمایا:- بدبختی ہے بنی امیہ کے لئے - بدبختی ہے بنی امیہ کے لئے - بدبختی ہے بنی امیہ کے لئے۔

۳- واخرج ابن مردویہ عن علی کرم اللہ وجہہ قال نزلت سورۃ من آیتہ فیناو آیتہ فی بنی امیۃ (اشارۃ السورۃ من اولہا الی آخرہا ھکذا الکتب)۔ ابن مردویہ نے حضور امیر المومنین سے

روایت کی ہے۔ سورہ مذکورہ کی آیت ہمارے بارے میں اور ایک آیت بنی امیہ
کے بارے میں کہ جو نازل ہوئی (سورہ کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ) بالکل
یہ سا ہی ہے۔

۱۲۔ وقال النیشاپوری فی تفسیر سورۃ القدر قال ذکر قاسم
بن فضل عن عیسی بن مازن قال قلت للحسن بن علی رضی اللہ عنہما
یا مسود وجوہ المؤمنین عمدت الی ھذا الرجل فبایعتہ یعنی معاویۃ
فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأی فی منامہ بنی امیۃ
یطئون منبرہ واحدا بعد واحد وفی روایۃ ینزون علی منبرہ
نزو القردۃ فشق ذلک علیہ فانزل اللہ تعالی انا انزلناہ الی
لہ خیر من الف شہر یعنی ملک بنی امیۃ قال القاسم فحسبنا ملک
بنی امیۃ فاذا ھو الف شہر لا یزید ولا ینقص۔

اور علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر قرآن کے اندر سورہ قدر کی تفسیر کرتے
ہوئے بیان کیا ہے کہ قاسم ابن فضل روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مازن نے
حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مومنین کے چہروں کو
سیاہ کرنے والے! آپ نے پہلے اس شخص یعنی معاویہ سے جنگ کا قصد کیا۔ پھر اس کی
حکومت مان لی۔ پس حضور نے جواب میں فرمایا کہ سرورِ کائنات نے خواب میں دیکھا
کہ بنی امیہ ان کے منبر کو یکے بعد دیگرے پامال کر رہے ہیں اور ایک روایت میں
ہے کہ بنی امیہ حضور کے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے ہیں۔ پس یہ بات
حضور پر شاق گزری تب خداوند عالم نے سورہ انا انزلناہ کو خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ
شَہْر تک اسی بارہ میں نازل فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے سلطنت
بنی امیہ کا حساب لگایا تو ان کی سلطنت کی مدت پورے ایک ہزار مہینے نکلی۔

نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم۔

نوٹ:۔ اس حدیث کے پڑھنے والوں کو اس حدیث کے مضمون پر بہت غور کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ حدیث بہت اہم اور بہت معنی خیز ہے۔ اس کے ذریعہ بہت سے اوہام باطلہ دور ہو جائیں گے اور حق و صداقت کا انکشاف ہو گا۔

۵۔ و روا ہ النیسابوری بسند حسن انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال شر قبائل العرب بنو امیۃ و بنو حنیفۃ و ثقیف۔

اور اس حدیث کی روایت بھی نیشاپوری نے ہی کی ہے اسناد حسن کے ساتھ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے بدترین قبائل بنو امیہ بنو حنیفہ اور ثقیف ہیں۔

۶۔ واخرج نعیم بن حماد فی الفتن عن مجالد قال قلت لعمران بن حصین رضی اللہ تعالے عنہ حدثنی من ابغض الناس الے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال تکتم علی حتی اموت قلت نعم قال بنو امیۃ و ثقیف و بنو حنیفۃ۔

اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں مجالد سے روایت کی ہے کہ میں نے عمران بن حصین سے پوچھا مجھے بتلا دیجئے کہ سرور کائنات کے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض یا دشمن کون تھا فرمایا جب تک میں مروں نہیں اُس وقت تک تم چھپاؤ گے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بنی امیہ اور ثقیف اور بنی حنیفہ۔

۷۔ وعن عمران بن حصین قال مات النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیف و بنی حنیفۃ و بنی امیۃ۔ رواہ الترمذی

ترمذی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ

علیہ و آلہ وسلم اپنی روپوشی کے وقت تک اپنی ناخوشی کا اظہار فرماتے رہے
ثقیف بنی حنیفہ اور بنی امیہ کی طرف سے -

نوٹ : - ثقیف ایک قوم تھی جو مکہ معظمہ کے قریب طائف میں رہتی تھی اس قوم سے حجاج ابن یوسف جیسا خونریز ظالم اور سفاک پیدا ہوا جس کا ظلم عالم مشہور ہے - اور کچھ نمونہ اس کے ظلم کا ترمذی کی ہی حدیث میں مذکور ہوا ہے کہ اس نے سو لاکھ آدمی ناحق مارے - بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ تھا جس کے اندر مسیلمۃ الکذاب پیدا ہوا تھا اور اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا - یہ حدیث سرکار کا ایک زبردست معجزہ ہے اور ایک زبردست پیشینگوئی ہے۔

۸- واخرج نعیم بن حماد فی الفتن عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان لکل دین آفۃ و آفۃ ھذا الدین بنو امیۃ -

اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہر دین کے لیے ایک آفت ہے اور اس دین کی آفت بنی امیہ ہیں - یہ حدیث بہت زیادہ قابل توجہ ہے -

۹- واخرج ایضاً عنہ علیہ السلام انہ قال الا ان اخوف الفتن عندی فتنۃ بنی امیۃ انھا فتنۃ عمیاء مظلمۃ -

اور نعیم بن حماد نے حضرت ابن مسعود سے ہی یہ روایت بھی کی ہے کہ [illegible] نے فرمایا کہ تمام فتنوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ خوفناک بنی امیہ کا فتنہ ہے اور وہ فتنہ تاریک ہے اور گھٹا ٹوپ ہے -

۱۰- واخرج نعیم بن حماد والحاکم فی المستدرک عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال ان اھل بیتی سیلقون بعدی من امتی قتلاً و تشریداً وان اشد قومنا لنا بغضاً بنو

امیۃ وبنو المغیرۃ وبنو مخزوم۔

اور نعیم بن حماد نے اور حاکم نے مستدرک میں بروایت حضرت ابو سعید رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میرے اہل بیت میرے بعد میری امت کے ہاتھوں قتل کئے جائیں گے۔ اور دربدر پھرائے جائینگے ہماری قوم میں ہمارے سب سے بڑے دشمن بنی امیہ۔ بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہیں۔ (بنی مغیرہ اور بنی مخزوم یہ دو قومیں وہ ہیں جنہوں نے بنی امیہ کو قوت دی۔ اور اُن کے ساتھی اور مددگار بنے رہے)

۱۱۔ واخرج الحاکم وصححہ علے شرط الشیخین عن ابی برزۃ ان ابغض الاحیاء او الناس الی رسول اللہ بنو امیۃ۔

اور حاکم نے ابو برزہ سے روایت کی ہے اور امام بخاری اور امام مسلم کے اصول حدیث کے مطابق اسکی تصحیح بھی کی ہے۔ فرمایا کہ تمام قبیلوں میں یا تمام لوگوں میں رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن بنی امیہ ہیں۔

۱۲۔ واخرج الخطیب عن المسور بن مخرمۃ قال عمر بن الخطاب لعبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما الم یکن فیما نقرء قاتلوا فی اللہ فی آخر مرۃ کما قاتلتم اول مرۃ قال متی ذالک قال اذا کانت بنو امیۃ الامراء وبنو مخزوم الوزراء۔

اور خطیب نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے پوچھا کہ کیا ہم قرآن میں قَاتِلُوا فِی اللہِ آخِرَ مَرَّۃٍ کَمَا قَاتَلْتُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ نہیں پڑھتے ہیں (یعنی راہ خدا میں دوبارہ

لڑو جیسا کہ تم پہلی بار اللہ کیے ہو) حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے پوچھا یہ کب ہوگا
فرمایا کہ جب بنو امیہ اور بنی مخزوم وزیر ہوں گے۔

۱۱۰۔ واخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود واحمد فی المسند و
ابوداؤد الطیالسی و ابو یعلی و ابن حبان و سعید بن منصور والحاکم فی
المستدرک عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال
المہاجرون والانصار بعضہم اولیاء بعض فی الدنیا والآخرۃ والطلقاء
من قریش والعتقاء من ثقیف اولیاء بعض فی الدنیا والآخرۃ

اس حدیث کی روایت طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن مسعود سے کی ہے اور امام
احمد حنبل نے اپنے مسند میں اور ابو داؤد الطیالسی اور ابو یعلی اور ابن حبان
اور سعید ابن منصور اور حاکم نے مستدرک میں حضرت جابر سے کی ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مہاجرین اور انصار بعض بعض کے
دوست ہیں دنیا و آخرت میں اور قریش کے طلقا (یعنی آزاد کیے ہوئے مجرم)
اور ثقیف کے عتقا (آزاد کیے ہوئے قیدی) دنیا اور آخرت دونوں میں
ایک دوسرے کے یار اور مددگار ہیں (نہایت ہی اہم حدیث ہے اور غور
اور توجہ کے قابل ہے۔ سرکار نے اس حدیث میں بنی امیہ یعنی معاویہ اور انکے
باپ کو لفظ طلقاء سے تعبیر فرمایا ہے جس سے اسلام میں انکی دینی اور ایمانی
حیثیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ نیز یہ حدیث ان لوگوں کے انجام اور انکے
ساتھیوں کے انجام پر بھی بخوبی روشنی ڈالتی ہے)

۱۱۱۔ واخرج ابو یعلی عن ابی عبیدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انہ قال لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل
من بنی امیۃ۔ ابو یعلی حضرت عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت کے حالات عدل وایمان پر قائم رہیں گے۔ یہاں تک کہ ایک شخص اُس عدل اور ایمان کو مٹا دیگا اور وہ ایک شخص ہو گا بنی امیہ میں سے۔

۱۵۔ واخرج الترمذی والنسائی وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابی ذر عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ۔

ترمذی نسائی ابوداؤد اور ابن ماجہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سب سے پہلا آدمی جو میری سنت کو الٹ پلٹ کر دیگا وہ بنی امیہ کا ایک آدمی ہوگا۔

۳۔ معاویہ کا باپ ابوسفیان

کان ابو المعاویۃ ابوسفیان فی الجاھلیۃ اشد قریش عداوۃ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واعظمہم حرصا علی اطفاء نور اللہ وھو ممن انزل فیھم قولہ تعالیٰ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم وذالک دأبہ ودیدنہ الی ان ارغم اللہ انفہ بفتح مکۃ ودخل فی الاسلام مکرھا ھو وبنوہ ونزوجتہ ثم حضر مع المؤلفۃ غزوۃ حنین وکانت الازلام فی الکنانۃ ولما انھزم المسلمون قال لا تنتھی ھزیمتھم دون البحر وقد غلبت ھوازن فقال لہ صفوان بفیک الکثکث ای الحجارۃ والتراب

معاویہ کا باپ ابوسفیان ایام جاہلیت میں تمام قریش کے مقابلہ میں رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن تھا اور خدا کے نور کو بجھانے والوں میں تمام سے زیادہ حریص تھا۔ ابوسفیان اُنہی لوگوں میں ہے جنکے بارے میں اللہ پاک

نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ جنگ کرو کفر کے سرداروں سے اس لئے کہ اُن میں ایمان
نہیں ہے رسول اللہ کے ساتھ اور دین خدا کے ساتھ دشمنی اور عداوت ابوسفیان
کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ بلکہ برابر اُس کا یہی طور اور طریقہ رہا یہاں تک کہ
اللہ پاک نے فتح کی ہے۔ اُسکی ناک رگڑا دی اور وہ اور اُس کے بیٹے اور
اُسکی بیوی مجبوراً اسلام لائے۔ پھر مؤلفۃ القلوب کے ساتھ غزوہ
حنین میں حاضر ہوا اور اُنکا یہ کہ اُس وقت یہاں قمار بازی یا جوئے
کے تیر اُس کے ترکش میں موجود تھے اور جب مسلمانوں میں ایک موقعہ پر انتشار
پیدا ہو گیا اور شکست سے گھبرا گئے اور جب مسلمان بھاگ نکلے اور سمندر
کے اُس پار تک اب نہیں رُک سکتے بخدا اب نیز ہوازن غالب ہو گئے۔
تب صفوان نے اُس کے جواب میں کہا کہ لیکن الاکثت اے دشمن
خدا تیرے منہ میں خاک پڑے تو یہ کیا بکتا ہے۔

قال ابن عبد البر فی الاستیعاب شاہدت فی انہ کہفا
للمنافقین منذ اسلم وکان فی الجاہلیۃ زندیقا۔

ابن عبد البر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھا ہے کہ مسلمانوں
کی جماعت نے یہی دیکھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد بھی منافقوں کی ہی
جائے پناہ بنا رہا اور زمانہ جاہلیت میں تو زندیق تھا ہی۔

ثم قال وفی خبر ابن الزبیر انہ رآہ یوم الیرموک قال
فکانت الروم ان ظہرت قال ابوسفیان ایہ بنی الاصفر
اذا انکشف المسلمون قال ابوسفیان ؎

ویا بنی الاصفر الملوک الروم والہبت منہم منی کور تحدث بہ ابن
الزبیر اباہ فقال الزبیر قاتلہ اللہ یابی الا نفاقا ولنا خیر الا

من بنی الاصفر- پھر علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابوسفیان کو جنگ یرموک میں دیکھا کہ جب رومیوں کا غلبہ ہوتا تھا تب وہ کہتا تھا:- واہ فرنگیو تمہارا کیا کہنا اور جب مسلمان انہیں پیچھے ہٹا دیتے تھے تو کہتا تھا ع فرمانروایان روم تو اصل میں عیسائی ہی ہیں- افسوس اب انکی یاد باقی نہ رہجائیگی- جب حضرت ابن زبیر نے مسلمانوں کی فتح کے بعد اس بات کا ذکر اپنے والد ماجد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے فرمایا اللہ پاک اُسے ہلاک کریں وہ بجز نفاق کے ہر چیز سے انکار کرتا ہے- کیا ہم لوگ اسکے واسطے عیسائیوں سے بہتر نہیں ہیں-

وذکر ابن المبارک عن مالک بن مغول عن ابی ابجر، قال لما بویع لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ جاء ابوسفیان الی علی رضی اللہ عنہ فقال :- اغلبکم علی ھذا الامر اقل بیت فی قریش اما واللہ لاملأنہا خیلا ورجالا ان شئت فقال علی ما زلت عدوا للاسلام واھلہ فما ضر ذالک الاسلام واھلہ شیئا انا رأینا ابابکر لہا اھلا-

اور ابن مبارک نے ابوابجر سے بروایت مالک ابن مغول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی ہے تو اُس وقت ابوسفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا حکومت کے معاملہ میں آپ کے اوپر قریش کا ذلیل ترین گھرانا غالب ہو گیا- اگر آپ کی مرضی ہو تو واللہ میں مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں- جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کا دشمن رہا ہے مگر اُس سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا دجا دور ہو جا ہم نے ابوبکر کو خلافت

حکومت کا اہل پایا ہے۔

وروی عن الحسن البصری ان ابا سفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافۃ الیہ فقال قد صارت الیک بعد تیم وعدی فادرھا کالکرۃ واجعل اوتادھا بنی امیۃ فانما ھو الملک ولا ادری ما جنۃ ولا نار فصاح بہ عثمان قم عنی فعل اللہ بک وفعل۔

اور ابوسفیان کے اپنی حالات کے سلسلہ میں حضرت علامہ عبدالبر استیعاب میں بروایت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اس واقعہ کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ ابوسفیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ کہنے لگا کہ حکومت تمہارے پاس (ابو بکر کے خاندان) تیم اور (عمر کے خاندان) عدی کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑھکا دو اور بنی امیہ کو اس کی میخیں قرار دو یہ تو فقط حکومت اور بادشاہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ جا میرے پاس سے نکل جا اللہ پاک تجھ سے سمجھیں اور انہوں نے تو سمجھ ہی لیا۔

نوٹ:۔ معاذ اللہ! یہ کلمات کفر ابوسفیان کی زبان سے اس وقت نکل رہے ہیں جب وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اس کو اسلام لائے پندرہ سولہ سال ہو چکے ہیں۔ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کو ڈانٹنا اور اپنے پاس سے نکال دینا یہ بھی قابل غور اور توجہ ہے۔ پھر خلیفہ ثالث کا فرمانا اللہ پاک تجھ سے سمجھیں اور انہوں نے تو سمجھ ہی لیا اس کے ملعون اور جہنمی ہونے کی دلیل قطعی ہے۔

قال ولہ اخبار نحو ھذا اسا دیتہ ذکرھا اھل الاخبار لم اذکرھا وفی بعضھا ما یدل علی انہ لم یکن اسلامہ سالما ۔

اور حضرت علامہ ابن عبدالبر اپنے اُسی استیعاب میں فرماتے ہیں کہ ایطرح کی اور بہت سی اُسکی واہیات باتیں ہیں جن کا ذکر محدثین نے کیا ہے میں اُنہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ بعض خبریں تو ابوسفیان کے متعلق ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا اسلام سالم ہی نہ تھا (بلکہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک منافق ہی رہا)

ابوسفیان کے ان حالات کا ذکر کر دینے کے بعد کوئی ضرورت تو نہ تھی کہ اُسکے سلسلہ میں کوئی اور بات کہی جائے مگر میں یہاں نہایت ہی اختصار کے ساتھ استیعاب ہی کے حوالہ سے دو باتیں اور لکھے دیتا ہوں ۔

من دخل دار ابی سفیان فھو آمن کی حقیقت

کان ابوسفیان صدیق العباس وندیمہ فی الجاھلیتہ ۔ اسلم ابوسفیان یوم الفتح فسئل لہ العباس ان یؤمن من دخل دارہ وقال انہ رجل یحب الفخر والذکر فاسعفہ رسول اللہ فی ذالک وقال : من دخل دار ابی سفیان فھو آمن ومن دخل الکعبتہ فھو آمن ومن القی السلاح فھو آمن ومن اغلق بابہ علی نفسہ فھو آمن ۔

ابوسفیان ایام جاہلیت میں حضرت عباس ابن عبدالمطلب (سرکار کے بزرگوار چچا) کا دوست اور مصاحب تھا ۔ وہ فتح مکہ کے دن اسلام لایا حضرت عباس نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ سرکار! ابوسفیان فخر اور بڑائی کا بہت دلدادہ ہے مہربانی فرما کر اسکی اجازت دے دیں کہ جو اس کے گھر میں چلا جائے وہ مامون ہے۔

کیا اور نے حضرت عباس کی یہ سفارش منظور فرمالی اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں چلا جائیگا وہ امن میں رہیگا جو خانۂ کعبہ میں داخل ہو جائیگا وہ امن میں رہیگا جو ہتھیار رکھدیگا وہ امن میں رہیگا اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کریگا وہ بھی مامون ہوگا۔

ابوسفیان محض اپنی جان بچانیکے لئے اسلام لایا

وفی حدیث ابن عباس عن ابیہ انہ قال اتی بہ العباس وقت الصبح حلفہ یوم الفتح الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وسأل ان یؤمنہ۔

حضرت ابن عباس نے اس حدیث کی روایت اپنے والد بزرگوار حضرت عباس سے کی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جب حضرت عباس ابوسفیان کو اپنے ساتھ لیکر رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ابوسفیان کو اپنے پیچھے چھپائے ہوئے تھے اور اُس سے یہ فرمایا تھا کہ تو اسلام قبول کرلیا۔

فلما رآہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لہ:- ویحک یا اباسفیان اما آن لک ان تعلم ان لا الہ الا اللہ فقال بابی انت و امی ما اوصلک واحلمک واکرمک واللہ لقد ظننت انہ لو کان مع اللہ الٰہ غیرہ لقد اغنی عنی شیئا فقال ویحک یا اباسفیان الم یان لک ان تعلم انی رسول اللہ فقال بابی انت وامی ما اوصلک واحلمک واکرمک اما ھذہ ففی النفس منہا شیٔ فقال لہ العباس اشہد شہادۃ الحق قبل ان تضرب عنقک فتشہد واسلم۔

پس جس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو دیکھا

تو فرمایا کہ بدبختی ہو تیرے اوپر اے ابوسفیان! کیا اب تک وقت نہیں آیا کہ تو جانے کہ اللہ کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں ہے۔ ابوسفیان نے عرض کیا کہ میرے باپ ماں حضور پر صدقہ ہوں۔ بھلا حضور سے زیادہ صلۂ رحمی کرنے والا حضور سے زیادہ حلیم اور حضور سے زیادہ کریم اور کون ہوگا۔ میری سمجھ میں یہ بات تو آگئی ہے، کہ اللہ کے سوا اگر کوئی اور معبود ہوتا تو آج اسکی ذات سے مجھے کچھ نفع پہنچا ہوتا۔ پھر سرکار نے فرمایا کہ بدبختی ہو تیرے اوپر اے ابوسفیان! کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو پہچانے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیان نے عرض کیا میرے باپ ماں حضور پر قربان ہوں۔ بھلا حضور سے زیادہ صلۂ رحمی کرنے والا حضور سے زیادہ حلیم اور حضور سے زیادہ کریم اور کون ہوگا۔ میرے دل میں حضور کے رسول خدا ہونے کا تو یقین نہیں ہے۔ یہ سنکر حضرت عباس نے اس کو فوراً للکارا اور فرمایا کہ او بدبخت! رسول اللہ کی رسالت کا اقرار اپنی گردن کے کٹنے سے پہلے کرلے۔ اس کو سنکر ابوسفیان نے اقرار کیا اور مسلمان ہوا۔

رسول اللہ نے ابوسفیان پر ہمیشہ لعنت کی ہے

نقل سبط ابن جوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ ان حسن بن علی رضی اللہ عنہما قال لمعاویۃ۔

علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے خطاب کرکے ارشاد فرمایا:

نظر النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الیک یوم الاحزاب فرءی اباک علی جمل تحرض الناس علی قتالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخوک یقود الجمل وانت تسوق بہ فقال لعن اللہ الراکب والقائد والسائق وما قابلہ ابوک فی مواطن الا

ولعنہ ۔ رسول اللہ نے جنگ احزاب کے دن تیری فوج کی طرف دیکھا اور حضور نے تیرے باپ کو ایک اونٹ پر دیکھا کہ بیٹھا ہوا اپنے لوگوں کو حضور کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اُبھار رہا ہے۔ اُس وقت تیرا بھائی یزید ابن ابو سفیان اُس اونٹ کو کھینچ رہا تھا اور تو اس کو ہنکا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک راکب پر قائد پر اور سائق پر یعنی سوار پر کھینچنے والے پر اور ہنکانے والے پر لعنت کریں اور تیرا باپ کسی مقام پر حضور کے مقابل نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ حضور نے اُس پر لعنت کی۔

۴۔ معاویہ کی ماں ہندہ

ام معاویۃ ھی ھند بنت عتبۃ بن ربیعۃ وقد کانت اشد الناس عداوۃ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمکۃ ولما تجھز مشرکو قریش لحرب احد خرجت معھم تحرض المشرکین علی القتال۔

معاویہ کی ماں ہندہ بنت عتبۃ ابن ربیعہ اور وہ مکہ کی تمام مشرکہ عورتوں میں رسول اللہ کی سب سے بڑی دشمن تھی ۔ اور جب مشرکین قریش غزوہ اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ ساتھ اُن کو لڑائی پر اُبھارتی ہوئی برآمد ہوئی۔

ولما مروا بالابواء حیث قبرت ام النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آمنۃ بنت وھب رضی اللہ عنھا اشارت علے المشرکین بنبش قبرھا فقال احدھم من قریش لا یفتح ھذا الباب ولما التقی الناس بأحد قامت عندھم وا [illegible] لا آن معھا واخذت الدفوف یضربن بھا خلف الرجال ویقلن ہ

دیھا بنی عبد الدار دیھا حماۃ الادبار ضرباً بکل بتار

اور اُحد جاتے ہوئے جب مشرکین قریش کا گذر مقام ابواء پر ہوا جہاں پر سرکار کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا وسلام اللہ علیہا کا مزار اقدس ہے تو ہند ملعونہ نے جس نے اُنکی قبر کھودوانے کی طرف اشارہ کیا۔ مگر اُن مشرکین قریش میں کچھ آدمیوں نے کہا کہ نہیں یہ جھگڑا مول لینا بیکار ہے اور جب میدان اُحد میں دوبدو جنگ ہونے لگی تو ہندہ اور اُسکی ساتھی عورتیں کھڑی ہوگئیں اور دف لیکر اُسکو مردوں کے پیچھے بجانے لگیں اور یہ گانا گانے لگیں ؎ ہاں ہاں اے بنی عبدالدار ہاں ہاں اے مردان ننگ وعار مارو مارو تلوار خون بار۔

قال ابودجانۃ الانصاری سمعت انسانا یحمس الناس حمسا شدیدا یوم احد فصمدت الیہ فلما ثبت علیہ بالسیف ولول فعلمت انہ امرءۃ فاکرمت سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اضرب بہا امرءۃ

حضرت ابودجانہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک انسان کو سنا کہ جنگ اُحد کے دن وہ لوگوں کو بہت ہمت دلا رہا ہے۔ میں اُسکی طرف چل پڑا اور جب تلوار اُٹھا کر اُس پر جھپٹا ہوں تو وہ چیخا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ ایک عورت ہے۔ پس میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا احترام کیا کہ اُس سے میں عورت کی گردن ماردوں۔

ولما انتھت الواقعۃ فی احد مثلث ھندۃ وصواحبھا بالقتلیٰ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فجدعن الآذان

...دان واتخذن منها القلائد وبسنها في اعناقهن۔
...قرت هنده بطن سيدنا حمزة رضي الله عنه واخرجت كبده
...فلاكتها فلم تستطع ان تسيغها فلفظتها۔

میدان احد میں جب جنگ کا خاتمہ ہو گیا تب ہندہ اور اس کے
...تھ کی عورتوں نے اصحاب رسول اللہ کے شہدا کے جسموں کو ٹکڑے
...کر دیا۔ اُن کے کانوں کو اور اُن کی ناکوں کو الگ الگ کیا
...اور اُنہیں گوندھ گوندھ کر ہار بنائے اور اُن ہاروں کو اپنے گلوں
...میں ڈالا اور پہنا اور معاویہ کی ماں ہندہ نے سیدنا حضرت حمزہ
...رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا اور اُن کا جگر نکالا۔ اور دانتوں سے
...چبانا شروع کیا لیکن اُسکے نگلنے پر قادر نہیں ہوئی۔

وكان حسان بن ثابت رضي الله عنه يهجوها ويزوجها على
...ج من النبي صلى الله عليه وآله وسلم وشهد من اصحابه رضي الله
...عنهم ويقذف فيها اتهمت به من الزنا ولم ينكر عليه النبي
صلى الله عليه وآله وسلم شيئا مما هجاها به فمن ذلك قوله شعرا
... في خروجها الى بدر قال ـه

...لكاع وكانت عادتها ـ لؤم اذا اشرت مع الكفر
...ن الاله وزوجها معها ـ هند الهنود طويلة البظر
خرجت ثائرة مبادرة ـ بابيك وابنك يوم ذي بدر
وبعمك المسلوب بزته ـ واخيك منعفرين في الجفر
نسيت فاحشة اتيت بها ـ ياهند ويحك سبة الدهر
...الرائي اتفاوادت ـ ابنا صغيرا كان من عهر

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ کے سامنے اُسکی اور اُس کے شوہر ابو سفیان کی ہجو کیا کرتے تھے اور زنا کی جو تہمت اُس پر لگ چکی تھی اُسکو بالاعلان ظاہر کرتے تھے اور حضور نے کبھی ان دونوں کے ہجو کے متعلق ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔ چنانچہ انکے اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں جنمیں وہ اس کے بدر میں آنے کا ذکر کرتے ہیں ؎

اُس زن زناکارہ نے تکبر کیا اور کینہ پر اُسکی عادت ہے جبکہ وہ باوجود کفر کے تکبر کرتی تھی اللہ نے مع اُس کے شوہر کے لعنت کی ہے۔ اُس بدذات ہندہ پر جسکی شرمگاہ دراز تھی تو حملہ کرتی ہوئی اور جھپٹتی ہوئی اپنے باپ اور بیٹے کے ساتھ بدر کے دن آئی تھی اور تیری ہمراہی میں تیرا بھائی اور چچا بھی تھا جس کا لباس اُتار لیا گیا تھا اور وہ دونوں بدر کے کنوئیں کے کنارہ پر خاک آلودہ پڑے ہوئے تھے اے ہندہ! پھٹکار ہو تجھ پر کیا تو اُس حرکت کو بھول گئی جو تجھ سے صادر ہوئی تھی جو ہمیشہ کے لئے تیرے لئے سب و شتم کا باعث ہے۔ بچہ جنانے والی عورتوں کا گمان ہے کہ ہندہ ایک چھوٹا سا بچہ جنی جو زنا سے پیدا ہوا تھا۔

وہ زنا سے پیدا ہونے والا چھوٹا بچہ کون تھا۔ یہاں اختصار کے خیال سے میں صرف دو اقوال نقل کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ نقل العلامۃ زمخشری فی کتابہ ربیع الابرار انہ کان معاویۃ ینسب الی اربعۃ الی مسافر بن ابی عمرو والی عمارۃ بن الولید بن مغیرۃ والی العباس بن عبد المطلب والی الصباح۔

حضرت علامہ زمخشری اپنی کتاب ربیع الابرار میں نقل فرماتے ہیں کہ معاویہ

چار شخصوں کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ مسافر ابن ابی عمرو کی طرف۔ عمارہ ابن الولید ابن مغیرہ کی طرف۔ عباس ابن عبدالمطلب کی طرف اور صباح کی طرف۔

۲:۔ ونقل علامہ سبط ابن الجوزی فی کتابہ تذکرۃ خواص الائمۃ عن حسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لمعاویۃ:۔ وقد علم المسلمون لفراش الذی ولدت علیہ۔

اور حضرت علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے معاویہ سے فرمایا۔

اے معاویہ مسلمانوں کو وہ بستر معلوم ہو چکا ہے جس پر کہ تو پیدا ہوا ہے۔

قال ابو الفرج الاصفہانی رحمہ اللہ فی کتاب الاغانی اخبرنی احمد بن عبید اللہ بن عمار قال حدثنی عمر بن محمد بن عبد الملک الزیات قال حدثنی ابن ابی سلمۃ عن ہشام قال ابن عمار وقد حدثنا ابن ابی سعد عن علی بن الصباح عن ہشام قال ابن عمار وحدثنی علی بن محمد بن سلیمان النوفلی عن ابیہ۔

حضرت ابوالفرج اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاغانی میں راویوں کی تین سندوں سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ خبر دی مجھ کو احمد ابن عبید اللہ ابن عمار نے کہ اس نے بیان کیا مجھ سے عمر ابن محمد ابن عبدالملک الزیات نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابن ابی سلمہ نے ہشام سے کہا ابن عمار نے کہ روایت کی ابن ابی سعد نے اور انہوں نے علی ابن الصباح سے اور انہوں نے ہشام سے کہا ابن عمار نے کہ ان دونوں روایتوں کو بیان کیا علی ابن محمد ابن سلیمان النوفلی نے اپنے باپ سے۔

ان مسافر بن ابی عمرو ابن امیۃ کان من فتیان قریش
جمالا وشعرا وسخاء قالوا فعشق ھند ابنت عتبۃ بن ربیعۃ و
عشقتہ فاتھم بھا وحلت منہ ۔

یہ کہ مسافر ابن ابی عمرو ابن امیہ نوجوانان قریش میں تھا وہ حسین تھا
اور شاعر تھا اور سخی بھی تھا ۔ کہتے ہیں کہ وہ ہندہ ا عتبہ ابن ربیعہ پر
عاشق ہوگیا ۔ یہاں تک کہ وہ اُسکے پاس آنے جانے لگا اور ہندہ کو
اُس سے حمل رہ گیا ۔

قال بعض الرواۃ فقال معروف ابن خربوذ فلما بان حملہا اوکاد
قالت لہ اخرج فخرج حتی اتی الحیرۃ فاتی عمرو بن ھند وینادمہ
بعض راویوں نے کہا کہ معروف ابن خربوذ کا یہ کہنا ہے کہ جب ہندہ کا حمل
ظاہر ہوگیا یا ظاہر ہونے کے قریب ہوا تو اُس نے مسافر ابن عمر ابن امیہ
سے کہا کہ تو یہاں سے نکل جا پس وہ نکل کھڑا ہوا ۔ یہاں تک کہ حیرہ میں
پہونچا وہاں عمر ابن ہند کے پاس گیا اور اُسی کی رفاقت میں رہنے لگا ۔
واقبل ابوسفیان بن حرب الی الحیرۃ فی بعض ما کان یاتیہا
فلقی مسافرا فسئالہ عن حال قریش والناس فاخبرہ وقال لہ
فیما یقول وتزوجت ھندا بنت عتبۃ فدخلہ من ذالک ما اشتد
معہ حتی استسقی بطنہ قال ابن خربوذ فقال مسافر فی ذالک
الا ان ھندا اصبحت منک محرما ۔ واصبحت من ادنی حموتھا حما
واصبحت کالمقمور جفن سلاحہ ۔ یقلب بالکفین قوسا واسہما
قال وخرج یرید مکۃ فمات بموضع یقال لہ ھبالۃ ودفن بھا
ایک دن ابوسفیان حیرہ میں اپنی بعض ضروریات کی وجہ سے پہنچا

اور مسافر سے ملا مسافر نے اُس سے قریش اور دوسرے لوگوں کے حالات دریافت کیے اُس نے بیان کیے اور اثنائے گفتگو میں یہ بھی کہا کہ میں نے ہند ابنت ربیعہ سے نکاح کر لیا ہے۔ اس کلام سے مسافر کو اتنا صدمہ ہوا کہ وہ بیمار پڑ گیا اور مرض استسقی میں مبتلا ہو گیا ابن خردادبہ کا بیان ہے کہ مسافر نے اس واقعہ کے متعلق اشعار لکھے ہیں کہ اے ابوسفیان ہندہ تیری حرم ہو گئی اور تو بھی نہایت ہی قریب اُس کا محرم راز ہو گیا اور میری مثال اُس شخص کی طرح ہے جو جھگڑے میں اپنے ہتھیار کے نیام کو ہار گیا ہو اور دونوں ہاتھوں میں کمان اور تیر کو حرکت دے رہا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ پھر وہ مکر جانے کے ارادہ سے چلا اور ایک مقام پر جس کو ہبالہ کہتے ہیں مر گیا اور وہیں دفن ہوا۔

۵۔ معاویہ کا مؤلفۃ القلوب اور طلقاء میں سے ہونا

۱۔ واما ابوسفیان فدخل فی الاسلام مکرھا وبنوہ وزوجتہ یوم فتح مکۃ ثم حضر من المؤلفۃ غزوۃ حنین (استیعاب علامہ ابن عبدالبر)

ابوسفیان فتح مکہ کے دن بدرجہ مجبوری اسلام میں داخل ہوا اور اُسی کے ساتھ اُس کی بیوی اور اُس کے بیٹے بھی اسلام لائے اور وہ مؤلفۃ القلوب کی حیثیت سے غزوہ حنین میں حاضر ہوا (استیعاب علامہ ابن عبدالبر)

۲۔ اسلم ھو وابنہ یوم فتح مکۃ وشہد حنینا وکان من مؤلفۃ قلوبھم (تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی)

معاویہ اور اُس کا باپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور حنین میں حاضر تھے اور مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔

۳۔ قول آخر فی الاستیعاب: قال ابو عمر معاویۃ وابوہ من مؤلفۃ قلوبہم
استیعاب میں ایک اور قول ہے ابو عمر نے کہا کہ معاویہ اور اُسکے باپ مؤلفۃ القلوب میں تھے۔

۴۔ قال امام ابن حجر العسقلانی فی تہذیب التہذیب: اسلم یوم الفتح
امام ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں کہ معاویہ فتح مکہ کے دن اسلام لایا۔

۵۔ لما کان یوم حنین التقی ہوازن ومع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرۃ آلاف والطلقاء (بخاری شریف)
جنگ حنین کے دن ہوازن نے مقابلہ کیا اور سرکار کے ہمراہ دس ہزار تو آپکے صحابہ تھے اور اُنکے علاوہ طلقا تھے۔
اس جملہ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ طلقا کا شمار صحابہ میں نہیں ہے (بخاری شریف)

۶۔ کان معاویۃ من مؤلفۃ قلوبہم (تاریخ طبری مطبوعہ لیڈن جرمنی)
معاویہ مؤلفۃ القلوب میں تھا (تاریخ طبری۔ مطبوعہ لیڈن جرمنی)۔

۷۔ کان معاویۃ من مؤلفۃ قلوبہم (تاریخ ابو الفدا)
معاویہ مؤلفۃ القلوب میں تھا (تاریخ ابو الفدا)

۸۔ معاویہ در مؤلفۃ القلوب بود (تاریخ الصفا از حضرت خاوند شاہ۔
معاویہ مؤلفۃ القلوب میں تھا۔ (تاریخ الصفا از حضرت خاوند شاہ)
وکذا فی روضۃ الاحباب وتاریخ الاحمدیہ وفی الاکمال فی اسماء الرجال للعلامہ محمد ابن عبد اللہ خطیب صاحب مشکوٰۃ شریف

اور یہی قول روضتہ الاحباب یہ تاریخ الاستاد کمال الدین ساری الحاجی ہے جو
شریف ہے حضرت علامہ محمد ابن عبید اللہ خطیب صاحب مشکوٰۃ شریف کی۔

مؤلفۃ القلوب کسے کہتے ہیں؟

۱۔ لما کان یوم فتح مکۃ قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم غنائم بین قریش فغضب الانصار قال النبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم اما ترضون ان یذھب الناس بالدنیا وتذھبون
برسول اللہ (بخاری شریف)

فتح مکہ کے دن رسول اللہ نے مال غنیمت کو قریش کے درمیان تقسیم
فرمایا اس پر انصار کو برا لگا تو سرکار نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں
ہے کہ (دنیا کے) لوگ دنیا لیکر چلے جائیں۔ اور تم اپنے ساتھ اللہ کے
رسول کو لیکر جاؤ (بخاری شریف)۔ یہ حدیث بہت زیادہ قابل توجہ
ہے۔ اس حدیث کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے
دن اسلام لانے والوں کی ایمانی کیفیت سے اپنی امت کو آگاہ اور
باخبر فرمایا ہے۔

۲۔ قال ابو الفرج الاصفہانی فی کتاب الاغانی فی تعریف مؤلفۃ
القلوب :۔ اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جماعۃ
من اشراف العرب عطایا یتالف بھا قلوبھم و قومھم علی الاسلام
فاعطی کل رجل من ھؤلاء النفر و ھم ابو سفیان ابن حرب و
ابنہ معاویۃ مأتۃ مأتۃ من الابل۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی میں فرمایا ہے کہ حضور نے تالیف قلوب کے لئے اشراف عرب کی ایک جماعت کو کچھ چیزیں عطا فرمائیں تاکہ اس عطا کے ذریعہ سے ان کے دل کو اور ان کی قوم کو اسلام کی طرف رغبت ہو اور ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہوں پس ان لوگوں میں سے ہر ایک کو جن میں ابوسفیان ابن حرب اور اس کا بیٹا معاویہ بھی تھا سو سو اونٹ عطا فرمائے۔

۳۔ ثم قال علامہ مسعودی الشافعی فی تاریخہ مروج الذھب :۔ وفیھا کان اعطائہ للمؤلفۃ قلوبھم وفیھم ابوسفیان بن حرب وابنہ معاویۃ۔

اسی سال یعنی ۸ھ ہجری میں حضور نے ان نو مسلمان ہونے والوں کو حصہ عطا فرمائے جو بتالیف قلوب مسلمان ہوئے تھے اور انہی میں ابوسفیان تھا اور اس کا بیٹا، معاویہ بھی تھا۔

۴۔ دفی روضۃ الاحباب :۔ من می خواستم کہ بسبب این مال دلہائے ایشاں را با اسلام رغبت دہم ۔۔ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ سرکار نے انصار سے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ اس مال و زر کے ذریعہ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کروں۔

۵۔ انی اردت ان اجیزھم (یعنی العطیۃ) واتالفھم (الی الاسلام) ۔ بخاری شریف ۔ برحاشیہ۔

سرکار نے انصار سے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ مال و زر کے عطیہ سے میں ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کروں۔

طلقاء کسے کہتے ہیں؟

۱۔ قال الکرمانی فی صحیح البخاری فی باب غزوۃ الفتح فی الحاشیۃ :۔ وہم اہل مکۃ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اطلق عنہم وقال لہم اقول لکم ما قال یوسف لا تثریب علیکم الیوم اذہبوا فانتم الطلقاء

علامہ کرمانی صحیح بخاری باب غزوۃ الفتح میں حاشیہ کے اوپر فرماتے ہیں کہ طلقاء سے مراد وہ اہل مکہ ہیں جنہیں سرکار نے فتح مکہ کے دن آزاد فرما دیا تھا اور اُن کو خطاب کرکے یہ فرمایا تھا کہ میں تم لوگوں سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا۔ آج کے دن تمہاری کوئی گرفت نہیں ہے۔ چلے جاؤ تم سب کے سب، قتل یا گرفتاری سے آزاد کر دیئے گئے۔

۲۔ الطلقاء ھم الذین من علیہم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یوم الفتح فلم یاسرہم ولم یقتلہم منہم ابو سفیان بن حرب وابنہ معاویۃ وحکیم بن حزام کذا فی القسطلانی صحیح بخاری باب غزوۃ الفتح۔

طلقاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن حضور کے محکوم ہو چکے تھے اور حضور نے اُن کو گرفتار نہیں کیا اور درانحالیکہ وہ گرفتاری اور قتل کے مستحق تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے حضور کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائی تھیں، اُن طلقاء میں ابو سفیان ابن حرب اور ابو سفیان کا بیٹا معاویہ اور حکیم ابن حزام تھے۔ جیسا کہ

قسطلانی میں ہے (صحیح بخاری ۔ باب غزوۃ الفتح ۔ حاشیہ کے اندر)

۳۔ وکذا قال علامہ فخر الدین طریحی :- وکان فیھم معاویۃ و ابوسفیان (مجمع البحرین)

اور یہی قول علامہ فخر الدین طریحی کا بھی ہے :- آپ بھی فرماتے ہیں کہ اُن طلقاء میں معاویہ اور ابوسفیان بھی تھے (مجمع البحرین)

۴۔ وقال علامۃ نووی فی شرح صحیح المسلم :- وھم الذین اسلموا من اھل مکۃ یوم الفتح وسموا بذالک لان النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منّ علیھم و اطلقھم وکان فی اسلامھم ضعف فاعتقدت ام سلیم انھم منافقون وانھم استحقوا القتل

علامہ نووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں ۔ طلقاء سے مراد وہ اہل مکہ ہیں، جو فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے ۔ اور اُن کو طلقاء اسلئے کہا جاتا ہے کہ حضور نے اُن پر عنایت کرم فرمایا اور ان کو گرفتار ہونے اور قتل کئے جانے سے آزاد فرما دیا ۔ اور اُن لوگوں کے اسلام میں ضعف اور کمزوری تھی اور حضرت ام سلیم کا تو یہ اعتقاد تھا کہ طلقاء منافق ہیں ۔ اور قتل کئے جانے کے مستحق ہیں ۔

۵۔ قال من علماء المتاخرین مولنا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ ایضاً فی کتابہ سر الجلیل :- بعد صلح حدیبیہ اکثر منافقین نیز بغرض فوائد دنیا در اسلام شریک شدہ بودند ۔

علماء متاخرین میں سے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ نے بھی اپنی کتاب سر الجلیل میں فرمایا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اکثر منافق بھی دنیاوی فوائد کی غرض سے اسلام میں شریک ہو گئے تھے ۔

۶- وروی علامہ ابن عبد البر فی الاستیعاب عن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ — انہ قال لمعاویہ :- وھو من الطلقاء الذین لا یجوز بھم الخلافۃ-

اور امام ابن عبد البر نے استیعاب میں سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے معاویہ کے حق میں فرمایا تھا- معاویہ طلقاء میں سے ہے اور طلقاء کے لیے خلافت جائز نہیں ہے-

مذکورہ بالا اسناد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا اطلاق اُن لوگوں پر کیا گیا ہے جنہوں نے اسلام کو بدرجۂ مجبوری قبول کیا تھا- یعنی جب اسلام نے اس قدر ترقی کرلی کہ اُس کی مخالفت کا یارا باقی نہیں رہ گیا تو اپنی جان اور اپنے مال کی حفاظت کے لیے اسلام قبول کرلیا- مؤلفۃ القلوب کی تعریف سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جو جوہر مسلمان کے لئے طغرائے امتیاز ہو سکتا ہے یعنی ایمان بالقلب، وہ ان حضرات میں بالکل مفقود ہے… مذہبی حیثیت سے صرف وہی شخص احترام کے قابل ہو سکتا ہے جس نے مذہب کو مذہب کے لئے اختیار کیا ہو اور دنیاوی اغراض اُس میں شریک نہ ہوں- اگر دنیاوی غرض کے لئے مذہب اختیار کیا گیا تو ایسی ہستی کے لئے مذہباً احترام ثابت کرنا خود مذہب کی توہین کرنا ہے-

جہاں تک معاویہ کے اسلام لانے کا تعلق ہے اُس کی حیثیت خود رسول اللہ کے ارشاد سے اور مذکورہ بالا حوالجات کے حوالے سے نیز حضرت ام سلیم کے اعتقاد سے صاف ظاہر ہے- معاویہ نے اسلام دنیا کے لئے اختیار کیا تھا اور مدت العمر اُس کو دنیا ہی دینا

نظر آئی اور ہمیشہ وہ اسی دنیا کا طلبگار رہا۔ خود اُس کا مقولہ ہے
فھی امی و انا ابنھا (عقد الفرید مطبوعہ مصر - جلد دوم)
یعنی دنیا میری ماں ہے اور میں اُس کا بیٹا ہوں۔ حضور کا معاویہ کو
مؤلفۃ القلوب میں شمار کرنا معاویہ کے ایمان بالقلب کی ایسی نفی ہے
جس کا کوئی جواب نہیں۔ اور جب تک حضور کے کسی صحیح ارشاد سے معاویہ
کی یہ حیثیت یعنی مؤلفۃ القلوب میں ہونا رفع نہ ہو اُس وقت تک
مجرد معاویہ کا اسلام لانا یا خدمت رسول کریم میں حاضر ہونا معاویہ
کے لئے کسی شرف یا عزت کا باعث نہیں بن سکتا۔ مندرجہ ذیل روایت
سے تو معاویہ کا ایمان اپنے باپ ابو سفیان کے ایمان سے بھی زیادہ
ضعیف نظر آتا ہے۔

قد روی علامہ سبط ابن جوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ عن
سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لمعاویۃ:- وانت
الذی کنت تنھی اباک عن الاسلام حتی قلت مخاطبا لہ ؎
یا صخر لا تسلمن طوعا فتفضحنا — بعد الذین ببدر اصبحوا فرقا
لا ترکنن الی امر تقلدنا — والراقصات بنعمان بہ صرقا

علامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامۃ میں حضرت امام
حسن علیہ السلام سے ایک روایت کی ہے کہ حضور نے معاویہ کو فرمایا
تو ہی وہ شخص ہے جو اپنے باپ کو اسلام لانے سے روکتا تھا اور تو نے
ہی اُسکو خطاب کرکے یہ کہا تھا ؎ اے صخر یعنی ابن صخر تو اسلام
کو رغبت کے ساتھ قبول نہ کرنا ورنہ تو ہم کو اُن لوگوں کے بعد جو جنگ
بدر میں ہلاک ہو کر الگ ہو گئے رسوا کر دے گا تو ایسے امر کی طرف

ہرگز رغبت نہ کرنا جس کے سبب یہ تو ہماری گردنوں میں حماقت کا پٹہ ڈال دے۔ معاذ اللہ! یہ ہے معاویہ کا ایمان بالقلب — نعوذ باللہ! ایمان و اسلام اس کے نزدیک حماقت کا پٹہ ہے۔

کیا معاویہ مولیٰ کا دشمن نہ تھا

اکثر حضرات جنکی محبت معاویہ کے ساتھ جنون کی حد تک پہونچ چکی ہے نہایت سادگی اور بھولے پن کے ساتھ ناواقف لوگوں سے یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ مولا کے ساتھ معاویہ کو دشمنی نہ تھی۔ یہ حضرات یا تو اخبار متواترہ کی عمداً تکذیب کرتے ہیں یا ان باتوں سے آگاہ ہی نہیں ہیں۔ اگر آگاہ نہیں تو معذور ہیں اور اگر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں تو انہیں اللہ پاک سے ڈرنا چاہیے۔ اور بلا وجہ اور بلا ضرورت خود گمراہ ہو کر نیز دوسروں کے گمراہ کرنے کا یہ دوہرا وبال اپنے سر پر نہیں لینا چاہیے یہ سمجھداری کا کام نہیں ہے بلکہ بہت بری ناسمجھی ہے۔ اس لئے کہ مرنے کے بعد اپنے ساتھ کسی کی بےجا طرفداری اور حمایت نہ جائیگی بلکہ ایمان اور صرف ایمان جائے گا۔

معاویہ مولیٰ کا محض دشمن ہی نہیں تھا بلکہ جانی اور ایمانی دشمن تھا یہاں اس امر کے چند ابتدائی دلائل نہایت ہی اختصار کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ مفصل بیان اس کے بعد آئے گا۔

۱۔ قال الحافظ جلال الدین سیوطی فی تاریخ الخلفاء وفی فصله فی نبذ من اخبار علی وقضایاه وکلماته:۔ قال سعید بن منصور فی

سنتہ حدثنا ھشیم حدثنا حجاج حدثنی شیخ بن نزار قال سمعت علیا
یقول الحمد للہ الذی جعل عدونا یسئل عما نزل بہ من امر دینہ
ان معاویۃ کتب الی یسئالنی من الخنثیٰ فکتبت الیہ ان یورثہ
من قبل مبالہ وقال حدثنا ھشیم من مغیرۃ من الشعبی من علی
مثلھا۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء کے اُس فصل میں لکھتے ہیں۔ جس میں آپ نے مولیٰ کی خبریں فیصلوں اور کلمات طیبات کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سعید ابن منصور اپنے سنن میں ہشیم حجاج۔ اور شیخ ابن نزارہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:۔ شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمارے دشمن کو ہم سے شرعی اور دینی مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق بخشی۔ معاویہ نے میرے پاس خط لکھا ہے اور مجھ سے ہیجڑے کی میراث کے متعلق مسئلہ پوچھا ہے۔ میں نے اُسے لکھ بھیجا ہے کہ اُس کی پیشاب گاہ کی صورت سے میراث کا حکم جاری ہوگا۔ (یعنی اگر اُس کی پیشاب گاہ مردوں کی طرح ہے تو اُس کا حکم مردوں کے جیسا ہے ورنہ عورت کے جیسا) ہشیم نے مغیرہ اور شعبی سے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

۲۔ دوسرا درر فی کنزالعمال:۔ عن بن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال:۔ لعن اللہ فلانا (ای معاویۃ) انہ کان ینھی من التلبیۃ فی ھذا الیوم یعنی یوم عرفۃ لان علیا کان یلبی فیھا
اور کنزالعمال میں مذکور ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:۔

اللہ پاک لعنت کریں فلاں پر یعنی معاویہ پر اس لئے کہ وہ آج کے دن یعنی حج کے دن لبیک اللہم لبیک کہنے سے منع کرتا ہے اور وہ محض اس لئے کہ آج کے دن علی تلبیہ کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو مولی کے ساتھ معاویہ کی یہ بے انتہا عداوت کہ محض اس لئے کہ حج کے دن مولیٰ تلبیہ فرمایا کرتے تھے ایک صریح سنت کی مخالفت کر رہا ہے۔ نہ پاس رسول کرتا ہے اور نہ خوف خدا)

۳۔ وقال العلامۃ بیہقی فی سننہ عن السعید بن جبیر قال کان ابن عباس بعرفۃ فقال یا سعید مالی لا اسمع الناس یلبون فقلت یخافون معاویۃ فخرج ابن عباس من فسطاطہ فقال لبیک اللہم لبیک وان رغم انف معاویۃ اللہم العنہم ترکوا السنۃ من بغض علی۔

علامہ بیہقی اپنی کتاب السنت میں حضرت سعید ابن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میدان عرفات میں تھے۔ پس آپ نے حضرت سعید سے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ میں لوگوں کو تلبیہ کرتے ہوئے نہیں سن رہا ہوں۔ آپ نے کہا لوگ معاویہ سے ڈر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عباس اپنے خیمہ سے باہر نکل پڑے اور کہنا شروع کیا۔ لبیک اللہم لبیک۔ یہ کہہ کر آپ نے معاویہ کو اپنی اس دلیری سے ذلیل و خوار کر دیا اور اللہ پاک سے عرض کیا یا الہا! ان بختوں پر لعنت فرما جن لوگوں نے علی کی دشمنی کی وجہ سے سنت کو ترک کر دیا ہے۔

۴۔ وسطر فی المستدرک قال معاویۃ لعقیل بن ابی طالب ان علیا قد قطعک ووصلتک ولا یرضی بک الا ان تلعنہ علی المنبر فقال افعل فصعد المنبر ثم قال بعد ان حمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی

النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قد امرنی ان العن علی بن ابی طالب امیرالمؤمنین معاویۃ بن ابی سفیان فالعنہ فعلیہ لعنۃ اللہ ثم نزل فقال لہ معاویۃ انک لم تبین من لعنت بینی و بینہ فقال واللہ لا زدت حرفا ولا نقصت آخرہ والکلام الی نیۃ المتکلم۔

اور مستطرف میں بھی مذکور ہے کہ معاویہ نے حضرت عقیل ابن ابی طالب سے کہا کہ علی نے تم کو الگ کر دیا اور میں نے تم کو ملا لیا پس میں تم سے راضی نہیں ہونے کا جب تک تم منبر کے اوپر بیٹھ کر علی کے اوپر لعنت نہ کرو آپ نے فرمایا ہاں ہاں میں کرتا ہوں پس آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کی اور حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا پھر فرمایا کہ مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں لعنت کروں علی ابن ابی طالب امیرالمومنین پر معاویہ ابن ابی سفیان نے پس اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اتنا کہکر آپ منبر سے نیچے اُتر آئے تب معاویہ نے آپ سے کہا کہ لعنت کرنے میں تم نے میرے اور علی کے درمیان فرق نہیں کیا۔ حضرت عقیل ابن ابیطالب نے فرمایا بخدا! نہ میں نے ایک حرف بڑھایا اور نہ ایک حرف گھٹایا اور کلام کا دارومدار تو متکلم کی نیت پر ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ ذرا معاویہ کی پرشوخ چشمی اور دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ ایک سگے بھائی سے اپنے ایک سگے بھائی پر ہی لعنت کرنے کی فرمائش کر رہا ہے۔

۵۔ قال العلامۃ راغب اصفہانی فی المحاضرات قیل

لہشام ابن الحکم ھل شھد معاویۃ بدرا فقال نعم من جانب الکفار ۔

حضرت علامہ راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات میں لکھتے ہیں کہ ہشام ابن الحکم سے پوچھا گیا کہ کیا معاویہ بھی بدر میں موجود تھا آپ نے فرمایا کہ ہاں جنگ بدر میں وہ بھی شامل تھا مگر اس کی شرکت کافروں کی جانب سے تھی

وذکر عند شریک بن عبد اللہ بالحلم فقال وھل کان معاویۃ لا من السفہ والدلیل انہ قاتل امیر المؤمنین وکان حکیا فاستوی جالسا قال یا جاریتی الیوم قرت عینی۔

اور شریک ابن عبد اللہ کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ معاویہ میں بہت صبر و ضبط تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا وہ جہالت و سفاہت کا معدن نہ تھا بخدا! اگر امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت کی خبر ملی اور اس وقت وہ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا پس بیٹھے بیٹھے سیدھا ہو گیا اور اپنی ایک لونڈی سے کہنے لگا کہ اے لونڈی آج میری آنکھ ٹھنڈی ہو گئی۔ فانشأت تقول:۔

الا بلغ معاویۃ بن حرب ۔ فلا قرت عیون الشامتینا

وفی شھر الصیام فجعتموھا ۔ بخیر الناس طرا اجمعینا

قتلتم خیر من رکب المطایا ۔ وافضلھم ومن رکب السفینا

معاویہ کی اس بات کو سن کر لونڈی نے یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے کیا صخر کے بیٹے معاویہ کو یہ پتہ نہیں چلا کہ ہمارے دشمنوں کی آنکھیں کبھی ٹھنڈی نہیں ہوں گی۔ رمضان شریف کے مہینہ میں لعینوں نے شہید کیا ایک ایسی ہستی کو ہم اور کہ جو ہم تمام لوگوں میں سب سے بہترین ہستی تھی اے معاویہ اتم سب نے اُن کو قتل کر دیا جو بہترین شہسواروں

الی اللہ و رسولہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ ورزقنا حبہ
واتباعہ ۵ اور علامہ سید محمد ابن عقیل نصائح الکافیہ میں فرماتے ہیں
معاویہ کے ان تمام افعال قبیحہ میں جو اُس سے سرزد ہوئے ہیں سب
سے بڑا قبیح گندہ ظالمانہ اور مہلک فعل یہ ہے کہ اُس نے عداوت
کی اور بغض کیا اور گالی گلوچ دی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اُن کے
جانشین صاحبزادے ہیں۔ رسول اللہ کے وصی ہیں حضور کے
شہر علم کے دروازے ہیں حضور کے تمام صحابہ کرام میں سب
سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ سب سے پہلے حضور کے پاس
حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہیں سب سے زیادہ دلیر اور
بہادر سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی
کرنے والے اور سب سے زیادہ اللہ اور اُن کے رسول کے
پیارے اور محبوب ہیں۔ اللہ ہم لوگوں کو انکی محبت اور پیروی
کی روزی عطا فرمائیں۔

غیر مکترث ذالک الطاغیة ولا مبال بما ورد عن الصادق
المصدوق فی خطارة بغضہ وعداوتہ وسبہ ۵

اُس طاغی اور سرکش کو اُن احادیث کی بھی کوئی پروا نہ تھی اور
اور نہ رسول اللہ کے اُن ارشادات گرامی کی طرف کوئی التفات
اور توجہ تھی۔ جو مولیٰ کی دشمنی وعداوت اور مولیٰ کی بدگوئی
کی حرمت میں وارد ہوئی ہیں۔

قراءت عن معاویة تلک المهلکات ونقلها عنہ ثقات

الرواۃ وامتلأت کتب منہا بطون الاسفار ولزمت
محاربتہ لزوم السواد للغراب — معاویہ کے یہ مہلکات متواتر
ہیں اور ثقات اور معتمد راوی اُس کے ناقل ہیں۔ کتابوں
کے متون اُن سے بھرے پڑے ہیں اور روایت کے ساتھ وہ اسطرح لپٹے
ہوئے ہیں جس طرح کوّے کیساتھ سیاہی لپٹی رہتی ہے۔

ولم یکتف ذالک الطاغیۃ بافعال نفسہ وحدہا بل
جمع بہ بغضہ المتاصل فی فؤادہ وحقدہ الدفین فی سویداء
قلبہ علی ان دعی الناس الی تلک الموبقات وحملہم علیہا
بالسیف والترغیب بالمال لیضم اوزارہم الی اوزارہ
وذنوبہم الی ذنوبہ مما شق مباشرتہ بنفسہ تلک الاعمال
الی ان ہلک وادّعی بجماعۃ من بعدہ من خلفائہ واشیاعہ
لم تنتج فیہ عظات اکابر الصحابۃ ولم یؤثر فیہ تہدیدہم
ایاہ بما ورد من وعید الشارع عن اللہ وعلی لسان
رسول اللہ ران علی قلبہ ما ران فاستمر فی غوایتہ وجری
علی غلوائہ حتی بلغ الی غایتہ ۔

یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ — اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

اُس سرکش نے ایسے افعال کا ارتکاب کرنے میں محض اپنی ذات
پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اُس کا بغض جس کی جڑ اُسکے دل میں تھی
اور اُس کا کینہ جو اُس کے سویدائے قلب میں مدفون تھا۔
اس امر کا باعث ہوا کہ اُس نے اور لوگوں کو بھی ان مہلک امور
کی طرف دعوت دی اور اُن سے اس امر کی فرمائشیں کیں اور

دار کے زور اور مال و دولت کی لالچ اور ترغیب بکر انکو بھی اسیر
دہ کیا تاکہ اُن کا وبال اور گناہ اُس کے وبال اور گناہ میں شامل
جائے۔ زندگی بھر وہ ان بدکرداریوں کا خود مرتکب ہا یہاں تک
ہلاک ہو گیا اور مرتے دم اپنے بعد کے جانشینوں اور پیروؤں کو تو ٹی سے
ہی رکھنے اور اُن پر اکہینے کی وصیت کر گیا۔ اکابر صحابہ کا وعظ اور
ی نصیحت اُن جلیل القدر صحابہ کی جو اصحاب رسول اللہ میں بھی بزرگ
، آپ کے سامنے رسول اللہ کی حدیثوں کا بیان کرنا اور اس کو
عید الٰہی سے ڈرانا یہ کچھ بھی اُس پر اثر پذیر نہ ہوا۔ اُسکے قلب میں
ہ گیا تھا جا رہا اور وہ اپنی گمراہی پر قائم رہا اور اڑا رہا یہاں تک
اپنی اُس حد پر پہنچ گیا جہاں اُسے پہنچنا تھا (مگر اُس کی اِن حرکا
ہر کے سبب سے مولیٰ کی ذات گرامی اور صفات جلیلہ پر کوئی اثر
پڑا وہ خود ہی بدنام اور رسوا ہوا) سے اسے وہ جو بلند پہاڑ پہ
پار مار کر اُس کو زخمی کرنا چاہتا ہے۔ ہوش میں آجا اپنے سر
پر بڑا پہاڑ کا خوف نہ کر اس لئے کہ اس کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔

وحدتک اولا بمود جاحما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ و
لہ وسلم فی حق من سب امیر المؤمنین علیہ السلام ادعاحا
جھت الحاقل دالناخل ای تسنا عتہ اما تکبہا ذا نکلک الاٰئمہ
لی طریق اجتانہ ھا الی امیر الھادیہ ۔

اب سب سے پہلے اُن احادیث کو پیش نظر کرنا چاہیئے جو بارگاہ رسالت
ب سے اُس شخص کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو مولیٰ کی نسبت کلمات
اپنی زبان پر لائے یا جو اپنے دل میں اُنکی عداوت کا بیج بوئے

تاکہ ہر عاقل اور غافل پر روشن اور واضح ہو جائے کہ یہ بدبخت کیسی بد
کا مرتکب ہوا اور اس نے کتنا ٹیڑھا اور کج راستہ اختیار کیا جو اس
کو اسکے جائے قرار جہنم کی طرف لے گیا۔

ا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر
خم مرجعہ من حجۃ الوداع بعد ان جمع الصحابۃ وکرر علیہم
الست اولی بکم من انفسکم ثلاثا وھم یجیبون بالتصدیق
والاعتراف ثم رفع ید علی وقال: من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار واخرج ھذا الحدیث
منہم الترمذی والنسائی واحمد وجمہور قال احمد شہد بہ لعلی
ثلاثون صحابیا وعدۃ الحلا متجلا لحالین میں رلی فی الاثنا عشریۃ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غدیر خم کے دن حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے
تمام صحابہ کو جمع کر کے تین مرتبہ بتکرار فرمایا کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ
تم پر حاکم اور مختار نہیں ہوں۔ تمام صحابہ نے نہایت ہی تصدیق اور اعتراف
کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا۔ پھر حضور نے مولیٰ کا ہاتھ بلند کر کے
فرمایا: جس کا میں مولا اور آقا ہوں اس کے علی مولیٰ اور آقا ہیں۔ بار الٰہا
جو علی کو دوست رکھے اس کو آپ بھی دوست رکھیں اور جو علی سے
دشمنی رکھے اس سے آپ بھی دشمنی رکھیں اور آپ اس سے پیار فرمائیں
جو علی کو پیار کرے اور اس سے دشمنی رکھیں جو علی سے دشمنی رکھے۔
اس کی مدد فرمائیں جو علی کی مدد کرے۔ اور اسے چھوڑ دیں جو علی کو

چھوڑ دے اور حق کو اسکی طرف گردش دیں جس طرف وہ گردش کرے۔ اس حدیث کو ایک گروہ محدثین نے روایت کیا ہے۔ جن میں سے ترمذی، نسائی اور امام احمد بن حنبل بھی ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کی روایت ہی نہیں کی بلکہ اس کی تصحیح بھی کی ہے۔ چنانچہ حضرت امام احمد ابن حنبل نے فرمایا کہ حضرت علی کے حق میں اس حدیث کی تیس صحابیوں نے شہادت دی ہے اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو حدیث متواتر میں شمار کیا ہے۔

۲۔ واخرج مسلم فی صحیحہ عن علی رضی اللہ عنہ قال :۔ والذی خلق الحبۃ وبرأ النسمۃ انہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی انہ لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق ۔

اور امام مسلم نے صحیح مسلم کے اندر حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا :۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے دانے کو پھاڑا اور انسان کو پیدا کیا ہے کہ نبی اُمّی نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ میرا چاہنے والا نہیں ہو سکتا مگر مومن اور مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا مگر منافق

۳۔ واخرج الترمذی عن سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال :۔ کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا ۔

اور ترمذی نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ منافقوں کو حضرت علی کے بغض اور عداوت سے پہچان لیا کرتے تھے

۴۔ واخرج احمد والحاکم بصحیحہ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول :۔ من سب علیا فقد سبنی ۔ اور احمد ابن حنبل اور حاکم نے بسند صحیح حضرت ام سلمہ سے

روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی۔

۵۔ واخرج ابن خالویہ فی کتاب الآل عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی: حبک ایمان وبغضک نفاق واول من یدخل الجنتہ محبک واول من یدخل النار مبغضک۔

اور ابن خالویہ نے کتاب الآل میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا:۔ اے علی تیری محبت ایمان ہے اور تیری دشمنی نفاق ہے۔ پہلا وہ شخص جو داخل جنت ہوگا وہ تیرا محب ہوگا اور پہلا وہ شخص جو داخل جہنم ہوگا وہ تیرا دشمن ہوگا۔

۶۔ وفیہ عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی:۔ طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک۔

اور اسی کتاب الآل میں حضرت عمار ابن یاسر سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا:۔ خوشحالی اُس شخص کا جو تجھ سے محبت کرے اور تیری تصدیق کرے اور کس قدر بدبخت ہے وہ شخص جو تجھ سے بغض اور دشمنی رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

۷۔ وفیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی علی بن ابی طالب فقال:۔ انت سید فی الدنیا سید فی الآخرۃ من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی

وباغیہ عنک، بغیض اللہ نار جہنم کل الریل لمن ابغضک ۔

اور محب طبری نے کتاب الآل میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ سرکار نے مولا علی کی طرف دیکھ کر فرمایا :- تو سردار دنیا اور سردار آخرت ہے۔ جو تیرا دوست ہوا وہ میرا دوست ہوا اور جو تیرا دشمن ہوا وہ میرا دشمن ہوا اور ہلاکت اور بربادی ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو تجھ سے دشمنی کرے۔

۸۔ واخرج احمد فی مسندہ من عدۃ طرق ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال :- من آذی علیا بعث یوم القیمۃ یہودیا او نصرانیا ۔

اور امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں چند طریقوں سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ سرکار نے فرمایا :- جو شخص علی کو ایذا دے گا وہ بروز قیامت یہودی یا نصرانی ہو کر اٹھے گا ۔

۹۔ واخرج الطبرانی باسناد حسن عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال :- من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ ۔

اور طبرانی نے بسند حسن حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ سرکار نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علی سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ اور جس نے مجھ سے عداوت کی اس نے اللہ سے عداوت کی۔

۱۰۔ واخرج الخطیب عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال :۔ عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی بن ابی طالب ۔

اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مومن کے صحیفہ کا عنوان حب علی ابن ابی طالب ہے (یعنی مومن کے صحیفۂ اعمال کی سرخی یا دیباچہ حضرت علی ابن ابی طالب کی محبت ہے)

۱۱۔ واخرج البزار وابویعلی والحاکم عن علی کرم اللہ وجہہ قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال :۔ ان فیک مثلا من عیسی ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزل الذی لیس بہ الا وانہ یہلک فی اثنان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبہتنی ۔

اور بزار اور ابویعلی اور حاکم نے ذومولی سے روایت کی ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ تیری مثال عیسیٰ کی طرح ہے کہ یہود نے اُن سے بغض کیا یہاں تک کہ اُن کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے اُن سے محبت کی یہاں تک کہ ان کو اس منزلت پر پہنچا دیا کہ جو انکو حاصل نہیں ہے (یعنی اُن کو خدا بنا دیا) آگاہ ہو جاؤ کہ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے۔ مجھ سے زیادتی کے ساتھ محبت کرنے والا جو مجھ سے ایسی باتیں منسوب کرے جو مجھ میں نہیں ہیں ۔

یعنی نعوذ باللہ میری طرف مرتبۂ الوہیت کو منسوب کرے جیسے نصیری اور مجھ سے دشمنی کرنے والا جو میری زیادتی دشمنی کے سبب سے مجھ پر بہتان باندھنے لگے۔

۱۲۔ وقال ابن عبد البر فی الاستیعاب روی طائفۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی رضی اللہ عنہ:۔ لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق واخرجہ مسلم فی صحیحہ

اور ابن عبد البر نے استیعاب میں کہا ہے کہ رسول اللہ کے اصحاب کی ایک پوری جماعت نے رضی اللہ عنہم ان لوگوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے مولیٰ سے فرمایا:۔ نہ محبت کریگا تجھ سے مگر مومن اور نہ دشمنی کرے گا تجھ سے مگر منافق۔ اس حدیث کی روایت امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں کی ہے۔

۱۳۔ واخرج الذہبی فی تذکرۃ عن ابی الزبیر سئل جابر عن علی فقال:۔ ما کنا نعرف منافقینا الا ببغض علی بن ابی طالب

اور ذہبی نے ابو زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر سے مولیٰ کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔ ہم میں سے جو منافق ہوتا تھا ہم اس کو علی کی دشمنی کے سبب سے پہچان لیتے تھے جو اسکو مولیٰ کے ساتھ ہوتی تھی۔

۱۴۔ ومن علماء المتاخرین قال مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ فی کتابہ تحفۃ اثنا عشریہ:۔ حب علی آیۃ الایمان وبغض علی آیۃ النفاق

اور علمائے متاخرین میں سے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز

صاحب نے بھی اپنی کتاب فتاوائے عزیزیہ میں یہ کہا ہے کہ مولیٰ کی محبت ایمان کی پہچان ہے اور مولیٰ کی دشمنی نفاق کی پہچان ہے۔

۱۵۔ داخرج ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجۃ الوداع وھو علی ناقتہ فضرب علی منکب علی وھو یقول :۔ اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم قد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار ۔

اور ابن نجار نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع میں جب کہ حضور ناقہ پر سوار تھے حضرت علی کے کاندھے پر ہاتھ مار کر کہتے ہوئے سنا ہے :۔ خداوندا گواہ رہنا بار الٰہا میں تو اپنی امت کو یہ بات پہنچا چکا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے چچا کا لڑکا ہے میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے پروردگار جو اسے دشمن رکھے اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈھکیل دیجئے۔

۱۶۔ داخرج ابن عساکر فی الفردوس :۔ بغض علی سیئۃ لا تنفع معہا حسنۃ وحب علی حسنۃ لا تضر معہا سیئۃ ۔

اور ابن عساکر نے فردوس میں روایت کی ہے کہ بغض علی وہ گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں دیتی اور حُب علی وہ نیکی ہے۔ جسکے ساتھ کوئی بدی نقصان نہیں پہنچاتی ۔ اہل ایمان اِس حدیث کو بغور پڑھیں اور اپنے ایمانوں میں روشنی پیدا کریں۔

۱۷۔ داخرج الحاکم فی المستدرک عن علی علیہ السلام

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتے ہیں جس شخص نے میرے کسی ولی سے عداوت کی وہ بے شک میرے ساتھ لڑنے اور جنگ کرنے کے لئے نکلا۔

واقول انہ مسلم ان سید نا علی علیہ السلام سید الاولیاء واعظمہم فیکون معاویۃ اکبر المحاربین لہ واعظمہم وزرا۔

اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ امر مسلم ہے کہ ہمارے سردار حضرت علی سلام اللہ علیہ تمام ولیوں کے سردار ہیں اور تمام ولیوں سے بڑے ہیں پس اس نسبت سے معاویہ اللہ پاک سے لڑنے والوں اور جنگ کرنے والوں میں سب سے بڑا اللہ سے لڑنے والا اور جنگ کرنے والا ہوگا اور اس کا گناہ اللہ پاک سے لڑنے والوں اور جنگ کرنے والوں کے لئے ہے اُن تمام سے کہیں زیادہ گناہ کا وہ سزاوار ہوگا۔

۱۱۔ واخرج الطبرانی ان علیا اُتی یوما بدراہم ودنانیر بن ذهب وفضۃ فقال ابیضاء وصفراء غری غیری غری اہل الشام غدا اذا ظہروا علیک فشق قولہ ذالک علی الناس فذکر ذالک لہ فاذن فی الناس فدخلوا علیہ فقال:- ان خلیلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا علی انک ستقدم علی اللہ وشیعتک راضین مرضیین ویقدم علیہ عدوک غضابا مقمحین

طبرانی نے روایت کی ہے کہ بصرہ میں ایک دن مولیٰ کے حضور میں سونا اور چاندی (یعنی دینار و درہم) پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے سفید چاندی اور اے زرد سونا میرے سوا دوسرے کو دھوکا دے کل اہل شام کو فریفتہ کرنا جب کہ وہ تجھ پر قابض ہوں گے یہ قول لوگوں کو شاق گذرا اور لوگوں نے حضور سے پھر اس کا ذکر کیا۔

(کہ حضور نے یہ کیا فرمایا کہ اہل شام قابض ہوں گے) تب حضور نے لوگوں کی حاضری کی عام اجازت دے دی۔ جب سب لوگ حاضر دربار ہوگئے تو حضور نے فرمایا کہ میرے خلیل یعنی میرے محبوب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علی تم اور تمہارے چاہنے والے اللہ پاک کے سامنے راضی اور خوشنود جائیں گے اور تمہارے دشمن اللہ پاک کے سامنے یوں پیش ہوں گے کہ اُن کے گلوں میں رسیاں ہونگی اور اُنکی شکلیں کسی ہونگی۔

(۲۰) واخرج ابن عساکر عن جابر وحسنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ۔

اور ابن عساکر نے حضرت جابر سے روایت کی ہے اور اس کو احادیث حسنہ میں شمار کیا ہے کہ حضرت جابر سے رسول خدا نے فرمایا:۔ علی نیکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے۔ اُس کا حامی منصور اور کامیاب ہوگا اور اُسکی نصرت سے باز رہنے والا ذلیل اور خوار رہیگا۔

(۲۱) واخرج الدارقطنی فی الافراد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی باب حطۃ من دخل منہ کان مؤمنا ومن خرج منہ کان کافرا۔

اور دارقطنی نے افراد میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ علی باب حطہ کے مثل ہیں جو اس باب حطہ میں داخل ہوا وہ مومن تھا اور جو اس باب حطہ سے خارج ہوا وہ کافر تھا۔

نوٹ :- باب حطہ سے مراد وہ دروازہ ہے جس دروازہ سے بنی اسرائیل کو مصر میں داخل ہوتے وقت حِطَّةٌ کہتے ہوئے داخل ہونے کا حکم ہوا تھا جسے بعض نے از راہ تمسخر حِنْطَةٌ کے لفظ سے بدلدیا اور جہنمی ہو گئے ۔ یہ حدیث نہایت ہی اہم ہے اور ایک نہایت ہی اہم واقعہ کی خبر دے رہی ہے ۔ اس حدیث کے اندر مذکورہ بالا احادیث کی طرح مومن اور منافق کے الفاظ نہیں آئے ہیں بلکہ مومن اور کافر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں پس معلوم ہوا کہ جو علی کا دوست ہے وہ مومن ہے اور جو علی کا دشمن ہے وہ کافر ہے ۔ غالباً اسی حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے :۔

آنکہ اگر دوستی علی نیست کافر است گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

یعنی وہ مسلمان جس کو مولا کی محبت نہ ہو وہ کافر ہے ۔ چاہے وہ کوئی زبردست زاہد یا زبردست پیر جی کیوں نہ ہو ۔

(۲۲) وفی شرح ابن ابی الحدید قال علی علیہ السلام :۔ لو ضربت خیشوم المؤمن بسیفی ھذا علی ان یبغضنی ما ابغضنی ولو جببت الدنیا بجملتھا علی المنافق ان یحبنی ما احبنی وذالک انہ قضی فانقضی علی لسان النبی الامی انہ لا یبغضک مؤمن ولا یحبک منافق ۔

اور شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ خود مولا ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر مومن کے دماغ پہ میں اپنی اس تلوار کا ضرب لگاؤں کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے تو وہ ہرگز دشمنی نہ کرے گا ۔ اور اگر منافق کے سامنے ساری

دنیا اور ذلیل دوں تاکہ وہ میرا دوست ہو جائے تو ہرگز وہ میرا دوست نہ
ہوگا ۔ میری دوستی اور دشمنی تو ایک ایسی بات ہے جو قضائے الٰہی میں مقرر
ہے اور نبی اُمی کی زبان اقدس پر یہ کلمات اس لئے جاری ہوئے کہ
حضور نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اے علی مومن تجھ سے کبھی دشمنی نہ کرے گا اور
منافق تجھ سے کبھی محبت نہ کرے گا ۔

فدل البعض ما اخبر به النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فی شان من عادی علی اکرم اللہ وجہہ
او ابغضہ او ماتتبعہ فقد ثبت وحق علی مبغض علی
ومعادیہ بدلالتہ من الاحادیث معاداۃ اللہ
وعلی اولیاء و رسولہ والیقین انہما والنفاق
والاذی للہ و لرسولہ والسب لہما و خذلان
اللہ لہ والاکباب فی النار وان لا تنفعہ حسناتہ
وان یرد علیہ غاضبا وقہاریہ

مولیٰ سے بغض اور دشمنی رکھنے والوں اور اُن کو دکھ دینے والوں اور ان کی شان میں
بد کلامی کرنے والوں کی نسبت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن احادیث
کے ضمن میں کچھ فرما دیا ہے ان میں کا یہ تھوڑا سا حصہ ہے جسے میں نے بیان کیا
ہے ۔ پس ان احادیث شریفہ کے مطابق بدلائل قطعیہ یہ بات ثابت ہوگی
کہ مولیٰ سے بغض اور عداوت رکھنے والا اللہ اور اُن کے رسول سے
عداوت اور ایذا اور اُن کے رسول سے بغض رکھنے والا ہے ۔ پھر یہ کہ
وہ اللہ اور اُن کے رسول سے نفاق رکھنے والا ہے اللہ اور اُن کے
رسول کو ایذا دینے والا ہے ۔ اور اللہ اور اُن کے رسول کو [illegible]

گالی دینے والا ہے اُسکے اوپر اللہ کی طرف سے ذلت و خواری ہے اور اوندھے منہ جہنم میں گرایا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ ہمیشہ خدا حالت غضب میں غمگین کیے ہوئے وارد ہوگا۔

وقد لعن اللہ ورسولہ فی مواضع متعددۃ من قام بہ واحد من هذہ الخبائث فکیف لا یجوز لعن من قامت بہ کلها۔

اللہ اور اُن کے رسول نے متعدد مقامات پر اُس شخص کے اوپر لعنت کی ہے جس میں اِن خبائث میں سے کوئی ایک خبث بھی پایا جاتا ہو پھر بھلا ایسے شخص پر لعنت کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا جس میں یہ سارے خبائث اور یہ تمام صفات رذیلہ موجود ہوں۔

ان من یقول بعدم الجواز یکاد یکون مکذبا بهذہ الاحادیث او جاهلا بها او مشاغبا لا یبالی بما یقول فیدعی باطلا ان لا عداوۃ ولا بغضاء بین علی علیہ السلام و بین معاویۃ وانہ لم یقع من معاویۃ لعن ولا سب لعلی کرم اللہ وجهہ و یدع التواتر والنقل الصحیح وراء ظهرہ انتصارا بن اکل لمن وجب خذلانہ و حبا لمن وجب بغضہ وانقیادا للتعصب المذموم وارضاء للشیطان الرجیم ؎

پس جو شخص لعنت کے جواز کا قائل نہیں ہے تو وہ یا تو اِن احادیث کی تکذیب کرتا ہے یا اِن احادیث سے ناواقف ہے یا وہ اِقیا مکار اور حیلہ جُو ہے جو اِسکی کچھ پروا نہیں رکھتا کہ اُسکی زبان سے کیا نکلتا ہے پس وہ ایک نہایت ہی جھوٹا دعویٰ کر بیٹھتا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ کے

درمیان کوئی بغض اور عداوت ہی نہیں تھی اور نہ معاویہ کی طرف سے حضرت علی کی نسبت کسی لعنت یا بدکلامی کا وقوع ہوا۔ ایسی باتوں کا کہنے والا تواتر اور نقل صحیح کو اپنے پس پشت ڈال دیتا ہے۔ محض اس غرض سے کہ جسکے لئے ترک نصرت واجب ہے اُس کی نصرت کرے اور جس کا بغض لازم ہے اُس سے محبت کرے اور نیز یہ کہ مذموم تعصب کی پیروی کرے اور شیطان مرجوم کی رضا جوئی کرے۔

معاویہ کا مولائی کو گالی گلوچ دینا اور دوسروں سے بھی اس فعل مذموم کی فرمائش کرنا

یقول صاحب نصائح الکافیہ:۔ ولنذکر ھنا طرفا مما صح ونقل عن معاویۃ من سبہ ولعنہ لسیدنا علی علیہ السلام واولادہ وانصارہ

صاحب نصائح کافیہ فرماتے ہیں کہ اب میں یہاں کچھ مختصر سا ذکر ان امور کا کئے دیتا ہوں جو کتب تاریخ وسیر اور نیز حدیث سے منقول اور ثابت ہیں اور وہ یہ ہیں کہ معاویہ مولائے اور انکی اولاد اور اُن کے انصار پر لعنت کیا کرتا تھا اور انہیں گالیاں دیا کرتا تھا۔

وھذا ھو امر شنیع ما اخبر بہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل وقوعہ واشار الی حیث یقع فقد روی ابن سعد فی طبقاتہ عن یزید (لا البقاۃ) عن النبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم انہ قال لعلی یا علی من اشقی الاولین والآخرین قال اللہ ورسولہ اعلم قال اشقی الاولین عاقر الناقۃ واشقی الآخرین الذی یطعنک یا علی واشار الی حیث یطعن ۔

اور یہ وہ فعل مردنہ ہے جسکی خبر اسکے واقع ہونے سے پہلے مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دی تھی ۔ اور جدھر سے یہ فعل مردود صادر ہونے والا تھا اسکی طرف اشارہ بھی فرما دیا تھا ۔ چنانچہ ابن سعد اپنے طبقات میں صحیح اور معتبر راویوں سے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں کہ سرکار نے مولی سے فرمایا اے علی اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ شقی کون ہے ۔ مولی نے عرض کیا کہ اللہ اور اُن کے رسول بہتر جانتے ہیں ۔ سرکار نے فرمایا انگوں میں سب سے بڑا شقی وہ ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں ۔ اور پچھلوں میں اے علی سب سے بڑا شقی وہ ہے جو تم پہ طعن کرے گا ۔ اور جس طرف سے یہ فعل صادر ہونے والا تھا سرکار نے اُس طرف اشارہ فرمایا ۔ اللہ اکبر! علی پر طعن کرنے والا اشقی الآخرین ہے پھر بھلا اُس کو کیا کہا جائیگا جس نے نصرف طعن ہی نہیں کیا بلکہ اپنی مدۃ العمر مولی کو گالیاں دیتا رہا اور گالیاں دلواتا رہا ۔ نہیں محض اتنی قدر نہیں بلکہ مولی کی ذات گرامی پر تبرا نہ کرنے کی وجہ سے اور نعوذ باللہ مولی پر لعنت نہ بھیجنے کے سبب سے ہزاروں مومنین کو اپنے ظلم و تعدی کے تیغ سے ناحق ذبح کر دیا ۔

۱ ۔ ونقل ابن الاثیر فی تاریخہ ان ... ان ... وآلہ

بین الحسن علیہ السلام ومعاویۃ کان ھذا ایضا انہ یعطیہ ما فی بیت مال الکوفۃ وخراج دارابجرد من فارس لیرقی بنی الحسن لابن ضینہ الاباللہ وان لایشتم علیا فاجابہ الی ذالک کلہ الا شتم علی فانہ التزم ان لایشتمہ والحسن یسمع ثم لم یف بھذا ایضا

ابن اثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ منجملہ ان شرائط صلح کے جو امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان طے پائے تھے - ایک شرط یہ بھی تھی کہ کوفہ کے خزانہ کا سارا مال اور دارابجرد فارس کا کل خراج حضرت امام حسن علیہ السلام کو ملا کرے تاکہ وہ اُن لوگوں کو راضی رکھیں جو بجز مال کے اور کسی بات سے راضی نہیں رہتے اور نیز یہ کہ امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ کو گالی نہ دی جائے (جس گالی اور تبرے کا اسلام میں اول اول معاویہ نے اپنی بدبختی سے ایجاد کر رکھا تھا اور بڑے زوروں کے ساتھ ملک شام میں اس کو رائج کر رکھا تھا - یہاں تک کہ اس کی رکاوٹ کے لئے شرائط صلح میں ایک مخصوص دفعہ داخل کرنے کی بات آگئی تھی) معاویہ نے ان تمام شرائط کو مان لیا مگر اس شرط کو نہیں مانا کہ مولا کو گالی نہ دی جائے - صرف اتنا اقرار کر لیا کہ امام حسن علیہ السلام کو سنا کر یا انکی موجودگی میں گالی نہیں دی جائے گی - (اللہ رے معاویہ کا ذوق شقاوت - اس کتاب کے پڑھنے والے مولی اور اہل بیت رسول کے ساتھ اس دشمنی اور عداوت کی حد کو بغور دیکھیں اور حامیان معاویہ اب بھی آنکھیں کھولیں اور اپنے آپ کو ایسے شقی اور بدبخت کی حمایت سے بچائیں) مگر معاویہ نے اس شرط کی بھی پابندی نہیں کی -

۲ - وفی التاریخ الالفی :- وکان الذی طلب الحسن ان یعطیہ

مافی بیت مال الکوفة وخراج دارابجرد من فارس وان لا یسب علیاً
فلم یجب الی الکف عن سب علی فطلب الحسن ان لا یشتم علیاً وهو یسمع
فاجابه الی ذالک ثم لم یف له۔

اور تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے یہ مطالبہ فرمایا تھا کہ کوفہ کے خزانہ کا مال اور فارس کے دارابجرد کا خراج آپکو ملا کرے اور نیز یہ کہ معاویہ مولیٰ پر تبرا نہ کیا کرے مگر معاویہ نے مولیٰ کو گالیاں دینے سے اپنی زبان کا بند کر لینا منظور نہیں کیا۔ پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے (بدرجۂ مجبوری) اس سے اس امر کا مطالبہ فرمایا کہ اچھا میری موجودگی میں مولیٰ کو گالیاں نہ دی جائیں۔ معاویہ نے اس کو مان تو لیا مگر اس وعدہ کو کبھی پورا نہیں کیا (یعنی باوجود عہد کر لینے کے حضرت امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں حضور کو سنا سنا کر مولیٰ کو گالیاں دیتا رہا)

۳۔ وفی التاریخ للعلامة ابن جریر الطبری:۔ وقد کان صالح الحسن معاویة علی ان یجعل له ما فی بیت ماله وخراج دارابجرد علی ان لا یشتم علی وهو یسمع۔

اور علامہ ابن جریر نے اپنی تاریخ طبری کے اندر لکھا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کے ساتھ اس شرط پر صلح کی تھی کہ معاویہ آپکو خزانہ کوفہ کا مال اور فارس کے دارابجرد کا خراج دیا کرے اور نیز یہ کہ آپکی موجودگی میں آپ کو سنا کر مولیٰ پر تبرا نہ کیا کرے۔

۴۔ وکذا فی روضة الصفا: شرائط صلح دیگر امیر المومنین علی را سب نہ کنند و گو ہر چند کہ معاویہ مجموع شروط را قبول کرد الا سب امیر المومنین علی علیہ السلام از ایام سابقہ [illegible] کرد در مجلسے کہ امام حسن باشد علی را سب نکنند۔

اور یہی بات روضۃ الصفا میں بھی ہے کہ منجملہ شرائط صلح کے ایک شرط یہ بھی
تھی کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں نہ دی جائیں۔ معاویہ نے
اور شرطیں تو منظور کر لیں مگر اس شرط کو منظور نہ کیا کہ مولا کو گالیاں نہ دی
جائیں صرف اتنا کہا کہ ہاں جس مجلس کے اندر امام حسن موجود ہوں گے
اُس میں گالیاں نہیں دی جائیں گی۔

۵۔ ولکن ابن عبد ربہ معاویۃ عہد ہ هذا ابداً کما نقل صاحب
مستطرف عنہ وکما مسطور فی نصیحۃ الیمن التی من کتبہا اللہ سبحانہ
فی المدارس وھا ھو دا نقل لما تم المعاویۃ المدینۃ صعد المنبر
فخطب وقال من علی کرم اللہ وجہہ فقام الحسن رضی اللہ عنہ
فحمد اللہ واثنی علیہ وقال :- ان اللہ عزوجل لم یبعث نبیا
الا جعل لہ عدوا من المجرمین فانا ابن علی وانت ابن صخر وامک
هند وامی فاطمۃ وجدک حرب وجدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فلعن اللہ الامنا حسبا واخملنا ذکرا واعظمنا کفرا و
اشدنا نفاقا فصاح اہل المسجد آمین آمین فقطع معاویۃ
خطبتہ ودخل منزلہ۔

اور نصیحۃ الیمن میں بھی مذکور ہے جو ایک دینی کتاب ہے۔ لیکن معاویہ
نے اپنے اس عہد کو بھی ایفا نہیں کیا جیسا کہ مستطرف میں مذکور ہے اور وہ
واقعہ یہ ہے کہ :- کہتے ہیں کہ جب معاویہ مدینہ میں داخل ہوا تو منبر کے اوپر
چڑھ گیا اور تقریر کرنے لگا اور اپنی اس تقریر میں اس نے مولا کو گالیاں
دینی شروع کیں اس کو سنکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور
آپ نے پہلے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اللہ پاک نے

نہیں بھیجا کسی نبی کو مگر یہ کہ مجرمین سے کسی نہ کسی کو اُس نبی کا دشمن بھی ضرور
بنایا (اس کلام سے حضرت امام حسن علیہ السلام نے اس حقیقت کا اظہار
فرمایا ہے کہ معاویہ مولی کا ہی دشمن نہیں ہے بلکہ حضور سرور کائنات کا دشمن
ہے) پس اے معاویہ سُن لے کہ میں علی یعنی بلند و برتر کا صاحبزادہ ہوں
اور تو صخر یعنی پتھر کا بیٹا ہے اور تیری ماں ہند یعنی بدذات اور نیچ ہے۔
اور میری والدہ ماجدہ فاطمہ یعنی جگر گوشۂ رسول ہیں اور تیرا دادا حرب
یعنی جنگ و جدال ہے اور میرے نانا جان رسول اللہ ہیں صلوٰۃ
اور سلام ہو اللہ پاک کا اُن پر۔ پس سُن لے کہ اللہ پاک نے لعنت فرمائی ہو
تجھ جیسے گمنام حسب ونسب والوں پر اور اللہ پاک نے بلند فرما دیا
ہے ہم اہل بیت رسول کے ذکر کو اور یہ کہ اللہ پاک نے ہم اہل بیت
... ... کو عظمت عطا فرمائی ہے کافروں
پر اور نہ بر دست بنا دیا ہے منافقوں پر ان باتوں کو سنکر حاضرین مجلس
آمین آمین کہنے لگے پس (ذلیل و خوار اور شرمندہ و شرمسار ہوکر) معاویہ
نے اپنی مجلس برخاست کر دی اور اپنے قیام گاہ میں چلا گیا۔

ناظرین اہل قارئین! انصاف شرط ہے یہ وہی معاویہ ہے جس نے
اپنی شدت شقاوت کی بنا پر مولی پر تبرا نہ کئے جانے کی شرط نا منظور
کر دی اور خدا رسول کو گواہ بنا کر پاس شرط کو منظور کیا کہ حضرت امام حسن
علیہ السلام کی موجودگی میں اُنہیں سُنا سُنا کر مولیٰ کو گالیاں نہ دی
جائینگی مگر واہ رے بدبختی اور کمال بغض و عداوت کہ نہ اللہ کا
کا خوف اور نہ اللہ کے رسول کا ڈر کس بیباکی اور جسارت کے ساتھ
نقض عہد کیا جا رہا ہے اور ایک مقدس بیٹے کے سامنے اُسی کے

مقدس باپ کو گالیاں دی جا رہی ہیں اور کہاں بیٹھ کر منبرِ رسول پر اور کس شہر میں مدینۂ پاک کے اندر اور کن لوگوں کے سامنے رسولِ خدا کے اصحابِ کبار کے سامنے اور پھر یہ کہ اس کس انداز سے شروع کی جاتی ہے کہ نہ تو اُس کے اندر حمد و سپاس الٰہی ہے اور نہ نعت و درود رسالت پناہی، بلکہ اس حمد و نعت کی جگہ محبوب رب العالمین کے محبوب بندے اور پر سبّ و شتم اور گالی گلوچ ہے۔ اللہم لوگوں کو ایسے اشرار اور خبیثوں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین یا رب العالمین

۷۔ وقال ابن الاثیر ان معاویۃ کان اذا قنت سب علیا و ابن عباس والحسن والحسین والاشتر

علامہ ابن اثیر اپنے تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ معاویہ جب نماز کے اندر دعائے قنوت پڑھتا تھا تو اپنے دعائے قنوت کے اندر مولی کو حضرت ابن عباس کو حضرت امام حسن کو حضرت امام حسین کو اور حضرت مالک اشتر کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ معاذ اللہ ایسی ہے معاویہ کی نماز اور یہی ہے اُسکی دعائے قنوت کیا اس سے بھی بڑا رسول اللہ اور اہل بیت رسول اللہ کا دشمن اور حاسد کوئی اور بھی اس دنیا میں پیدا ہوا تھا۔

۸۔ اخرج ابن ابی عاصم فی السنۃ عن حسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لمعاویۃ انت الساب لعلی اما واللہ لترد علیہ الحوض وما اری ان ترده فتجده مشمر الازار عن ساق یذود عنہ

حضرت ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب السنت میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضور نے معاویہ سے فرمایا: اے معاویہ تو مولی کو بہت

گالیاں دیتا ہے گویا دیکھ قیامت کے دن حوض کوثر پر اُن ہی کے ساتھ تیرا واسطہ پڑے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جب تو وہاں اُن کے پاس پہنچیگا تو وہ تیری طرف سے اپنا دامن سمیٹ لیں گے۔ اور تجھ کو دور کر کے وہاں سے نکال دیں گے۔

۸۔ ونقل ابو عثمان الجاحظ فی کتابہ الرد علی الامامیۃ ان معاویۃ کان یقول فی آخر خطبۃ اللھم ان اباتراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما قال وکتب بذلک الی الآفاق فکانت ھذہ الکلمات یشاد بھا علی المنابر الی ایام عمر بن عبد العزیز ہ

او رنقل کفر کفر نہ باشد) حضرت ابو عثمان جاحظ نے اپنی کتاب الرد علی الامامیہ میں نقل کیا ہے کہ معاویہ اپنے خطبہ کے اخیر میں کہا کرتا تھا:۔ اے اللہ ابوتراب نے تیرے دین میں الحاد کیا اور لوگوں کو تیری راہ سے روک دیا پس اُس پر ہلاک کرنے والی لعنت کر اور اُس کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔ راوی کہتا ہے کہ مولیٰ پر (نعوذ باللہ من شر ھذہ الکلمات) لعنت کرنے کا یہ لعنت نامہ (جس کو اول اول معاویہ نے اسلام میں ایجاد کیا تھا اور اول اول خیر الانام اور رہبر الہادی پر تبرا کرنے کا بانی تھا) سلطنت کے تمام قلمرو میں لکھ لکھ کر بھیجا گیا۔

چنانچہ یہی کلمات ہیں جو منبروں پر اس زمانہ تک پڑھے جاتے تھے جس زمانہ تک حضرت عمر ابن عبد العزیز کا زمانہ نہیں آیا۔

وقال العلامۃ ابن ابی الحدید ایضاً فی کتابہ نفایۃ العقول :۔ ان معاویۃ کان یقول فی آخر خطبۃ الجمعۃ اللھم ان اباتراب الی آخرہ وزادہ فلما ولی عمر بن عبد العزیز کف

عن شتمہ فقال الناس ترک السنۃ ہ اور علامہ ابن ابی الحدید بھی اپنی کتاب نہایت العقول میں فرماتے ہیں کہ معاویہ اپنے خطبۂ جمعہ کے اخیر میں کہا کرتا تھا اے اللہ ابو تراب نے (ان دہ پورا لعنت نامہ جو حوالہ اول میں درج ہے) پھر جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو آپ نے اس گالی گلوج کو روک دیا ان پر لوگ کہنے لگے سنت ترک کرا دی گئی۔

نعوذ باللہ! نعوذ باللہ! ناظرین اور قارئین معاویہ کے اس ملعون فعل کو ملاحظہ فرمائیں۔ مولیٰ اور ان پر الحاد کی تہمت۔ مولیٰ اور ان پر یہ سفید جھوٹ کہ وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے۔ کیا انصار معاویہ اپنے امام معاویہ کی اس ملعون افترا اور کذب کو صحیح مانتے ہیں۔ اور کیا مولیٰ کے متعلق ان کا اعتقاد بھی وہی ہے جو ان کے اس جلیل القدر صحابی رسول کا اعتقاد ہے اللہ ہم لوگوں کو ان افراد سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تمام سلاسل طریقت اور عرفان مولیٰ کی ہی ذات گرامی سے جاری ہیں۔ اور کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ تمام سلاسل سلوک و تصوف کے پیشوا و رہنما مقتدا اور امام صرف اور صرف مولیٰ ہیں کیا اللہ کا دین اور رسول اللہ کی ملت مولیٰ ہی کے دم قدم سے درخشاں اور تاباں نہیں ہے۔

معاویہ امام الاولیا اور امام الاصفیا پر تبرا کرے انھیں گالیاں دے ان پر لعنت بھیجے اور ایک زمانہ دراز تک اپنی تمام رعایا سے ان پر تبرا کرائے۔ انھیں گالیاں دلوائے اور انکی ذات گرامی پر لعنت بھجوائے اور پھر بھی صحابی بنا رہے۔ مجتہد بنا رہے

امام بنا رہے حضرت بنا رہے اور رضی اللہ بنا رہے اور ایک مرد
مومن اِس شقی اِس بدبخت اور اِس ملعون کے ملعون کارناموں
سے باخبر اور آگاہ کر کے اُمت محبوب ربّ العلمین کو اُس کے شر سے
بچانا چاہیے اور اصحاب، باصفا اور اہل بیت مصطفےٰ کی سچی محبت
کا بیج اُن کے کِشت قلوب میں بونا چاہتا ہے تو وہ مستحق لعن بن جائے
واجب القتل ہو جائے اور اس امر کا مستحق قرار پائے کہ اسکی زبان کھینچی
جائے اور تراشی جائے۔ مرنا ہے اور خدا کو مُنہ دکھانا ہے۔
مصطفےٰ اور مرتضیٰ دونوں کا سامنا کرنا ہے۔ حامیان معاویہ
اب بھی ہوش میں آئیں اور اپنے اپنے ایمان کا دامن سنبھالیں۔

افسوس اور صد افسوس ہے حامیان معاویہ پر جنمیں اکثر میرے
بھائی ہیں جن سے میں محبت کرتا ہوں۔ اکثر میرے عزیز ہیں جن کو
میں شفقت کرتا ہوں۔ اکثر میرے بزرگ ہیں جن کا میں احترام
کرتا ہوں اور اکثر پیران باوقار اور مشائخین ذوی الاقتدار
ہیں۔ جن کو میں تقدس مآب سمجھتا ہوں۔ کیا اِن حضرات کو یہ نہیں
معلوم کہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن
دشمن۔ تا ہے خدا را سچ بتلاؤ کہ اِس آسمان کے نیچے اور اِس زمین
کے اوپر کیا معاویہ سے بھی بڑھ کر مولیٰ کا انکی اولاد کا اُن کے اصحاب
کا اُن کے اعوان و انصار کا اُن کے مشتاق اُن کے غلامان اور
اُن کے غلام غلامان کا کوئی اور بھی دشمن ہے یا ہوا یا قیامت تک
ہوگا۔ اگر اِس کا جواب نفی میں ہے اور ضرور نفی میں ہے تو خدا را انصاف
کرو کہ اِس طرح دشمن سے ولا اور محبت رکھنے والا کبھی بھی محب علی

یا محب اہل بیت ہو سکتا ہے۔ بڑا اندھیر ہے۔ علی سے اُن کے فیوض اور برکات کی تمنا کرنا اور پھر اُنکے سخت ترین دشمن سے محبت رکھنا وہ دشمن جو علی کی دشمنی میں اِس قدر چُور اور مخمور ہے کہ حصول حکومت اور شہادت علی کے بعد بھی اپنے اِس قلبی بغض و عداوت اور اپنے اُس لطف سب و شتم سے باز آنے کا روادار نہیں ہوتا ہے ملاحظہ ہو۔

۹- وروی فیہ ایضاً ان قوماً من بنی امیۃ قالوا لمعاویۃ یا امیر المؤمنین انک قد بلغت ما املت فلو کففت من ھذا الرجل فقال لا واللہ حتی یربو علیہ الصغیر و یھرم علیہ الکبیر ولا یذکر لہ ذاکر فضلاً ہ

اور اسی کتاب الرد علی الامامیہ میں یہ بھی روایت ہے کہ بنی امیہ کی ایک جماعت نے کہا اے جہاں پناہ جس غرض کے لئے یہ تمام پاپڑ بیلے جا رہے تھے اب تو وہ بھی تمہیں حاصل ہو گئی (یعنی حکومت و سلطنت) تو کیا اب بھی یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم اُس شخص کی طرف سے (یعنی علی کی طرف سے) اپنی زبان بند کر لو (یہ بے تحاشہ بغض و عداوت ملاحظہ ہو) یہ سنکر جہاں پناہ فرمانے لگے۔ نہیں نہیں اللہ کی قسم نہیں (میں علی کو گالی دینا اور دلوانا اُس وقت تک بند نہیں کروں گا) جب تک کہ اسی روش (یعنی اِسی ملعون تبرا بازی پر) بچے تربیت پا جائیں جوان بوڑھے ہو جائیں اور کوئی شخص علی کی فضیلت کا ذکر نے والا دنیا میں باقی نہ رہے

وقد ذکرہ العلامۃ ابن ابی الحدید ایضاً فی کتابہ نھایۃ العقول ہ اور علامہ ابن ابی الحدید نے بھی اس واقعہ کا ذکر اپنی کتاب نہایۃ العقول کے اندر کیا ہے۔

۱۔ ومسطور فی کتاب العقد لابن عبد ربہ وفی المستطرف انہا حکی ان معاویۃ بینما ھو جالس فی بعض مجالسہ وعندہ وجوہ الناس فیھم الاحنف بن قیس فدخل رجل من اھل الشام فقام خطیبا فکان آخر کلامہ ان لعن علیا رضی اللہ عنہ ۔ اور علامہ ابن عبد ربہ کی کتاب العقد میں لکھا ہے اور یہی واقعہ مستطرف میں بھی مذکور ہے کہ معاویہ ایک دن اپنی کسی مجلس میں بیٹھا تھا اور قوم اُس کے پاس لوگ موجود تھے انہیں لوگوں میں احنف ابن قیس بھی تھے کہ ایک شامی آیا وہ منبر پر کھڑا ہوا اُس نے کچھ تقریر کی اور آخر میں اُس نے جناب امیر علیہ السلام پر لعنت کی۔ اب وہ ایک واقعہ وہ بھی ملاحظہ فرمالیں جن میں یہ دشمن جان وایمان مولیٰ کو گالیاں دینے کی دوسروں سے فرمائش کر رہا ہے۔

۲۔ واخرج مسلم فی صحیحہ والترمذی والنسائی فی الخصائص عن عامر بن سعد ابن ابی وقاص عن ابیہ قال :۔ امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلاثا قالہن لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لہ وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :۔ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبوۃ بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتطاولنا لہا فقال ادعوا لی علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایۃ فتح اللہ علیہ ولما نزلت ھذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی ۵

مسلم نے اپنے صحیح میں اور ترمذی اور نسائی نے اپنے خصائص میں حضرت
عامر ابن سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ معاویہ ابن ابی سفیان
نے سعد کو حکم دیا اور کہا کہ تمہیں ابو تراب کو لعن طعن کرنے میں کون سا امر
مانع ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص نے فرمایا اے معاویہ جب تک مجھے وہ
تین باتیں جو رسول اللہ نے علی کی فضیلت میں فرمائی ہیں یاد ہیں میں
اس وقت تک اُن کو ہرگز ہرگز بُرا نہ کہوں گا۔ بلکہ اُن تین باتوں سے
اگر میرے حق میں صرف ایک بات بھی ہوتی تو وہ بات میرے نزدیک
سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی جن سے اے معاویہ میں نے
رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور فرماتے تھے اور حضور نے
علی کو ایک جنگ میں اپنا خلیفہ بنایا تو علی نے رسول اللہ سے عرض
کی کہ یا رسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں کے اوپر اپنا جانشین
بنا کر چھوڑے جاتے ہیں اس پر رسول اللہ نے علی سے فرمایا اے
علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک
وہی ہے جو منزلت حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ کے نزدیک تھی مگر
مگر بات صرف اتنی ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

پھر میں نے رسول اللہ سے یہ بھی سنا ہے کہ حضور جنگ خیبر کے دن فرماتے
تھے کہ میں علم اُس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اُن کے رسول
کو پیار کرتا ہے اور جس کو اللہ اور اُن کے رسول پیار کرتے ہیں حضرت
سعد فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص اس بات کا متمنی تھا پھر سرکار
نے فرمایا علی کو بلاؤ پس علی بلائے گئے اُنکی آنکھیں دُکھتی تھیں۔
رسول اللہ نے اپنا لعاب دہن اُنکی آنکھوں میں لگا دیا اور اُن کو علم

عطا کیا اور اللہ پاک نے خیبر کو انہی کے ہاتھوں پر فتح کر دیا اور جبکہ
یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹوں
کو یعنی آیت مباہلہ، تو رسول اللہ نے علی کو فاطمہ کو حسن کو اور حسین
کو بلایا اور فرمایا بار الٰہا یہی میرے اہل بیت ہیں -

ملاحظہ ہو معاویہ کا مولیٰ کے ساتھ یہ شدید بغض اور عداوت اور مولیٰ
کو گالیاں دینے اور دلوانے کے لئے اس کو یہ بے تحاشا نشہ سب و شتم
فرمائش کرتا ہے مولیٰ کو گالیاں دینے کی اور وہ بھی کس سے ایک جلیل القدر
صحابی سے اور وہ صحابی بھی کون جو عشرہ مبشرہ میں ہیں ۔

اس حدیث کی عبارت میں ایک مخصوص بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے
اور وہ یہ کہ اس خاص جملہ میں (امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا
فقال ما منعک ان تسب ابا تراب) قرینۂ عبارت اور محققین کی تحقیق
کے مطابق لفظ بِسَبِّ عَلِیٍّ اور فَاَبٰی محذوف یعنی پوشیدہ ہے یعنی
(۳) جملہ کی ترکیب یوں ہے اَمَرَ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ سَعْدًا بِسَبِّ
علی معاویہ ابی سفیان کے بیٹے نے حضرت سعد کو مولیٰ کو گالیاں دینے کا حکم دیا
فَاَبٰی حضرت سعد نے انکار فرما دیا فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا تُرَاب
آپ کے اس انکار پر معاویہ نے کہا کہ کیوں کون سا امر تمہیں علی کے لعن
طعن کرنے میں مانع ہے۔ معاویہ کی اس بات کو ہی سنکر حضرت سعد رضی اللہ
عنہ کا جوش ایمانی ابل پڑا اور آپ نے فرمایا کہ او بدبخت علی کے تین فضائل
میں نے رسول اللہ سے ایسے سنے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی
میرے حق میں ہوتی تو وہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی پھر
آپ معاویہ کے اس قبیح اور ملعون حکم کو رد فرماتے ہیں اور اپنی جوتیوں سے

"ٹھکراتے ہیں اور یہ نہیں فرماتے کہ لَا اَسُبُّہٗ یعنی میں اُن کو گالی نہیں دوں گا بلکہ نہایت ہی زور دار لفظوں میں اُس کے اِس ملعون حکم کو ٹھکراتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں فَلَنْ اَسُبَّہٗ یعنی میں اُن کو گالی نہیں دوں گا

دشمن ایمان دیں! مولیٰ علی کو گالیاں
سعد سے حکم نہیں تیرا ہے بس واسطہ ہاں

وَقَدْ قَالَ ابن تیمیہ ایضاً فی ھذا الحدیث :- اما سعد لما امرہ معاویۃ بالسب فابٰی فقال ما منعک ان تسب ابا تراب ہ اور ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کے متعلق یہی کہا ہے کہ معاویہ نے حضرت سعد کو حکم دیا کہ علی کو گالیاں دو۔ حضرت سعد نے انکار کیا اُس پر معاویہ نے آپ سے سوال کیا کہ ابو تراب کو گالی دینے میں تمہیں کونسا امر مانع ہے۔

وقد زاد ابو یعلیٰ عن سعد من وجہ آخر قال :- لو وضع المنشار علی مفرقی ان اسب علیا ما سببتہ ابدا اور علامہ ابو یعلیٰ نے بطریق دیگر حضرت سعد کے جواب کے یہ الفاظ اتنا اور بڑھایا ہے کہ معاویہ کے اس حکم ملعون پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُس کو یوں للکارتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ میرے سر پر اگر آرہ بھی رکھ دیا جائے اور مجھ سے کہا جائے کہ میں علی پر لعن طعن کروں تب بھی میں ایسا نہ کروں گا

سبحان اللہ! یہ ہے کہ صحابیٔ رسول کی محبت صحابیٔ رسول کے ساتھ

اکثر شارحین نے اس حدیث کے بعد حاشیوں کے اوپر اس حدیث کی نہایت ہی لچر اور رکیک تاویلیں کی ہیں جو بالکل قابل اعتبار نہیں ہیں جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتاوائے عزیزیہ کے جلد اول میں تحریر فرمایا ہے۔

۸۔ مولیٰ اور محبان مولیٰ پر معاویہ کے مظالم

وروی ابو الحسن المدائنی فی کتاب الاحداث قال کتب معاویۃ نسخۃ واحدۃ الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابی تراب واھل بیتہ فقامت الخطباء فی کل کورۃ وعلی کل منبر یلعنون علیا ویبرؤن منہ ویقعون فیہ وفی اھل بیتہ ۔

اور حضرت علامہ ابو الحسن مدائنی نے اپنی کتاب الاحداث میں روایت کی ہے کہ جس سال لوگوں نے جبراً اور قہراً معاویہ کی حکومت مان لی اسی سال معاویہ نے اس ایک ہی مضمون کا فرمان اپنے تمام عمال حکومت کے نام جاری کیا کہ میں اُس شخص سے بری الذمہ ہوں جو علی اور اُن کے اہل بیت کی فضیلت میں کوئی بات روایت کرے ۔ پس ہر قریہ اور دیہات میں خطیب کھڑے ہوئے جو ہر ممبر کے اوپر حضرت علی پر لعنت کرتے اُن سے براءت کا اظہار کرتے اور اُن کے اہلبیت کی مذمت کے پیچھے پڑے رہتے تھے ۔

وکان اشد الناس بلاءحینئذ اھل الکوفۃ لکثرۃ من بھا من شیعۃ علی علیہ السلام فاستعمل علیھم زیاد بن سمیۃ وضم الیہ البصرۃ فکان یتبع الشیعۃ وھو بھم عارف لانہ کان منھم ایام علی علیہ السلام ۔

اس وقت اہل کوفہ سب سے زیادہ بلاؤں میں مبتلا تھے اس لئے کہ وہاں پر محبان مولیٰ کی کثرت تھی پس اہل کوفہ پر معاویہ نے زیاد ابن سمیہ

کو عامل مقرر کیا اور بصرہ بھی اسکی حکومت میں شامل کر دیا۔ وہ ملعون محبانِ علیؑ کا متلاشی رہتا تھا اور اُنکو خوب پہچانتا بھی تھا کیونکہ مولیؑ کے زمانہ میں خود بھی اُنہی میں سے تھا۔

فقتلهم تحت كل حجر ومدر واخافهم وقطع الايدی والارجل وسمل العيون وصلبهم على جذوع النخل وطردهم وشردهم عن العراق فلم يبق بها معروف منهم۔ پس اُنکو ہر ایک کوہ و دشت سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا اُنہیں ڈرایا دھمکایا اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے ان کی آنکھیں پھوڑیں درختوں کی شاخوں میں اُلٹا لٹکا کر اُنہیں سولی دی اور اُن کو عراق سے خارج البلد اور جلا وطن کر دیا۔ حتیٰ کہ وہاں کوئی مشہور آدمی اُن میں کا باقی نہ رہا۔

وكتب معاوية الى عماله ان لا يجيزوا لاحد من شيعة علی شهادة وكتب اليهم ان انظروا من قبلكم من شيعة عثمان ومحبيه واهل ولايته الذين يروون فضائله ومناقبه فادنوا مجالسهم وقربوهم واكرموهم واكتبوا الی بكل ما يروی كل رجل منهم واسمه واسم ابيه وعشيرته ففعلوا ذلك حتى اكثروا فی فضائل عثمان ومناقبه لما كان يبعثه اليهم معاوية من الصلات والكساء والحباء والقطائع ويفيضه فی العرب منهم والموالی فكثر ذلك فی كل مصر وتنافسوا فی المنازل والدنيا فليس يجیء احد من الناس عاملا من عمال معاوية فيروی فی عثمان فضيلة او منقبة الا كتب اسمه وقربه وشفعه فلبثوا بذلك حينا۔

اور معاویہ نے اپنی سلطنت کے اندر ہر جگہ یہ فرمان لکھ بھیجا تھا کہ

کسی محب علی اور محب اہل بیت کی شہادت یا گواہی کو روا نہ رکھا جائے اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ وہ حضرت عثمان کے چاہنے والوں اور اُنکے دوستوں اور اُنکی ولایت کے تسلیم کرنے والوں کو جو اُن کے فضائل اور مناقب کی روایت کرتے ہوں خود جانچیں اور اُن کو اپنی مجلسوں میں قریب جگہ دیں اور اپنا مقرب بنائیں اور اُن کا اعزاز واکرام کریں - نیز یہ کہ اُن میں سے ہر شخص کی روایت کو اُس کے نام کو اور اُس کے باپ اور اس کے خاندان کے نام کو لکھ کر اُس کے پاس بھیجدیں -

چنانچہ اُس کے عمّال نے ایسا ہی کیا - حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عثمان کے فضائل اور مناقب میں خوب خوب زیادتیاں کیں - کیونکہ معاویہ اِس کے معاوضہ میں اُن کے پاس انعام اکرام خلعت اور جاگیریں بھیجا کرتا تھا اور معاویہ کی یہ داد ودہش عرب اور اُس کے اطراف میں خوب جاری رہی - ہر شہر میں اسکی کثرت ہوگئی اور لوگوں نے مراتب و مناسب اور دنیا کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کی - پس کوئی بری ادا ایسا نہیں پایا جاتا تھا جو معاویہ کے کسی عامل سے ملا ہو اور اُس نے اُسکے سامنے حضرت عثمان کی کسی منقبت یا فضیلت کی روایت نہ کی ہو اور کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اُس راوی کا نام نہ لکھ لیتا ہو اُس کو اپنا مقرب بارگاہ نہ بنا لیتا ہو اور اسکی سفارش نہ کرتا ہو - پس ایک مدت تک یہی حال رہا -

ثم کتب الی عمالہ ان الحدیث فی عثمان قد کثروا فشا فی کل مصر وکل وجہ وناحیتہ فاذا جاءکم کتابی ھذا فادعوا الناس الی الروایتہ فی فضائل الصحابتہ والخلفاء الاولین ولا تترکوا خبرا یرویہ

احد من المسلمین فی ابی تراب الا واتونی بمناقض لہ فی الصحابۃ فان ھذا احب لی واقر لعینی ۔

اس کے بعد معاویہ نے اپنے عمال کو لکھا کہ حضرت عثمان کی نسبت حدیثوں کی کثرت ہو گئی اور وہ حدیثیں ہر شہر اور تمام اطراف واکناف میں پھیل گئیں پس اب جس وقت میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو فضائل صحابہ اور خلفاء اولین کی روایت کی طرف دعوت کرو اور کسی ایسی خبر کو نہ چھوڑو جو کوئی مسلمانوں میں سے حق ابو تراب میں روایت کرتا ہو مگر اس کے مقابلہ میں صحابہ کے بارے میں بھی ویسی ہی خبر میرے سامنے پیش کریں اس لئے کہ یہ بات مجھے بہت زیادہ محبوب ہے اور اسی بات سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔

وادحض لحجۃ ابی تراب وشیعتہ واشد علیھم من مناقب عثمان وفضلہ ۔ اصحاب کے فضائل اور خلفاء اولین کے مناقب ابو تراب اور ان کے چاہنے والوں کے دلائل کو پست کرنے والے ہیں اور ان کے لئے حضرت عثمان کے فضائل اور مناقب سے بھی زیادہ شدید اور گراں ہیں ۔

فقرئت کتبہ علی الناس فرویت احادیث کثیرۃ فی مناقب الصحابۃ مفتعلۃ لا حقیقۃ لھا وجد الناس فی روایتھا یجری ھذا المجری حتی اشادوا بذکر ذالک علی المنابر والقی الی معلمی الکتاب فعلموا صبیانھم وغلمانھم من ذالک الکثیر الواسع حتی رووہ وتعلموہ کما یتعلمون القرآن وحتی علموہ بناتھم ونساءھم وخدمھم وحشمھم فلبثوا بذالک ماشاء اللہ ۔ پس یہ فرمان

لوگوں کے سامنے پڑھا گیا اور مناقب صحابہ میں بکثرت جعلی حدیثیں بنائی گئیں جنکی کوئی حقیقت اور اصلیت نہیں ہے اور لوگوں نے اسی قسم کی روایت کی بے حد کوشش کی یہاں تک کہ منبروں پر اُن کا ذکر کیا گیا اور مکتبوں کے ملاؤں کو یہ روایتیں سکھائی گئیں اُنھوں نے بچوں کو اور لڑکوں کو اُس کا کثیر اور وسیع حصہ تعلیم کیا۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ تعلیم قرآن کی طرح اِن روایات کی بھی تعلیم ہونے لگی یہاں تک کہ لڑکیوں۔ عورتوں۔ خدمتگاروں اور غلاموں تک کو اُن روایات کی تعلیم کی گئی اور یہی حالت ایک مدت دراز تک رہی ـ

ثم کتب الی عماله نسخة واحدة الی جمیع البلدان انظروا من قامت علیه البینة انه یحب علیا واهل بیته فامحوه من الدیوان واسقطوا عطائه ورزقه اس کے بعد معاویہ نے اپنے عُمّال کو ایک دم سے تمام بلاد و امصار میں اِس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ دیکھو جس شخص پر اس امر کی شہادت قائم ہو جائے کہ وہ علی اور اُن کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے تو تم فوراً ہی اُس کا نام دفتر سے کاٹ دو۔ اور اُسکی تنخواہ اور یومیہ روزینہ فوراً بند کر دو۔

وشفع ذالک بنسخة اخری من اتهمتموه بموالاة هؤلاء القوم فنکلوا به واهدموا داره ص اور پھر اُس خط کے بعد فوراً ہی ایک دوسرا خط لکھ بھیجا کہ جس شخص کو تم محبت علی اور محبت اہل بیت میں متہم سمجھو اُس پر عتاب کرو اور اُس کا مکان توڑ کر گرا دو۔

حتی ان الرجل من شیعة علی لیاتیه من یثق به فیدخل بیته فیلقی الیه سره ویخاف من خادمه ومملوکه ولا یحدثه حتی

یاخذ علیہ الایمان الغلیظۃ لیکتمن علیہ ۔

محبان علیؑ میں سے اگر کوئی شخص اپنے کسی ایسے ساتھی کے پاس بھی آتا تھا جس پر اُس کا اعتماد اور وثوق ہوتا تھا تو وہ اُس کو اپنے گھر میں لے جا کر اُس سے اپنا راز کہتا تھا اور اُس کے نوکر غلام اور اُس کے مملوک تک سے ڈرتا اور خوف کرتا تھا اور اِس پر بھی کوئی حدیث اُس سے بیان نہ کرتا جب تک کہ اُس سے اخفاء راز کے لئے سخت سے سخت قسمیں نہ لیتا۔

فظھر حدیث کثیر موضوع وبھتان منتشر ومضی علی ذالک الفقھاء والولاۃ وکان اعظم الناس فی ذالک البلیۃ القراء المراؤن والمستضعفون الذین یظاھرون الخشوع والنسک فیفتعلون الاحادیث لیحظوا بذالک عند ولاتھم ویقربوا مجالسھم ویصیبوا بہ الاموال والضیاع والمنازل ۔

اِس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جھوٹی حدیثوں کا بکثرت ظہور ہوا اور دھوکہ اور فریب دنیا میں پھیل گیا اور فقہا اور قاضی اور حکام اسی طریقہ پر چلنے لگے ۔ اِس بلا میں زیادہ تر ریاکار قاری اور وہ لوگ گرفتار تھے جن کا ایمان کمزور تھا اور کچھ لوگ ایسے تھے جو زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا تو اظہار کرتے تھے مگر جعلی حدیثیں بناتے تھے تاکہ اسی وسیلے سے حکام سے بہرہ مند ہوں اور اُن کے مقرب بارگاہ بن جائیں اور دولت جاگیریں اور مکانات حاصل کریں۔

حتی انتقلت تلک الاخبار والاحادیث الی ایدی الدیانین الذین لا یستحلون الکذب والبھتان فقبلوھا ورووھا وھم یظنون انھا حق ولو علموا انھا باطلۃ لما رووھا ولا تدینوا بھا

فلم یزل الامر کذالک حتی مات الحسن بن علی علیہما السلام

حتی کہ یہ اخبار کاذبہ اور احادیث باطلہ اہل دین و دیانت کے ہاتھوں تک پہونچ گئے جو کذب وافترا کو حلال نہ جانتے تھے پس انہوں نے اُن کو قبول کر لیا اور اُنکی روایتیں کرنے لگے۔ اُن کا گمان یہ تھا کہ وہ حق اور صحیح ہیں اور یہ حال کھل جاتا کہ وہ جھوٹ اور باطل ہیں تو وہ ہرگز اُنکی روایت نہ کرتے اور کبھی ان کو اپنے امور دین میں داخل نہ کرتے یہ امر حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت تک برابر اسی طرح جاری رہا۔

فازداد البلاء والفتنۃ فلم یبق من ھذا القبیل الا دھو خائف علی دمہ او طرید فی الارض

پھر تو فتنہ و بلا اور بڑھ گیا اور محبان مولیٰ اور محبان اہلبیت میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ تھا جو اپنی جان سے خائف و ترسان یا آوارہ گرد یا خانہ ویران نہ ہو۔

ثم تفاقم الامر بعد قتل الحسین علیہ السلام

پھر سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہ فتنہ اور بھی زبردست اور ہولناک ہوگیا۔

وولی عبد الملک بن مروان فاشتد الامر علی الشیعۃ وولی علیہم الحجاج بن یوسف فتقرب الیہ اھل النسک والصلاح ببغض علی وموالاۃ اعدائہ وموالاۃ من یدعی قوم من الناس انھم ایضاً اعدائہ فاکثروا من الروایۃ فی فضلھم وسوابقھم ومناقبھم فاکثروا من البغض من علی کرم اللہ وجہہ وعیبہ والطعن فیہ والشنآن لہ

سید الشہدا کی شہادت کے بعد عبد الملک ابن مروان مسند نشین

حکومت ہوا اور محبان اہل بیت پر سختی بڑھ گئی اُس نے حجاج ابن یوسف
کو اُن پر حاکم بنا دیا۔ حجاج کے پاس بڑے بڑے صاحبان زہد و تقویٰ اور
صاحبان طاعت و عبادت آنے لگے۔ اِن لوگوں نے دشمنان مولیٰ کی محبت
اور نیز اُن کی محبت کو بھی جن کے متعلق ایک قوم مدعی تھی کہ وہ بھی مولیٰ کے
ہی دشمنوں میں سے ہیں۔ حجاج کے نزدیک اپنے لئے وسیلۂ تقرب قرار
دیا۔ اِنہی لوگوں نے دشمنان مولیٰ کے فضائل اور مناقب کی
بکثرت روایت کی اور مولیٰ کی حد درجہ منقصت اور عیب جوئی اور
طعنہ زنی اور اُن کے بغض و عداوت کے درپے ہو گئے۔

حتی ان انسانا وقف للحجاج ویقال انہ جد الاصمعی عبد الملک
بن قریب فصاح بہ ایہا الامیر ان اہلی عقونی فسمونی علیا و
انی فقیر بائس وانا الی صلۃ الامیر محتاج فتضاحک الحجاج وقال
للطف ما توسلت بہ قد ولیتک موضع کذا۔ یہاں تک کہ ایک شخص حجاج
کے سامنے آکر کھڑا ہوا (کہتے ہیں کہ وہ جدّ اصمعی عبد الملک ابن قریب
تھا) اور چلا کر کہنے لگا اے امیر میرے اہل کنبہ نے مجھے عاق کر دیا
اس لئے کہ انھوں نے میرا نام علی رکھ دیا ہے۔ اور میں مفلس اور
تنگدست ہوں اور امیر کے انعام اور صلہ کا محتاج ہوں۔ حجاج یہ
سُن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ چونکہ تو نے سوال کرنے کا ایک لطیف
پیرا نکالا ہے۔ اِس لئے جا میں نے فلاں مقام کی تجھے حکومت دی۔

وقد روی ابن عرفۃ المعروف بنفطویہ وہو من اکابر
المحدثین رحمہ الامام فی تاریخہ ما یناسب ہذا الخبر وقال ان
اکثر الاحادیث الموضوعۃ فی فضائل الصحابۃ افتعلت فی

ایام بنی امیۃ تقربا الیھم بما یظنون انھم یرغمون بہ انوف
بنی ھاشم ۔ اور ابن عرفہ نے بھی جن کا مشہور نام نفطویہ ہے جو ایک
بہت بڑے محدث اور بہت زیادہ مشہور و معروف ہیں وہ بھی یہی فرماتے
ہیں کہ فضائل صحابہ میں اکثر موضوع حدیثیں بنی امیہ کے زمانہ میں بنائی
گئیں تاکہ اسی وسیلہ سے اُن کا تقرب حاصل کیا جائے کیونکہ بنی امیہ
کو یہ گمان تھا کہ وہ فضائل صحابہ کی نشر و اشاعت کے ذریعہ بنی ہاشم
کی توہین کرتے ہیں۔

قلتلا یلزم من ھذا ان یکون علی علیہ السلام یسوءہ
ان یذکر الصحابۃ والمتقدمون علیہ بالخیر والفضل
الا ان معاویۃ و بنی امیۃ کانوا یظنون الامر من ھذا علی
ما یظنونہ فی علی کرم اللہ وجہہ من انہ عدو من تقدم علیہ ولم
یکن الامر فی الحقیقۃ کما یظنونہ ولکن ما کان یری انہ
افضل منھم وانھم استأثروا علیہ بالخلافۃ من غیر
تفسیق منہ لھم ولا براءۃ منھم ۔ انتھی کلام المدائنی ۔
علامہ ابو الحسن مدائنی فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام اور خلفاء راشدین کا ذکر
اگر اُن کے فضائل اور اُن کے امور خیر کے ساتھ کیا جائے تو اس ذکر خیر
سے مولیٰ کی کچھ برائی نہیں ہوتی لیکن معاویہ اور بنی امیہ کا گمان ناصر
مولیٰ کے متعلق یہ تھا کہ جو اُن سے پہلے خلفا کو پسند نہیں فرماتے ہیں
اُن کا یہ گمان باطل تھا اس لئے کہ حقیقت یہ نہ تھی مولیٰ اکثر یہ خیال فرماتے
تھے کہ میں اُن سے افضل ہوں لیکن مولیٰ اُن کی خلافت کو حق سمجھتے تھے اور
اُن سے برأت اور بیزاری کو جائز نہیں قرار دیتے تھے ختم ہوا کلام مدائنی

مداہنی کا۔

قلت لم یسکت المحدثون الراسخون فی علم الحدیث والعارفون باسماء رجالہ وحالاتھم عن تمحیص ھذہ الاحادیث وفحصھا بل امتحنوھا وبینوا وضعھا واسبابہ وان بعض رواتھا کذابون غیر موثوق بھم فجزاھم اللہ عن نبیھم وامتہ خیر الجزاء

صاحب نصائح کافیہ فرماتے ہیں کہ محدثین راسخین اور علم حدیث کے ماہرین نے جو اسماء رجال اور اُن کے حالات سے واقف ہیں اُن احادیث موضوعہ کی چھان بین اور بحث و تفتیش سے سکوت نہیں کیا بلکہ ہر طرح سے اُن کی جانچ پڑتال کر لی ہے اور اُنکی موضوعیت اور اسباب وضع اور بعض راویوں کے کذب اور غیر معتمد ہونے کو بیان کیا ہے خدا اُن کو اُن کے نبی اور اُن کی امت کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائیں۔

ثم ان المحدثین انما یطعنون فیمن دون طبقۃ الصحابۃ ولا یتجاسرون علی الطعن فیمن ھو صحابی علی اصطلاحھم وان کان غیر مستقیم۔

ہاں البتہ محدثین کی یہ جانچ صرف اُس طبقہ تک ہی منحصر ہے جو طبقہ صحابہ سے پست ہے۔ رہے وہ لوگ جو اُنکی اصطلاح میں صحابی تھے اُن پر طعن کی جسارت نہیں کرتے۔

امراء بنی امیہ کا ممبروں کے اوپر کھڑا ہو ہو کر مولیٰ پر لعنت بھیجنا

(۱) مغیرہ ابن شعبہ حاکم کوفہ

لما استعمل معاویۃ المغیرۃ بن شعبۃ علی الکوفۃ دعاہ

وقال له فان لذی الحلم قبل الیوم ما تقرع العصا ولا یجزئ عنک الحلیم بغیر التعلیم وقد اردت ایصائک باشیاء کثیرۃ وانا تارکھا اعتمادا علی بصرک ولست تارکا ایصائک بخصلۃ واحدۃ لا تترک شتم علی وذمہ والترحم علی عثمان والاستغفار لہ والعیب لاصحاب علی والاقصاء لھم والاطراء لشیعۃ عثمان والادناء لھم فقال لہ المغیرۃ قد جربت وجربت وعملت قبلک لغیرک فلم یذمنی وستبلو فتحمد او تذم فقال بل نحمد ہ

جب معاویہ نے مغیرہ ابن شعبہ کو کوفہ پر عامل کیا ہے تو اس کو اتنی باتیں بلا کر کہا آج کے دن سے پہلے تجھ جیسے سمجھدار کے لئے قرع عصا یعنی تنبیہ کی حاجت نہ تھی اور آج اب تعلیم کے تجھ جیسے ایک سمجھدار کے لئے بھی کوئی چارۂ کار نہیں ہے میرا ارادہ تھا کہ تجھ سے بہت سی باتوں کی وصیت کروں لیکن میں تیری دانائی پر بھروسہ کرکے اُن باتوں کو چھوڑے دیتا ہوں مگر ایک بات کی وصیت سے خاموش نہیں رہ سکتا اور وہ بات یہ ہے کہ علی کی مذمت اور بدگوئی اور عثمان پر رحمت بھیجنے اور اُن کے لئے استغفار کرنے اور اصحاب علی کی عیب جوئی اور اُن کو دور رکھنے اور محبان عثمان کی مدح سرائی اور نہیں مقرب بنانے کو ہرگز ہرگز ترک نہ کرنا۔ مغیرہ نے کہا میری بارہا آزمائش ہو چکی ہے۔ اور تو خود بھی آزما چکا ہے۔ اور تجھ سے پہلے میں اوروں کا بھی عامل رہ چکا ہوں۔ کسی نے میری مذمت نہیں کی۔ اب تو بھی آزمائے گا۔ پس یا تو میری تعریف کرے گا یا میری مذمت کرے گا معاویہ نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم تیری تعریف ہی کریں گے۔

فاقام المغیرة عاملا علی الکوفة وهو لا یدع شتم علی والوقوع فیه فاذا سمع ذالک حجر بن عدی قال بل ایاکم ذم الله ولعن

سے پس مغیرہ کوفہ پر عامل رہا اور حضرت علیؑ کی بدگوئی اور عیب جوئی کبھی نہیں چھوڑی جب یہ بات حضرت حجر ابن عدی نے سنی تو فرمایا خدا تمہاری مذمت اور تم پر لعنت کرتا ہے (کامل از علامہ ابن اثیر)

قلت لم یزل المغیرة باقی ایامه عاملا بوصیة طاغیته معاویة بما غیره حق قال لصعصعة بن صوحان وهو من اصحاب علی علیه السلام ایاک ان یبلغنی عنک انک تعیب عثمان وایاک ان یبلغنی عنک انک تظهر شیئا من فضل علی فانا اعلم بذالک منک ولکن هذا السلطان قد ظهر وقد اخذنا باظهار عیبه للناس فنحن ندع شیئا کثیرا مما امرنا به ونذکر الشیء الذی لا نجد منه بدا ندفع به هؤلاء القوم عن انفسنا فان کنت ذاکرا فضله فاذکره بینک وبین اصحابک فی منازلکم سرا واما علانیة فی المسجد فان هذا لا یحتمله الخلیفة لنا۔ انتهی من الکامل للعلامة ابن اثیر۔

ــــہ مغیرہ اپنے باقی ایام حکومت میں برابر اس وصیت پر عامل رہا اور دوسروں کو بھی اس کی وصیت کرتا رہا۔ چنانچہ اس نے صعصعہ ابن صوحان سے جو اصحاب مولا علیؑ سے تھے یہ معلوم کرکے کہ وہ لوگوں میں مولا اور ان کے فضائل کا ذکر کیا کرتے ہیں کہا کہ خبردار میں یہ نہ سنوں کہ تو حضرت عثمان کا عیب نکالتا ہے

اور اِس بات کی بھی میرے کان میں خبر نہ ہو کہ تو فضائل علی کا کچھ تذکرہ کیا کرتا ہے۔ مجھے تجھ سے زیادہ اِس کا علم ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ اِس سلطان کا تسلط اور غلبہ ہو گیا ہے اور اُس نے مجھ سے یہ عہد لے لیا ہے کہ میں علی کے عیوب ظاہر کیا کروں۔ پھر بھی میں وہ بہت سی باتیں چھوڑ دیتا ہوں جس پر میں مامور ہوں۔ اور اُسی بات کا ذکر کرتا ہوں جس کی نسبت میں کوئی چارہ نہیں پاتا ہوں کہ اس قوم کے ضرر کو اپنے نفسوں سے دفع کروں۔ اگر تو علی کی کوئی فضیلت بیان بھی کرے تو اپنے گھروں میں چھپ کر صرف اپنے دوستوں کے سامنے بیان کرے۔ مسجد میں علانیہ بیان کرنے کا ہمارا خلیفہ متحمل نہیں ہو سکتا (تاریخ کامل از علامہ ابن اثیر)

(۲) امر یعنا حجر بن عدی ان یقوم فی الناس فابی فتوعدہ فقام فقال ایھا الناس امیرکم امرنی ان العن علی ابن ابی طالب فالعنوہ لعنہ اللہ تعالٰی فقال اہل الکوفۃ لعنہ اللہ لیعنون الامیر۔ ایک دن مغیرہ ابن شعبہ نے حضرت حجر ابن عدی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر جناب علی مرتضیٰ پر لعنت کریں۔ آپ نے اس سے انکار کیا۔ مغیرہ نے آپ کو دھمکی دی۔ لاچار ہو کر آپ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے لوگو! مجھے تمہارے امیر کا حکم ہے کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب پر لعنت کروں۔ پس تم سب اُس پر لعنت بھیجو خدا اُس پر لعنت بھیجیں تمام اہل کوفہ نے کہا خدا اُس پر لعنت کریں اور اِس سے مقصود

تھا امیر یعنی مغیرہ پر لعنت بھیجنا۔

قالوا وکان المغیرۃ صاحب دنیا یبیع دینہ بالنذر القلیل منھا یرضی بہ معاویۃ کہتے ہیں کہ مغیرہ بڑا دنیادار تھا دین کو تھوڑی سی دنیا کے بدلے بیچ ڈالتا تھا اور معاویہ کو راضی رکھتا تھا۔

(۲) مروان ابن الحکم۔ حاکم مدینہ

واستعمل معاویۃ علی المدینۃ مروان بن الحکم وکان عاملا بامرہ معاویۃ فکان لایدع سب علی علیہ السلام علی المنبر کل جمعۃ تقوی الاوامر امیرہ ــــ اور معاویہ نے مدینہ طیبہ پر مروان ابن الحکم کو حاکم مقرر کیا اور وہ معاویہ کے حکموں پر پورا پورا عمل کرتا تھا اور معاویہ کے حکم کو بجالانے کی خاطر ہر جمعہ کو ممبر پہ ادپر کھڑا ہو کر مولا کو گالی گلوچ دیتا تھا۔

قال ابن حجر المکی جاء بسند رواۃ ثقات ان مروان لما ولی المدینۃ کان یسب علیا علی المنبر کل جمعۃ ثم ولی بعدہ سعید بن العاص فکان لایسب ثم اعید مروان فعاد للسب ــــ۔

علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ ایسی سند کے ذریعہ سے جسکے راوی ثقہ اور معتبر ہیں وارد ہوا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا تو ہر جمعہ کو ممبر رسول کے اوپر کھڑا ہو کر مولا کو گالیاں دیا کرتا تھا پھر سعید ابن عاص اس کی جگہ پہ مقرر ہوا اس نے مولا پر سب و شتم کرنا ترک کر دیا۔ پھر مروان دوبارہ اسی عہدہ پر مامور ہوا اور اسنے اس فعل ملعون کو پھر جاری کیا۔

وكان الحسن يعلم ذالك فسكت ولا يدخل المسجد الا عند الاقامة فلم يرضى بذالك مروان حتى ارسل للحسن فی بيته بالسب البليغ لابيه وله ؎

حضرت امام حسن علیہ السلام کو یہ بات معلوم تھی مگر حضور خاموش تھے مسجد میں حضرت تشریف نہیں لاتے تھے۔ مگر صرف اُس وقت جب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مروان اس پر بھی راضی نہ ہوا حتی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس آپ کے گھر میں آپکی اور آپکے پدر بزرگوار کی بے حد مذمت اور گالی گلوج لکھ کر بھیج دی۔

منہ:- ما وجدت مثلك الا مثل البلغة يقال لها من ابوك فتقول امی الفرس الخ ؎

نقل کفر کفر نباشد۔ مجھے تیری مثال سوائے خچر کے کوئی نہیں ملتی کہ جب اُس سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون ہے تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے۔ اس کے آخری جملہ تک۔

وفی صحیح البخاری من اثنا حدیث لابی سعید رضی اللہ عنہ قال ابوسعید خرجت مع مروان وهو امیر المدینة فی اضحی او فطر فلما اتینا المصلی اذا منبر بناه کثیر بن الصلت فاذا مروان یرید ان یرتقیه قبل ان یصلی فجذبت بثوبه فجذبنی فارتفع فخطب قبل الصلوۃ فقلت له غیرتم واللہ فقال یا ابا سعید ذهب ما تعلم فقلت ما اعلم واللہ خیر مما لا اعلم فقال ان الناس لم یکونوا یجلسون لنا بعد الصلوۃ فجعلتها قبل الصلوۃ ؎

صحیح بخاری میں ایک حدیث کے سلسلہ میں حضرت ابوسعید سے مروی ہے

آپ فرماتے ہیں کہ میں عید قربان یا عید الفطر کے دن مروان کے ساتھ نکلا اُس زمانہ میں وہ حاکم مدینہ تھا جب ہم عید گاہ پہونچے تو وہاں ایک ممبر دیکھا جس کو کثیر ابن صلت نے بنایا تھا مروان نے یکایک نماز سے پہلے اُس ممبر پر پڑھنا چاہا۔ میں نے اُس کا دامن پکڑ کر کھینچ لیا وہ جھٹکا کر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے لگا۔ میں نے کہا واللہ تم لوگوں نے سنت کو بدل دیا۔ مروان نے کہا اے ابو سعید تو اپنا علم بھلا بیٹھا۔ میں نے کہا بخدا جو میں جانتا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جس کا مجھ کو علم نہیں ہے۔ مروان کہنے لگا لوگ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا ہے۔

قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری عن ابن منذر ان مروان فراعی مصلحتهم فی اسماعهم الخطبة لکن قیل انهم کانوا فی زمن مروان یتعمدون ترک سماع خطبته لما فیها من سب ما لا یستحق السب (یعنی علیا) والافراط فی مدح بعض الناس (یعنی عثمان) فعلی هذا انما راعی مصلحة نفسه انتهی

علامہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ابن منذر سے روایت کی ہے کہ مروان لوگوں کو خطبہ سنانے میں یہی مصلحت سمجھتا تھا لیکن کہتے ہوں کہ لوگ مروان کے زمانہ میں قصداً خطبہ سننا نہیں چاہتے تھے کیونکہ اُس میں غیر مستحق (یعنی علی مرتضیٰ) کی لعنت و مذمت اور بعض اشخاص (یعنی جناب عثمان) کی مدح میں افراط بے جا ہوتی تھی اس لئے نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے میں اُس نے اپنی ذاتی مصلحت کی رعایت رکھی۔

وقد ذکر العلامۃ الحنفلی فی ارجوزۃ ھذا الحدیث فقال :-
وفی البخاری عن ابی سعید — خطبتہ مروان بیوم العید
قبل الصلوٰۃ حین کان الناس — ابدا لصلاۃ ینفر الجلوس
لانہ کما حکاہ المتنذری — یذکر فیھا المرتضیٰ ویفتری
سبھا لہ من وزغ ملعون — وکل من فی صلبہ یکون
اور علامہ حنفلی نے اپنی کتاب ارجوزہ میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بخاری میں ابوسعید سے مروان کا خطبہ نماز سے پہلے لوگوں کی موجودگی میں منقول ہے۔ کیونکہ نماز کے بعد لوگ اُٹھ جاتے تھے۔ اس لئے کہ منذری کے بیان کے مطابق مروان اپنے خطبہ میں جناب علی مرتضیٰ کا ذکر کیا کرتا تھا اور حضور پر سب و شتم کرتا تھا۔ بدبختی ہو اُس چھپکلی کے بچہ ملعون پر اور اُس شخص پر جو اُس کے صلب میں ہے۔

واما مروان ابن الحکم فھو ابن طرید النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابنہ وھو الفضض من لعنۃ اللہ تعالیٰ کما اخبرتہ بہ عائشہ رضی اللہ عنہا وھو المزور علی عثمان رضی اللہ عنہ الکتاب الذی کان سببا لقتلہ وھو القاتل طلحۃ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یوم الجمل غیلۃ وھو القائل الحسین بن علی علیہما السلام انکم اھل بیت ملعونون و ھو المشیر بقتل الحسین بن علی علیہما السلام صبرا حین دعاہ الولید بن عتبۃ بن ابی سفیان الی منزلہ وھو اذ ذاک امیر المدینۃ واخبرہ بموت معاویۃ وطلب منہ ان یبایع لیزید فاستمھلہ فقال مروان اسعید لاتدعہ یخرج من

هنا حتی یبایع لیزید او نقتله فابی ذالک علیه الولید واستعظمه ذکره البیهقی فی المحاسن والمساوی ۔

مروان ابن الحکم اس شخص کا بیٹا تھا جس کو رسول اللہ نے مدینہ طیبہ سے نکال دیا تھا اور اسے رسول اللہ نے ملعون فرمایا تھا۔ اور یہی مروان وہ شخص ہے جو لعنت خدا میں مقصود ہے جس سے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کو خبر بھی دی ہے۔ اور یہی حضرت عثمان کے اس خط پر مہر لگانے والا ہے جو ان کے قتل کا سبب ہوا اور یہی وہ شخص ہے جس نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہ ابن عبید اللہ کو مکر و فریب سے قتل کیا ہے۔

اور یہی حضرت امام حسن علیہ السلام سے یہ کہنے والا ہے کہ تم لوگ ملعون خاندان سے ہو۔ اور یہی آخر میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کا مشورہ بھی دینے والا ہے۔ چنانچہ ولید ابن عتبہ ابن ابی سفیان نے جب کہ وہ مدینہ کا حاکم تھا حضور کو اپنے گھر بلایا اور معاویہ کے مرنے کی اطلاع دی اور بیعت یزید کا طالب ہوا۔ حضور نے اس سے مہلت لے لی۔ مروان نے ولید سے کہا جب تک یزید کی بیعت نہ کریں یہاں سے جانے نہ دے بلکہ انھیں قتل کر دے۔ ولید نے حضور کا قتل کرنا ایک امر عظیم سمجھا اور انکار کر دیا۔ ان باتوں کو علامہ بیہقی نے اپنی کتاب المحاسن والمساوی میں لکھا ہے:۔

واخرج الحاکم وصححه عن عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه انه قال لا یولد لاحد مولود الا اتی به النبی صلی الله

علیہ وآلہ وسلم فیدعو لہ فادخل علیہ مروان بن الحکم فقال ھذا الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن ملعون ؂

اور علامہ حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے تصحیح کرکے روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوتا تو وہ رسول اللہ کے پاس لایا جاتا تھا اور حضور اس کے واسطے دعا فرماتے تھے جب حضور کے سامنے مروان ابن حکم پیش کیا گیا تو حضور نے فرمایا یہ چھپکلی ہے اور چھپکلی کا بچہ ہے ۔ یہ ملعون ہے اور ملعون کا بیٹا ہے ۔

واصر ابن عباس رضی اللہ عنہما بقوم ینالون من علی ویسبونہ فقال لقائدہ ادنی منھم فادناہ فقال ایکم الساب اللہ قالوا نعوذ باللہ ان نسب اللہ فقال ایکم الساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالوا نعوذ باللہ ان نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ایکم الساب علی بن ابی طالب قالوا اما ھذہ فنعم قال اشھد لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من سبنی فقد سب اللہ ومن سب علی بن ابی طالب فقد سبنی فاطرقوا ؂

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو مولا علی کی شان میں گستاخیاں اور موئی ہرگالی گلوچ کیا کرتے تھے ۔ آپ نے اس شخص سے جو آپ کا ہاتھ پکڑے لئے جا رہا تھا یہ فرمایا کہ مجھے انکے قریب لے چل ۔ جب وہ قریب لے گیا تو آپ نے فرمایا تم میں کون شخص اللہ پر سب و شتم کرتا ہے ۔ اُنہوں نے کہا پناہ بخدا کہ ہم اللہ پر سب

دشنام کریں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ تم میں رسول خدا پر سب و شتم کرنے والا کون ہے
انھوں نے کہا کہ خدا کی پناہ کہ ہم رسول خدا پر سب و شتم کریں پھر آپ نے
پوچھا کہ تم میں حضرت علی ابن ابی طالب پر سب و شتم کرنے والا کون ہے
وہ کہنے لگے یہ بات تو البتہ ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ میں نے جناب رسول خدا کو یقیناً یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے مجھ کو
برا کہا اُس نے خدا کو برا کہا اور جس نے علی ابن ابی طالب
کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا۔ یہ سن کر انھوں نے سر جھکا لیا۔
(مروج الذہب از علامہ مسعودی)

(۳) بُسر ابن ارطاۃ۔ حاکم بصرہ

وولی معاویۃ بسر ابن ارطاۃ البصرۃ فکان یشتم
علیاً علیہ السلام علی المنبر
اور معاویہ نے بسر ابن ارطاۃ کو بصرہ کا حاکم بنایا پس وہ بالائے
منبر مولیٰ کو دشنام دیا کرتا تھا۔

قال ابو جعفر الطبری فی تاریخہ حدثنا عمر قال حدثنا علی
بن محمد قال خطب بُسر علی منبر البصرۃ فشتم علیاً علیہ السلام
ثم قال انشدت الله رجلا علم انی صادق الا صدقنی او
کاذب الا کذبنی قال فقال ابو بکرۃ اللهم انا لا نعلمک قال فأمر
به فخنق قال فقام ابو لؤلؤۃ الضبی فرمی بنفسہ علیہ فمنعہ
علامہ ابو جعفر طبری اپنی تاریخ میں علی بن محمد سے بروایت عمر بیان کرتے
ہیں کہ بُسر نے ایک دن بصرہ کے منبر پر خطبہ پڑھا اور اپنے اُس خطبہ میں

جناب امیر علیہ السلام پر سب و شتم کیا پھر کہا کہ میں خدا کا واسطہ دیکر اُس شخص سے جو مجھے سچا جانتا ہے کہتا ہوں کہ یا تو وہ میری تصدیق کرے یا اگر وہ مجھ جھوٹا جانتا ہے تو میری تکذیب کرے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر ابو بکرہ نے کہا خدا گواہ ہے کہ ہم تو تجھ کو بالکل جھوٹا جانتے ہیں پس اُس وقت بُسر نے حکم دیا کہ ابو بکرہ کا گلا گھونٹ دو یہ دیکھ کر ابو لولو ضبی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے آپ کو حضرت ابو بکرہ پر گرا دیا اور اُن کو بچا لیا (مروج الذہب از ابو المسعودی)

واما بسر ابن ارطاۃ فہو الحالف علی منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لولا انہ منع لما ترک بالمدینۃ محتلما الا قتلہ و قاتل الصبیین عبد الرحمن وقثم بنی عبید اللہ بن العباس فی حجر امہما جویریۃ و... والسابی النساء المسلمات من الیمن وبائعہن فی السوق والفاعل الافعال القبیحۃ ؎

اور یہی بُسر ابن ارطاۃ ہے جس نے منبر رسول پر بیٹھ کر یہ کہا تھا کہ اگر اس کو منع نہ کر دیا جاتا تو وہ کسی بالغ انسان کو مدینہ میں زندہ نہ چھوڑتا اور یہی وہ شخص ہے جس نے عبید اللہ ابن عباس کے کمسن دو بچوں عبد الرحمن اور قثم کو اُنکی ماں کی گود میں قتل کر دیا جسکے صدمہ سے وہ بیچاری پاگل اور دیوانی ہو گئیں۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے یمن کی مسلمان عورتوں کو قید کر کے بازار میں بیچ ڈالا۔ اور اسی طرح کے اور بہت سے افعال قبیحہ کا مرتکب ہوا۔

———•:•———

۴۔ شرجیل ابن السمط الکندی ۔ حاکم حمص

وولی کندہ الکندی شرجیل بن السمط الکندی علی حمص و اعمالها وهو ناشر دعوة الطلب بدم عثمان تحت امرة معاویة ... ... وقال قد صح عندی ان علیا قتل عثمان ثم خرج الی مدائن الشام یخبر بذالک ویندب الی الطالب بدم عثمان ۔

اسی طرح معاویہ نے شرجیل ابن سمط الکندی کو حمص اور اس کے مضافات پر حاکم بنایا تھا ۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے معاویہ کی ماتحتی میں خون عثمان کا خوب ڈھنڈھورا پیٹا اور اس کا دُور دُور خوب پروپیگنڈا کیا ... . یہ کہتا تھا کہ مجھے ثابت ہو چکا ہے کہ علی قاتل عثمان ہیں ۔ یہ ملک شام کے اطراف وجوانب میں اسی سفید جھوٹ کی خبر دیتا پھرتا تھا اور لوگوں کو خون عثمان کے طلب کرنے کے لئے ابھارتا پھرتا تھا (تاریخ طبری)

۵۔ عمرو ابن سعید ابن العاص ۔ حاکم مکہ

وولی معاویة ایضا عمرو بن سعید بن العاص المتکبر المشهور علی مکة المکرمة وهو الجبار الذی رعف علی منبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم کما ذکرہ ابن قتیبة وغیرہ فعن ابی هریرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول لیرعفن علی منبری جبار من جبابرة بنی امیة فیسیل رعافه فی ثیابه ای عمرو بن سعید بن العاص رعف علی منبر النبی صلی الله

علیہ و آلہ وسلم حتی سال رعاف علی درج المنبر۔

اور اسی طرح معاویہ نے عمرو ابن سعید ابن عاص کو مکہ معظمہ کا حاکم بنایا جو غرور اور تکبر کرنے والوں میں مشہور ہے اور یہی وہ ظالم اور گھمنڈی ہے جس کی نکسیر منبر رسول پر پھوٹ پڑی جیسا کہ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے اور حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول خدا کو کہتے ہوئے سُنا کہ میرے منبر پر بنی امیہ کے ظالموں میں سے ایک ظالم کی نکسیر ضرور پھوٹ پڑیگی۔ اور بہ جائیگی اور مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے عمرو ابن سعید ابن عاص کی منبر رسول پر نکسیر پھوٹتی دیکھی تھی۔ یہاں تک کہ منبر کے زینوں پر خون بہ گیا (تاریخ طبری)

وذکر ابو عبیدۃ فی کتاب المثالب وابو جعفر فی تاریخہ ان عبید اللہ بن زیاد کتب الی عمرو بن سعید بن العاص وھو وال علی المدینۃ یبشرہ بقتل الحسین علیہ السلام فقرء الکتاب علی المنبر وانشد رجزاً ثم اومأ الی قبر الشریف وقال یا محمد یوم بیوم بدر ـــ ـــ ـــ

اور علامہ ابو عبیدہ نے کتاب المثالب میں اور ابو جعفر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابن زیاد بد نہاد نے عمرو ابن سعید کو امام حسین علیہ السلام کے قتل ہو جانے کی خوشخبری دی اور اس زمانہ میں عمرو مدینۂ طیبہ کا حاکم تھا تو اُس نے اُس خط کو منبر رسول پر بیٹھکر پڑھا اور چند اشعار بطور رجز کے پڑھے پھر اس شقی اور بدبخت نے قبر شریف کی طرف اشارہ کرکے کہا:۔ اے محمدؐ! آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔

۶۔ سُمرہ ابن جُندب

وروی کذالک ان سمرة بن جندب ... اعطاه من بیت المال مائة الف علی ان یخطب فی اهل الشام بان قوله تعالی :- "ومن الناس من یعجبك قوله فی الحیاة الدنیا ویشهد الله علی ما فی قلبه وهو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها ویهلك الحرث والنسل والله لا یحب الفساد" انها نزلت فی علی بن ابی طالب کرم الله وجهه [illegible]

اسی طرح سے معاویہ نے اپنی خواہش نفسانی سے سمرہ ابن جندب کو حکومت دی اور اس کو بیت المال سے صرف اسی غرض کے لئے چار لاکھ درہم دے دیئے کہ وہ شامیوں کے سامنے ایک تقریر کرے اور اس تقریر میں یہ بیان کرے کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت جس کا ترجمہ یہ ہے وہ حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ "اور لوگوں میں سے ایسا آدمی بھی ہے جس کی دنیاوی زندگی کی باتیں تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس پر وہ خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ اور جب وہ پیٹھ پھیرتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد برپا کرے اور زراعت اور نسل کو برباد کرے۔ حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔"

فقبل بمائة الف درہم — چنانچہ (پیسوں کی لالچ میں پڑ کر) سمرہ ابن جندب نے اسی شورش فساد اور اسی کم بختی اور بدبختی کی تقریر اہل شام کے سامنے کی۔

"وهو آخر من مات من الصحابة وقال له رسول الله صلی الله علیه وآله آخركم موتا فی النار" یہی شخص ان تینوں شخصوں میں آخری مرنے والا ہے جس سے حضور سرور کائنات نے فرمایا تھا کہ تم میں کا آخر مرنے والا جہنم میں جائے گا۔

وھو احد العشرۃ الذین قال لھم النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ضرس احدکم فی النار مثل احد ۔ اور وہ ہی اُن دس آدمیوں میں کا ایک ہے جس سے حضور نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک کا دانت دوزخ میں احد کے پہاڑ کے مثل ہوگا ۔

وھو الذی عرض علیہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کان علیہ السلام بیع بدل نخلاتھا التی فی حائط الانصاری فقیمتہ فابٰی ثم نخلات بدلھا فابٰی ثم من الثواب ما ھو کذا فابٰی فقال لہ انما انت مضار واسر بقطع نخلاتہ بلا ثمن ۔ اور یہی وہ شخص ہے جس کو حضور سرور کائنات نے جیسا کہ صحیح میں موجود ہے اُس کے اُن درختوں کے بدلے میں جو ایک انصاری کے باغ میں تھے قیمت دینی چاہی مگر اُس نے انکار کیا ۔ پھر حضور نے اُس کے اُن درختوں کے بدلے میں اُسے اور درخت دینے چاہے مگر اُس نے پھر انکار کیا پھر حضور نے اُس سے طرح طرح کے ثواب کا وعدہ فرمایا اور وہ پھر بھی انکار ہی کرتا رہا ۔ بالآخر حضور نے فرمایا کہ یہ تو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور اس کے درختوں کو بغیر قیمت دیئے ہوئے کاٹ دیئے جانے کا حکم دے دیا ۔

وھو الذی کان یبیع الخمر وقد حرم اللہ ذالک ۔ اور یہی وہ شخص ہے جو شراب بیچا کرتا تھا حالانکہ اللہ نے اُسے حرام کردیا تھا ۔

وقد قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سمرۃ بن جندب باع خمرا قاتل اللہ سمرۃ الم یعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قال لعن اللہ الیھود حرمت علیھم الشحوم فجملوھا فباعوھا ذکرہ الحمیدی فی الجمع ۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سمرہ نے شراب بیچی اللہ سمرہ کو ہلاک کرے کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ خدا نے یہود پر لعنت کی اس لیے کہ اُن پر چربی حرام کردی گئی تھی اور انہوں نے پگھلا کر اُسے بیچ ڈالا ۔ خزانہ حمیدی

نے اپنی کتاب فائق میں اس کا ذکر کیا ہے۔

وھو الذی اسرف فی القتل علی علم من معاویۃ۔ اور یہی وہ شخص
ہے جس نے اصحاب مومنین کو قتل کیا حالانکہ معاویہ کو بھی اس خون ناحق کا علم تھا۔

ذکر ابو جعفر الطبری فی تاریخ الامم قال حدثنی عمر قال حدثنی اسحاق
ابن ادریس قال حدثنی محمد بن سلیم قال سألت انس بن سیرین ھل
کان سمرۃ قتل احدا قال ھل یحصی من قتل سمرۃ بن جندب

علامہ ابو جعفر طبری نے بروایت محمد ابن سلیم نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے
انس ابن سیرین سے دریافت کیا کہ کیا سمرہ نے کسی کو قتل بھی کیا تھا۔ حضرت
انس ابن سیرین نے جواب دیا کہ کیا سمرہ کے مقتولین کا کوئی شمار بھی ہو سکتا ہے؟

استخلفہ زیاد علی البصرۃ واتی الکوفۃ فجاء وقد قتل ثمانیۃ
الاف من الناس فقال لہ ھل تخاف ان تکون قتلت احدا بریئا قال
لو قتلت الیھم مثلھم ما خشیت

زیاد نے سمرہ کو بصرہ پر حاکم بنایا اور خود کوفہ چلا گیا اس کی واپسی کے وقت تک
سمرہ آٹھ ہزار آدمیوں کو قتل کر چکا تھا زیاد نے اس سے پوچھا کہ ان سب مقتولین
میں کیا تجھ کو کسی کے بے گناہ ہونے کا بھی خوف نہ تھا اس نے جواب دیا کہ اگر
میں اتنے ہی آدمیوں کو اور بھی قتل کر دیتا جب بھی مجھے خوف نہ ہوتا۔

وحدثنی عمر قال حدثنی موسی ابن اسمعیل قال حدثنا نوح
بن قیس عن اشعث الحدانی عن ابی سوار العدوی قال قتل
سمرۃ من قومی فی غداۃ سبعۃ و اربعین رجلا کلھم قد
جمع القرآن۔

روایت کی مجھ سے عمر نے وہ کہتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے موسی ابن اسمعیل نے

وہ کہتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے نوح ابن قیس نے انہوں نے یہ روایت اشعث الحدانی سے سنی اور انہوں نے اس کو سواد العدوی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ سمرہ نے صرف میری قوم سے ایک صبح کو سینتالیس آدمی ایسے قتل کیے جو سب کے سب جامع قرآن تھے (یعنی ان تمام حضرات نے قرآن کریم کو جمع کیا تھا)

قال عمر وبلغني عن جعفر بن سليمان الضبعي قال اقر معاوية سمرة بعد زياد ستة اشهر ثم عزله فقال سمرة لعن الله معاوية والله لو اطعت الله كما اطعت معاوية ما عذبني ابدا۔

کہتے ہیں کہ عمر نے بیان کیا کہ مجھ کو جعفر ابن سلیمان ضبعی سے یہ خبر پہنچی ہے کہ معاویہ نے سمرہ کو زیاد کے بعد صرف چھ مہینے حکومت بصرہ پر قائم رکھا اور اس کے بعد اس کو معزول کر دیا پس سمرہ کہتا تھا کہ معاویہ پر خدا کی لعنت ہو بخدا اگر میں ایسی اطاعت خدا کی کرتا جیسی کہ میں نے معاویہ کی کی تو خدا میرے اوپر کبھی عذاب نہ کرتا۔

حدثني عمر قال حدثني موسى بن اسمعيل قال حدثنا سليمان بن مسلم العجلي قال سمعت ابي يقول مررت بالمسجد فجاء رجل الى سمرة فادى زكاة ماله ثم دخل فجعل يصلي في المسجد فجاء رجل فضرب عنقه فاذا راسه في المسجد وبدنه ناحية فمر ابو بكرة فقال يقول الله سبحانه قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى۔

واما ابو جعفر طبری فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر نے بروایت سلیمان ابو مسلم عجلی بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن میرا گذر مسجد میں ہوا پس ایک شخص سمرہ کے پاس آئے اور انہوں نے اسے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی پھر وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگے پس یکایک ایک شخص نے آ کر انکی گردن مار دی

کہ سر اُن کا مسجد میں ایک طرف تڑپ رہا تھا اور اُن کا بدن مسجد کی دوسری طرف پڑا تھا۔ پھر ابو بکرہ آ گئے اور انہوں نے کہا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے یقیناً فلاح پائی جس نے زکوٰۃ دی اور اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھی۔

قال ابی فشہدت حتی ذاک فامات سمرۃ حتی اخذہ الزمہریر فمات شر میتۃ۔ ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کا بیان ہے کہ سمرہ اُس وقت تک نہیں مرا جب تک کہ اُس کو بادِ زمہریر نے نہیں گھیر لیا۔ پس وہ نہایت ہی بُری موت مرا۔

۷۔ زیاد ابن سمیّہ

وولی ایضا زیاد بن سمیۃ بعد ان استلحقہ واستلحقہ وھو الظالم الناکص علی عقبیہ کما قال اللہ تعالیٰ "واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین"

معاویہ نے زیاد ابن سمیہ کو اغوا کرنے اور اولاد ابو سفیان میں ملحق کرنے کے بعد حکومت دی حالانکہ یہ وہی ظالم ہے جو اُلٹے پاؤں حق سے پھر گیا۔ جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں "اور اُن کو اُس شخص کی خبر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ اُن سے الگ ہو گیا پھر شیطان اُس کے پیچھے آ لگا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔"

عمل زیاد لمعاویۃ وارتکب القبائح والآثام العظیمۃ۔ زیاد نے معاویہ کا عامل ہو کر بڑی بڑی بدکاریاں اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔

بعد ان علی لعمرو دعلی رضی اللہ عنہ الشہر جع القو قری داستر مسل

فی اقتحام الجرائم ۔ زیاد ابن سمیہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بھی عامل رہ چکا تھا پھر ان حضرات کی طرف سے ایسا بٹ گیا جس کی کوئی حد و حساب نہیں اور اس نے ارتکاب جرائم میں اپنی باگ کو بالکل ڈھیلا کر دیا۔

حتی انہ کتب الی الحسن بن علی علیہما السلام وقد شفع الیہ رجل من شیعتہ ۔ من زیاد بن ابی سفیان الی الحسن بن فاطمۃ اما بعد فقد اتانی کتابک تبدء فیہ بنفسک قبلی وانت طالب حاجۃ وانا سلطان وانت سوقۃ کتبت الی فی فاسق آویتہ اقامتہ علی سوء الرای ورضی منک بذالک وایم اللہ لا تسبقنی ولو کان بین جلدک ولحمک فان احب لحم الی ان آکل منہ لحم الذی انت منہ فسلمہ بجریرتہ الی من ھو اولی بہ منک فان عفوت عنہ لم اکن شفعتک فیہ وان قتلتہ لم اقتلہ الا لحبہ اباک الفاسق والسلام ۔

یہاں تک کہ اس نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو لکھا جب کہ آپ نے اپنے ایک مخلص اور محب کی سفارش کی تھی ۔ زیاد ابن ابی سفیان کی طرف سے حسن ابن فاطمہ کو معلوم ہو کہ میرے پاس تمہارا خط آیا جس میں میرے نام سے پہلے تم نے اپنا نام لکھ دیا ہے حالانکہ تم طالب حاجت ہو اور میں بادشاہ ہوں اور تم رعیت ہو۔ تم نے ایک فاسق کی سفارش کی ہے جس کو تمہارے والد اپنی [illegible] نے میرے مقابلہ میں پناہ دی ہے اور اس پر راضی ہو [illegible] تم مجھ پر اس کے بارے میں سبقت نہیں لے جا سکتے ۔ اگر وہ تمہارے چمڑے اور تمہارے گوشت میں گھس کر پناہ کیوں نہ لے ۔ [illegible]

جس گوشت کا کھانا مجھے سب سے زیادہ پسند ہے وہ گوشت وہی ہے جس سے کہ تم بنے ہوئے ہو تم اُس کو اُسکے گناہوں کے پاداش میں اُسی شخص کے سپرد کردو جو تم سے زیادہ اُس پر حق رکھتا ہے پس اگر میں نے اُسے معاف کردیا تو اُس میں تمہاری سفارش کو کچھ دخل نہ ہوگا اور اگر میں نے اُسے قتل کردیا تو یہ صرف اس لئے ہوگا کہ وہ تمہارے ناحق باپ کو دوست رکھتا ہے۔ زیادہ والسلام۔

ولما بلغ موتہ ابن عمر قال یا ابن سمیۃ لا الآخرۃ ادرکت ولا الدنیا بقیت علیک۔ جس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو زیاد کے مرنے کی خبر ملی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اے پسر سمیہ! نہ تو تجھے آخرت ہی ملی اور نہ دنیا ہی تیرے پاس باقی رہی۔

واما زیاد بن سمیۃ فکان من اشد العمال حرصا وجرءۃ الی لعن علی علیہ السلام وسبہ۔ زیاد ابن سمیہ معاویہ کے تمام عمال میں مولی پر لعنت اور مولی کی ذات گرامی پر سب وشتم کرنے میں سب سے زیادہ شدت اور حرص رکھتا تھا۔

قال ابن الاثیر ثم ان زیاد طلب صیفی ابن فسیل الشیبانی فاتی بہ فقال لہ یا عدو اللہ ما تقول فی ابی تراب فقال لا اعرفہ فقال ما اعرفک بہ اتعرف علی ابن ابی طالب قال نعم قال فذاک ابو تراب قال کلا ذاک ابو الحسن والحسین فقال لہ صاحب شرطتہ یقول الامیر ھو ابو تراب وتقول لا قال فان کذب الامیر اکذب انا واشہد علی باطل کما شہد فقال لہ زیاد وھذا ایضا۔

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ زیاد نے صیفی ابن فسیل شیبانی کو طلب کیا۔

آپ اس کے سامنے لائے گئے تو اُس نے آپ سے کہا کہ اے دشمن خدا! تو ابوتراب کے حق میں کیا کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں ابوتراب کو نہیں جانتا زیاد نے کہا تم تو انہیں خوب جانتے ہو۔ پھر زیاد نے آپ سے پوچھا تم علی ابن ابی طالب کو جانتے ہو آپ نے فرمایا ہاں جانتا ہوں۔ زیاد نے کہا وہی ابوتراب ہیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ تو ابوالحسن اور ابوالحسین ہیں تب کوتوال نے آپ سے کہا کہ حاکم تو انہیں ابوتراب جانتا ہے اور تم کہتے ہو نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر حاکم جھوٹ بولے تو کیا میں بھی جھوٹ بولوں اور جیسی اُس نے جھوٹی شہادت دی ہے کیا اُسی طرح کی میں بھی جھوٹی شہادت دوں۔ اس کو سُن کر ابن زیاد نے کہا یک نہ شد دو شد۔

علی بالعصا فاتی بھا فقال ماتقول فی علی قال احسن قول قال اضربوہ فضربوہ حتی لصق بالارض ثم قال اقلعوا عنہ ماقولک فی علی قال واللہ لو شرحتنی بالمواسی ما قلت فیہ الا ما سمعت منی قال لتلعنہ اولاضربن عنقک قال لا افعل فاوثقوہ حدید او حبسوہ

زیاد نے کہا اِسے مارو۔ پس آپ مارے جانے لگے یہاں تک کہ زمین پر گر گئے۔ پھر اُس ظالم نے کہا ٹھہرو اور آپ سے کہا کہ اب بتاؤ علی کے متعلق کیا کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو میرے جسم کو استروں سے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے گا تب بھی بجز اس بات کے جو تو مجھ سے سن چکا ہے میں کوئی اور بات نہ کہوں گا۔ اُس شقی نے کہا کہ تم علی پر لعنت کرو۔ ورنہ میں تمہاری گردن ماروں گا۔ آپ نے فرمایا میں ہرگز ایسا نہیں

کہ ان کی زبان کاٹ دو۔ پس جب آپکی زبان کاٹنے کے لیے کھینچی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دو کہ ایک بات کہہ لوں اُس نے مہلت دی تو آپ نے فرمایا بخدا حضور امیرالمومنین کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔ حضور نے میری زبان کاٹے جانے کی خبر دی تھی پس آپ کی زبان کاٹ دی گئی۔ اور آپ کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

وقال المسعودی فی المروج والبیہقی فی المحاسن والمساوی قد کان زیاد جمع الناس بالکوفۃ بباب قصرہ یحرضہم علی لعن علی علیہ السلام فمن ابی ذالک عرضہ علی السیف ۔

مسعودی نے مروج الذہب اور علامہ بیہقی نے المحاسن والمساوی میں بیان کیا ہے کہ زیاد نے لوگوں کو کوفہ میں اپنے محل کے دروازہ پر جمع کیا اور ان کو جناب علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ پر لعنت کرنے کی ترغیب دے رہا تھا اور جو انکار کرتا اس کو تلوار سے مار کر قتل کر دیتا تھا۔

فذکرہ عبد الرحمن ابن السائب قال احضرت فصرت الی الرحبۃ فی جماعۃ من الانصار فرأیت شیئا فی منامی وانا جالس فی الجماعۃ وقد خفقت وھو انی رأیت شیئا طویلا قد اقبل فقلت ما ھذا فقال انا النقاد ذو الرقبۃ بعثت الی صاحب ھذا القصر فانتبھت فزعا فما کان الا مقدار ساعۃ حتی خرج خارج من القصر فقال انصرفوا فان الامیر عنکم مشغول واذا بہ قد اصابہ من ذکرنا من البلاء یعنی انہا خرجت فی کفہ بثرۃ ثم حکہا ثم سرت واسودت فصارت اکلۃ سوداء فہلک بذالک ۔

حضرت عبدالرحمن ابن سائب فرماتے ہیں کہ میں بھی حاضر کیا گیا اور صحن کی طرف

گیا۔ میرے ساتھ انصار کی ایک جماعت تھی میں اُس جماعت میں بیٹھا ہوا اونگھ رہا تھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور وہ یہ کہ مجھے ایک بڑی لمبی چوڑی چیز نظر آئی اور وہ سامنے سے بڑھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اُس نے کہا میرا نام نقاد ذوالرقبہ ہے۔ میں اہلِ وادی کی طرف بھیجا گیا ہوں پھر میں دور کر چند قدم بڑھا۔ لیکن دوڑی اور میرا سر لڑکھڑا دیا گیا ایک شخص گلی سے باہر نکلا اور کہنے لگا تم سب واپس جاؤ امیر کو تم سے ملنے کی فرصت نہیں ہے۔ اُس پر وہی اقبال ہو گیا جس کا ہم نے ذکر کیا یعنی اس کو ہتیلی میں ایک دانہ نکل آیا اُس نے اُسے کھجا دیا اُس میں زہر سرایت کر گیا۔ اور وہ دانہ سیاہ ہو گیا۔ اُس کے بعد وہ سیاہ دانہ ایک سیاہ آبلہ کی صورت میں تبدیل ہو گیا اور اُسی میں وہ بدبخت ہلاک ہو گیا۔

وفی ذالک یقول عبداللہ بن السائب من ابیات۔

ماکان منتہیا عما ارادبنا ــــ حتی تاتی لہ النقاد ذوالرقبہ

فاسقط الشق منہ ضربۃ ثبتت ــــ لما تناول ظلما صاحب الرحبۃ

وہ اپنے ارادہ سے باز آنے والا نہیں تھا یہاں تک کہ نقاد ذوالرقبہ نے آکر اُس کو گھیر لیا اُسکی شرارت کو ایک ہی ضرب کاری نے گرا کر ملیامیٹ کر دیا۔ اس لئے کہ وہ از روئے ظلم صاحبِ رحبہ یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام پر زبان درازی کرتا تھا۔

۸۔ عبید اللہ ابن زیاد

روی کان ان عبید اللہ ابن زیاد ظلمہ و لعنہ و فجورہ مشہورۃ وسیرتہ معلومۃ ولم یزل یرتع فی المظالم حتی کان اعمالہ القبیحۃ

بقتل الحسین بن علی علیہما السلام ۔ اور اُسی طرح معاویہ نے عبید اللہ ابن زیاد کو حکومت دی جس کا ظلم ۔ جسکی بغاوت اور جس کا فسق و فجور تمام عالم میں مشہور ہے اور اُس کے حالات زندگی سب کو معلوم ہیں ۔ یہ شخص برابر ظلم کی چراگاہوں میں چرتا رہا ۔ یہاں تک کہ اُس کے اعمالِ قبیحہ نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کا تاج اُسے پہنایا ۔

معاویہ کا زیاد ابن عبید اللہ یا زیاد ابن سمیہ کو صریح حدیث نبوی کی مخالفت میں محض سیاسی اغراض اور طمع دنیا سے ابو سفیان کا بیٹا بنانا

ومن موبقاتہ الشنیعۃ استلحاقہ زیاد بن عبید وجعلہ زیاد بن ابی سفیان ۔ معاویہ کی بدترین بدکاریوں میں ایک بدکاری یہ ہے کہ اُس نے زیاد ابن عبید کو اپنے نسب میں داخل کر کے اپنے باپ ابو سفیان کا بیٹا قرار دیا ۔

وھو اول استلحاق جاھلی عمل بہ فی الاسلام علنا و استنکرہ لصحابۃ واھل الدین ۔ یہ زمانۂ کفر و جاہلیت کا پہلا استلحاق ہے جس پر اُس نے علی الاعلان ظہورِ اسلام کے بعد عمل کیا اور اس کے اس فعل سے تمام صحابہ اور اہلِ دین نے بیزاری ظاہر کی ۔

۱۔ اخرج البخاری فی صحیحہ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول : من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام ۔ بخاری نے

اپنی صحیح میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور کائنات کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا باپ ہونے کا دعویٰ کیا باوجودیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اُس کا باپ نہیں ہے۔ پس جنت اُس پر حرام ہے۔

فذکرتہ لابی بکرۃ فقال وانا سمعتہ اُذنای ووعاہ قلبی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس حدیث کو حضرت ابی بکرہ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے کانوں نے بھی رسول اللہ سے اس کو سنا ہے اور دل نے اس کو یاد رکھا ہے۔

۲۔ واخرج فیہ ایضا عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لا ترغبوا عن آبائکم فمن رغب عن ابیہ فھو کفر۔ اور اُسی کتاب میں بروایت حضرت ابو ہریرہ حضور سرور کائنات سے منقول ہے کہ حضور نے فرمایا :۔ اپنے باپ کے نسب سے الگ نہ ہو۔ پس جو شخص اپنے باپ کے نسب سے الگ ہوگا اور کسی غیر کو اپنا باپ قرار دے گا وہ کافر ہے۔

۳۔ وفیہ من اثناء حدیث طویل لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ثم انا کنا نقرء فیما نقرء من کتاب اللہ لا ترغبوا عن آبائکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم۔

اور صحیح بخاری میں ایک لمبی حدیث کے سلسلے میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کتاب خدا میں

یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو کیونکہ وہ خدا کے ساتھ کفر ہے

۴- وفیہ ایضا حدیث واثلتہ ان من اعظم الفری ان یدعی الرجل الی غیر ابیہ ○ اور اُسی کتاب میں حضرت واثلہ کی روایت کی ہوئی یہ حدیث بھی ہے کہ عظیم تر بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا باپ بنائے۔

۵- وفی الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من انتسب الی غیر ابیہ او تولی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکہ والناس لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا الی یوم القیمتہ ○

اور صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کیا یا اپنے موالی کے سوا دوسرے کو اپنا موالی قرار دیا پس اُس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ پاک ایسے شخص کا کوئی عمل اور ایسے شخص سے کوئی عوض قبول نہ فرمائیں گے۔

۶- واخرج ابوداؤد وصححہ عن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من ادعی الی غیر ابیہ او انتمی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ متتابعتہ الی یوم القیمتہ ○

اور ابوداؤد نے بطور صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کے لئے اپنا باپ ہونے کا دعوی کیا یا اپنے ورثا کے علاوہ غیر کو اپنا وارث قرار دیا۔ تو اُس پر خدا کی پے درپے قیامت تک لعنت ہے

فانظر الى هذا الوعيد الشديد ثم لم يبال به معاويه ولم
يكترث بما يترتب على ذالك الاستلحاق من اختلاط الانساب و
هتك الحرم مسعاد را الاغراض الدنيويه السياسيه وقد ذكر المؤرخون
والائمه جوانب اسباب هذا الاستلحاق ـ

پس اے ناظرین! اس وعید شدید کو دیکھو جسکی معاویہ نے کچھ بھی پروا
نہ کی اور اس استلحاق سے جو اختلاط النسب اور ہتک حرمت اسلام لازم آتا
ہے صرف اغراض دنیوی اور اغراض سیاسی کی سبب سے اس کی طرف کچھ
التفات نہ کیا مورخین اور ائمہ نے اس استلحاق کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے

ولنذكر ههنا ما ذكره العلامة ابن الاثير رحمه الله قال
لما ولي علي الخلافة استعمل زيادا على فارس فضبطها وحمى قلاعها
واتصل الخبر بمعاوية فساءه ذالك وكتب الى زياد يتهدده و
يعرض له بولادة ابي سفيان اياه فلما قرأ كتابه قام في الناس
وقال العجب كل العجب من ابن آكلة الاكباد ورأس
النفاق يخوفني بقصده اياي وبيني وبينه ابن عم رسول الله صلى الله
عليه وسلم في المهاجرين والانصار اما والله لو اذن لي في لقائه
لوجدني احمر مخشا ضرابا بالسيف وبلغ ذالك عليا فكتب اليه
اني وليتك ما وليتك وانا اراك له اهلا وقد كانت من ابي
سفيان فلتة من اماني الباطل وكذب النفس لا توجب له
ميراثا ولا تحل له نسبا وان معاوية يأتي الانسان من بين يديه
ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله فاحذره ثم احذره والسلام

ے ہم بنا بر خلاصہ علامہ ابن اثیر کے بیان سے کچھ ذکر کرتے ہیں ـ وہ

فرماتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے زیاد کو فارس پر عامل کر کے بھیجا اُس نے اُس کا انتظام کیا اور وہاں کے قلعوں کو مستحکم کر لیا یہ خبر معاویہ کو پہونچی تو اُس کو یہ امر ناگوار ہوا اُس نے زیاد کو ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط لکھا جس میں اُس کا ابوسفیان کا بیٹا ہونا ظاہر کیا جب زیاد نے اُس خط کو پڑھا تو لوگوں کے مجمع میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ انسانی جگر کھانے والی عورت کا بیٹا اور تمام منافقوں کا سردار مجھ کو اپنے قصد سے ڈراتا ہے۔ حالانکہ میرے اور اُس کے درمیان ابن عم رسول اللہ اور برگزیدہ مہاجرین اور انصار موجود ہیں۔ بخدا اگر مجھے اُس کے مقابلہ کی اجازت مل جائے تو البتہ وہ مجھ کو جری خونفشاں شمشیر زن پائے گا۔ جب جناب امیر علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اُس کو لکھا کہ میں نے جو تجھے تیرے صوبہ کی حکومت دی ہے اُس کا سبب یہ ہے کہ میں نے تجھے اُس کا اہل پایا ہے۔ اور ابوسفیان سے جو حرکت سرزد ہوچکی ہے وہ اُسکی باطل خواہش اور اُس کی نفس پرستی کی وجہ سے تھی۔ نہ وہ موجب میراث ہے اور نہ نسب کو جائز کرنے والی معاویہ کی یہ حالت ہے کہ وہ آدمی کو آگے پیچھے دائیں بائیں چاروں طرف سے گھیرتا ہے بچنا اور بہت بچنا۔ زیادہ والسلام۔

فلما قتل علی علیہ السلام وکان من امر زیاد ومصالحتہ معاویتہ ما کان رأی معاویتہ ان یستمیل زیاد او یستصفی مودتہ باستلحاقہ فاتفقا علی ذالک واحضر الناس

وحضر من شهد لزیاد وکان فیمن حضر خمار یقال له ابو مریم السلولی
فقال له معاویة بم تشهد یا ابا مریم فقال انا اشهد ان ابا سفیان
حضر عندی وطلب منی بغیا فقلت له لیس عندی الا سمیة فقال
ائتنی بها علی قذرها وذفرها فاتیته بها فخلا معها ثم خرجت من عنده
وان اسکتیها لتقطران منیا فقال له زیاد مهلا ابا مریم انما بعثت شاهدا
ولم تبعث شاتما فاستلحقه معاویة۔

پس جب جناب امیر المومنین نے شہادت پائی اور امر زیاد اور صلح معاویہ
سے جو ہونا تھا وہ ہو چکا تو معاویہ نے مناسب سمجھا کہ اب زیاد کو مائل کرے
اور اس کو اپنے نسب میں داخل کر کے اسکی محبت کو حاصل کرے اس پر دونوں
متفق ہو گئے لوگوں کو جمع کیا گیا اور زیادہ کے بارے میں گواہی دینے والے
بھی بلائے گئے۔ اُن گواہوں میں ایک شراب فروش تھا جسکو ابومریم سلولی کہتے تھے معاویہ نے
اس سے کہا اے ابومریم تو کیا گواہی دیتا ہے اس نے جواب دیا میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک
دن ابوسفیان میرے پاس آیا اور مجھ سے زناکار عورت کی خواہش کی۔ میں نے
کہا میرے قبضہ میں سوائے سمیہ (زیاد کی ماں) کے اور کوئی نہیں ہے
وہ کہنے لگا کہ اُسی کو لا اگرچہ وہ نجس اور بے حیا ہے۔ پس میں اُسکے
حکم کے مطابق سمیہ کو لایا اور ابوسفیان نے اُس کے ساتھ خلوت کی پھر وہ
اس کے پاس سے اس حالت میں نکلی کہ اُس کے دونوں رانوں کے بیچ سے قطرات
منی ٹپک رہے تھے۔ یہ سُن کر زیاد نے ابومریم سے کہا اے ابومریم ذرا نرمی سے بات
کرو تو گواہی دینے کے لئے بلایا گیا ہے نہ کہ گالیاں دینے کو۔ مختصر یہ کہ
زیاد نے معاویہ کو اپنے نسب میں داخل کر لیا۔

وکان استلحاقه اول ما ردت به احکام الشریعة علانیة

فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضی بالولد للفراش وللعاھر الحجر وقضی معاویۃ بعکس ذالک طبقا لما کان العمل علیہ قبل الاسلام قال اللہ تعالی افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون

یہ وہ پہلا الحاق ہے جس سے احکام شریعت علی الاعلان رد کر دیئے گئے اس لئے کہ رسول اللہ نے زنا سے پیدا ہونے والے بچہ کے لئے ولد الزنا کا حکم دیا ہے اور زانی کو مستحق سنگساری فرمایا ہے۔ مگر یہاں (حکم رسول اللہ کے خلاف) معاویہ نے اُسکے برخلاف حکم دیا اور قبل اسلام زمانہ جاہلیت میں جس پر عمل تھا اُسی کے مطابق عمل کیا۔ حالانکہ اللہ پاک فرماتے ہیں: ۔کیا وہ زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ ڈھونڈتے ہیں اور یقین کرنے والوں کے لئے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہے؟

وکتب زیاد الی عائشۃ رضی اللہ عنھا من زیاد بن ابی سفیان وھو یرید ان تکتب لہ الی زیاد بن ابی سفیان لیحتج بہ فکتبت الیہ من عائشۃ ام المومنین الی ابنہا زیاد وعظم ذالک علی المسلمین وعلی بنی امیۃ خاصۃ۔

ے زیاد نے ایک خط ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لکھا اور اُس میں تحریر کیا یہ خط زیاد کی طرف سے ہے جو ابوسفیان کا بیٹا ہے۔ اس تحریر سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ ام المومنین بھی اُس کو زیاد ابن ابوسفیان لکھ دیں تاکہ اس کو ایک حجت ہاتھ لگے ام المومنین نے اس کے جواب میں یہ لکھا کہ یہ خط ام المومنین عائشہ کی طرف سے ہے اُن کے بیٹے زیاد کے نام یہ الحاق مسلمانوں پر عموماً اور بنی امیہ پر خصوصاً بہت گراں گزرا۔

قال وجری بعد ذلک اقاصیص یطول بذکرها الکتاب فاعرضنا عنها ۔ اس الحاق کے بعد بہت سے قصے اٹھ کھڑے ہوئے جن کے ذکر سے کتاب طویل ہو جائیگی اس لیئے ہم انہیں چھوڑے دیتے ہیں ۔

ثم قال قیل ان زیادا اراد الحج بعد ان استلحقہ معاویہ فسمع اخوہ ابو بکرۃ وکان مہاجرا لہ منذ خالفہ فی الشہادۃ بالزنا علی المغیرۃ بن شعبۃ ؎

پھر راوی کہتا ہے کہ حکایت کی جاتی ہے کہ زیاد نے استلحاق معاویہ کے بعد حج کا ارادہ کیا ۔ یہ خبر اُس کے بھائی ابوبکرہ نے سُنی اور جبسے کہ زیاد نے مغیرہ ابن شعبہ پر شہادت زنا دینے میں اُسکی مخالفت کی تھی اُس وقت سے وہ زیاد سے علیحدہ ہو گیا تھا ۔

فلما سمع بذلک جاء الی بیتہ واخذ ابنا لہ وقال یا بنی قل لابیک انی سمعت انک ترید الحج ولا بد من قدومک الی المدینۃ ولا شک انک تطلب الاجتماع بام حبیبہ بنت ابی سفیان زوج النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فان اذنت لک فاعظم بہ خزیا وسوء مقالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان منعتک فاعظم بہ فضیحۃ فی الدنیا ۔ وتکذیبا لابیہ فترک زیاد الحج وقال جزاک اللہ خیرا فقد ابلغت فی النصح ؎

ابو بکرہ نے جب سنا کہ زیاد حج کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اس کے گھر آیا اور اُس کے ایک بیٹے کو بلایا اور کہا کہ اے بیٹا اپنے باپ سے کہدے کہ میں نے سنا ہے کہ تو حج کرنا چاہتا ہے پس تیرے لیے مدینہ جانا بھی لازمی ہوگا ۔ اور وہاں پہنچ کر یقیناً تو ام حبیبہ بنت ابی سفیان زوجہ نبی کریم سے

بھی ملنا چاہے گا۔ پس اگر انہوں نے اجازت دے کر تجھے بلا لیا تو اِس سے بدتر رسول اللہ کے ساتھ اور کون سی بُرائی ہو سکتی ہے اور اگر انہوں نے روک دیا تو یہ کتنی بڑی دنیا میں فضیحت اور تیرے دعوے کی تکذیب ہوگی یہ سنکر زیاد نے حج کا ارادہ ترک کر دیا اور کہا کہ اللہ تجھے جزائے خیر دیں تو نے خیر خواہی کی حد کر دی۔

وقد لام معاویۃ علی ھذہ الفعلۃ الشنیعۃ اھل الدین والفضل وغیرہ اھل الشعراء والنقد وکتب الیہ ابن مفرغ الحمیری ؎

معاویہ کی اِس بدفعلی پر صاحبان دین و فضیلت نے ملامت کی اور شعرا اور مقررین نے اُس پر عیب گیری کی اور ابن مُفرغ حمیری نے اسکو یہ اشعار لکھکر بھیجدیئے ؎

الا ابلغ معاویۃ بن صخر — مغلغلۃ من الرجل الیمانی
اتغضب ان یقال ابوک عف — وترضی ان یقال ابوک زانی
فاشھد ان رحمک من زیاد — کرحم الفیل من ولد الاتان

معاویہ ابن صخر کو ایک مرد یمانی کا یہ پیغام پہنچا دو کہ کیا تجھے تیرے باپ کو صاحب عفت کہنے سے غصہ آتا ہے اور کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ اُسے زانی کہیں۔ میں اسکی گواہی دیتا ہوں کہ زیاد کے ساتھ تیری قرابت ایسی ہے جیسی کہ ہاتھی کی قرابت گدھے کے بچے کے ساتھ۔

واذ تتبعت سیرۃ معاویۃ وتاریخہ وجدت کثیرا من اعمالہ من ھذا القبیل وکما قیل ان عمر رضی اللہ عنہ وحسناتہ جمیعھا حسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہ کذلک ان یزید وقبائحہ وسیأتہ کلھا سیئۃ واحدۃ من

سیئات معاویہ وکل ما فعلہ عمالہ بسلطانہ وتولیتہ
من الظلم والجور فہو فی عنقہ کما جاءت بہ الاحادیث
۔ غرضکہ جب آپ معاویہ کے حالات زندگی اور اُسکی تاریخ کو
تلاش کریں گے تو اُس کے کرتوت [illegible] کر پائیں گے۔ اور جیسا
[illegible] کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام خوبیاں حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی صرف ایک نیکی کے برابر ہے یا اُنکی اسی طرح یزید
اور اُس کی تمام بدکاریاں اور برائیاں معاویہ کی صرف
ایک بدکاری اور بُرائی کے برابر ہے اور جو کچھ ظلم اور ستم
اس کے عمال یا اراکین سلطنت اور حکومت میں سرزد ہوئے
ہیں اُن سب کا بار اُسی کی گردن پر ہے جیسا کہ احادیث میں وارد
ہوا ہے۔

فہؤلاء ہم الوزراء والاتباع ومعاویۃ ہو الامام الذی
[illegible] فی ذالک الشقاء وسیعلم متبوعہ ذل مقامہم
یوم ندعو کل اناس بامامہم ومن ہذہ احوالہ وہذہ
افعالہ کیف لا یستحق اللعن ویستحقہ الشامتۃ والمستوشمۃ
وکیف لا یجوز لعن من تسبب قتال طیر اللہ من والفضۃ من
[illegible] المسلمین ویجوز لعن السارق ربع دینار واحل الا دا اللہ
[illegible] ان یقبح ۔ پس معاویہ کے تمام عُمّال اسی کے مددگار
اور اسی کے پیروکار ہیں اور وہ ان تمام کا امام ہے جس نے ان کو
اس شقاوت میں پھنسایا اور جس دن سب لوگ اپنے امام کے ساتھ بلائے
جائیں گے اُس دن اُس کے تابعین کو بھی اپنی ذلت کا مقام معلوم ہو جائیگا

جس شخص کی یہ حالت ہو اور اُس کے یہ افعال ہوں وہ مستحق لعنت کیوں کر نہ ہوگا۔ جب کہ جھوٹے اور دروغگوئی کرنے والے مستحق لعنت ہیں؟ اور کیونکر اُس شخص پر لعنت جائز نہ ہو گی جس نے مسلمانوں کے اموال میں سے چاندی اور سونے کے انبار لوٹ لئے؟ دراں حالیکہ ایک درہم کے چور پر لعنت جائز ہے۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ حق یہی ہے وہ کہ زیادہ سزاوار ہے۔

انما ذکرنا ھنا طرفا من بعض اعمال عمال معاویۃ واکثر اعمالہم من ھذا القبیل والتواریخ والسیر مشحونۃ بذکر ما ارتکبہ اولئک الطغاۃ من سب علی علیہ السلام ولعنہ علی المنابر والمحافل۔

ہم نے اس عنوان میں عمال معاویہ کے بعض افعال کا کچھ تھوڑا نہایت مختصر ہی حصہ بیان کیا ہے حالانکہ اُس کے اکثر عمال اسی انداز کے تھے۔ کتب تواریخ و سیر اس ذکر سے بھرے پڑے ہیں جو ان سرکشوں نے حضور امیر المومنین علیہ السلام پر سب و شتم اور بالائے منبر اور بر سر مجمع حضور پر لعنت کا ارتکاب کیا ہے۔

تمادی معاویۃ فی نشر تلک البدعۃ الشنیعۃ القبیحۃ التی اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہا من علامات النفاق وسب للہ ولرسولہ وحمل الناس علیہا بالسیف والزم شرارہم العمال الذین اجروہا علی المنابر فی سائر اقطار الاسلام حتی فی المدینۃ النبویۃ تجاہ القبر الشریف علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر مراع فی ذالک خوف اللہ تعالی ولا

ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ۔

معاویہ نے اس بدبخت شقیہ اور قبیلہ کو جیسا لائے دین جیسی کو حضور سرور کائنات نے علامت نفاق بتلایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ علی کو گالی دینا خود اللہ اور رسول کو گالی دینا ہے بھی اور بے حساب کوشش کی اور اپنی ساری عمر اسی ملعون کوشش میں ختم کر دی۔ یہی نہیں بلکہ اس نے مولائے پر سب و شتم کرنے کے لئے لوگوں کو بزور شمشیر آمادہ کیا تھا اور اپنے تمام عمال پر یہ لازم کر دیا تھا کہ وہ بر سر منبر مولائے اور اہلبیت رسول پر اس تبرا بازی کی منادی ممالک اسلامیہ کے تمام اطراف میں کریں ۔ یہاں تک کہ مدینۃ النبی میں روضہ پاک کے بالکل مقابلہ میں جہاں منبر رسول پر بیٹھکر علی اور اہلبیت کو گالیاں دی گئیں ۔ معاویہ نے اپنے نوکروں کو اس ملعون تبرا بازی کا حکم دیتے ہوئے نہ تو کچھ خدا کا خوف کیا اور نہ رسول اللہ کی حرمت کا کچھ پاس اور لحاظ کیا ۔

ثم جعلها سنۃ باقیۃ لاتباعہ وشانئیہ حتی ادرک الضلال لہ واشتد البر والظلم فتبع اولٰئک الجبابرۃ منہا ما اختروا سبیلہ واعلنوا سب علی علیہ السلام ولعنہ نحوا من ستین سنۃ

معاویہ نے اس سب و شتم پر صرف اپنے ہی زمانہ میں اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے اپنے پیروؤں اور اپنے ان جانشینوں کے لئے جو دشمنان گمراہ اور پیشوایان ظالم تھے اس ملعون رسم تبرا بازی کو سنت باقیہ اور سنت جاریہ قرار دے دیا ۔ چنانچہ ان تمام ظالموں نے اس کا مسلک اختیار کیا اور اسی کے راستہ پر تقریباً ساٹھ برس

تک چلتے رہے اور برابر حضور علی مرتضیٰ پر سب و شتم اور لعنت و ملامت کا اعلان کرتے رہے ۔

ذکر الحافظ السیوطی رحمہ اللہ انہ کان فی ایام بنی امیۃ اکثر من سبعین الف منبر یلعن علیہا علی بن ابی طالب علیہ السلام بما سنہ معاویۃ من ذالک ۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ بنی امیہ کی سلطنت کے زمانہ میں ستر ہزار منبر سے زیادہ تھے جن پر معاویہ کی قرار دادہ سنت کے مطابق حضور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر لعنت کی جاتی تھی ۔

۹۔ معاویہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا قاتل تھا

معاویہ کی بدکاریوں میں یہ سب سے بڑی بدکاری ہے کہ اس نے بلا خطا اور بلا قصور فرزند رسول اللہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر شہید کرا دیا ۔ چونکہ یہ موضوع نہایت اہم ہے اس لئے میں اس واقعہ ہائلہ کی تصدیق کے لئے کتابوں کی سند میں لکھنے سے پہلے مورخانہ حیثیت سے ایک مختصر سی روشنی اس پر ڈالے دیتا ہوں ۔

دنیا کے بادشاہوں میں تو یہ بات کچھ عیب کی نہیں ہے کہ سلطنت اور تاج کی خاطر باپ ماں بھائی بیٹے کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے ۔ اور قصر حکومت کے استحکام کے لئے بے شمار بے گناہوں کا خون پانی کی طرح بہایا ہے ۔ مگر دین کے ضابطہ میں اس گناہ کا نام و نشان بھی کہیں نہیں پایا جاتا ۔ اسلام کے قانون نے تو قتل عمد کی یہ دفعہ بتلائی

ہے :- ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا
غضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذاباً عظیما ۝

یعنی جس نے بھی کسی مومن کو جان بوجھکر قتل کیا اسکی سزا جہنم ہے
وہ اس میں ہمیشہ رہیگا اُس کے اوپر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ کی
لعنت ہوگی - اور اس پر اللہ کی طرف سے بڑے بڑے عذاب ہونگے۔
مگر معاویہ نے اموی سلطنت کے درخت کو مومن مسلمانوں کا خون
پلا پلا کر پروان چڑھایا تھا - حضرت علی مرتضیٰ سے صفین کی لڑائی ہوئی
اسمیں بے شمار مسلمان طرفین کے مارے گئے اُن کا گناہ بھی معاویہ کے ہی
ذمہ ہے - کیونکہ اُس نے محض اپنی سلطنت کی خاطر خونِ عثمان کا
ایک فرضی بہانا نکالا تھا ورنہ مخالف اور موافق ہر شخص جانتا ہے
اور کہتا ہے کہ معاویہ کا یہ مطالبہ جناب امیر علیہ السلام سے بالکل
ناواجب تھا اور معاویہ نے صرف لڑنے اور اپنی سلطنت قائم کرنے
کا ایک شرعی حیلہ ایجاد کیا تھا - یہی نہیں بلکہ معاویہ کے سر پر بے
شمار مومنین کا خون ہے اُن متعدد عمدی قتلوں سے دامن معاویہ کو
کیونکر پاک کیا جا سکتا ہے جو روز روشن میں ہر تاریخ کے ورق پر اپنی
سرخی دکھا رہے ہیں ؟

اُن تمام خونوں میں پہلا خون سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام
کا ہے جو پیغمبر زادے تھے - معاویہ کے محسن تھے - خلوت گزین عابد
تھے اور اتنے بڑے مومن تھے جنکی نظیر مومنین میں قیامت تک نہیں مل
سکتی - حضرت امام حسن علیہ السلام فرزند رسول تھے جن کو معاویہ نے زہر دیکر
شہید کردیا - حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ پر ایک زبردست

اور عظیم الشان سلطنت بخشنے کا احسان کیا تھا جس کا عوض معاویہ نے اس محسن کشی کے ساتھ دیا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام حجرۂ خلوت میں عبادت کر رہے تھے اور معاویہ نے ایک بے ضرر عابد کا خون بہا دیا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام ایسے مومن تھے جن کے گھر سے تمام مومنین نے ایمان پایا تھا۔ آج بھی پا رہے ہیں۔ اور قیامت تک پاتے رہیں گے۔ پھر یہ کہ حضور ایک ایسے مومن تھے جنکی ایمانی شان کے آگے ہر مومن سر جھکاتا ہے اور اس مومن کو نہیں نہیں بلکہ مومن گر اور قیامت تک کے لئے تمام مومنین کی پناہ اور آماجگاہ کو معاویہ نے زہر دیکر عمداً قتل کر دیا اور اپنی سفاک۔ بیباک درندہ اور ظالم حکومت کے درخت میں اس خون ایمان کو ڈالا۔

مسلمانو! امیر المومنین حضرت امام حسن علیہ السلام کا خون وہ خون ہے جو تاریخ کی روایت و درایت سے قطعاً معاویہ پر ثابت ہے اور کوئی جدید و قدیم محاکمہ تاریخی و قانونی معاویہ کی بریت اِس قیامت خیز قتل عمد کی شرکت سے نہیں کر سکتا۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ امام حسنؑ کا قاتل یزید تھا

مسلمانوں کو دھوکا دینے اُن کا ایمان خراب کرنے اور اُنہیں گمراہی کے دلدل میں پھنسائے رکھنے کی نیت سے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فعل معاویہ کا نہ تھا بلکہ یہ کام یزید کا تھا مگر افسوس۔ ہے کہ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ اِس بات کو بھلا بیٹھے کہ یزید اُس وقت بر سر حکومت اور بر سر اقتدار نہ تھا اور نہ وہ آزادی کے ساتھ حاکم مدینہ مروان علیہ اللعن سے جس کے پاس زہر بھیجکر معاویہ نے جناب امام کو آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث

کے ہاتھ سے زہر دلوایا تھا۔ اس قسم کی خط وکتابت کرسکتا تھا اس لئے کہ یزید
کو معاویہ کے بعد سرکار دمشق ہوتے ہوئے سزا و جزا کا کوئی اختیار نہ تھا کیونکہ
اختیار صرف معاویہ کو تھا اس کے علاوہ حضرت امام علیہ السلام کی شخصیت
دنیائے اسلام میں ایسی نہ تھی کہ جس کو شہادت کا ارادہ چھپائے چھپ سکتا۔
مروان یا ان کو بخوبی علم ہو سکتا تھا کہ اگر بادشاہ کسی نے ایسا کیا تو یزید کو نہیں
بلکہ معاویہ کے سامنے جوابدہی کرنی پڑے گی۔ اس لئے کہ وہی بادشاہ
وقت تھا۔

اصل واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے صرف چھ مہینے کے بعد ہی
حضرت امام حسن علیہ السلام خلافت سے دستکش ہو گئے اور معاویہ
جیسے ظالم اور خونخوار کے ہاتھوں سے مسلمانوں کی گردنوں کو بچانے کے
لئے چند مخصوص شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر لی۔ ان شرائط صلح میں
ایک شرط یہ بھی تھی کہ معاویہ کے مرنے کے بعد خلافت پھر حضرت
امام حسن علیہ السلام کی طرف واپس ہوگی۔ یہی شرط ہے جس کو
حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء
کے اندر لکھا ہے نیز یہ کہ اس کا ذکر تذکرۃ المرام اور ارجح المطالب
میں بھی ہے۔ یہی شرط وہ شرط ہے جس میں حقیقتاً فرزند رسول حضرت
امام حسن علیہ السلام کی شہادت کا راز مخفی ہے۔
سنہ ۴۹ھ کے آخر میں یا سنہ ۵۰ھ کے شروع میں اور بعض مورخین
کے نزدیک سنہ ۵۰ ہجری کے آخر میں یا سنہ ۵۱ ہجری کے شروع میں معاویہ

کو یزید کی بیعت حکومت لینے کی فکر دامنگیر ہوئی اور ہوا دیر تے
اسکی کوششیں شروع کردیں۔

شرائط صلح نامہ

معاویہ کے لیے ہمیشہ سے تکلیف دہ ثابت ہو رہے تھے اور تاریخیں یہ بتلاتی ہیں کہ اُس نے شرائط صلح کی کبھی پابندی نہیں کی بلکہ ہمیشہ نقض عہد کرتا رہا اور خوف خدا اور رسول سے ہمیشہ بیباک اور بے بہرہ رہا۔ چنانچہ اُس شرط کے علاوہ جس کا ذکر میں اوپر کرچکا ہوں یعنی یہ کہ معاویہ کے مرنے کے بعد خلافت و امامت حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف واپس ہوگی۔ شرائط صلح کے سلسلہ میں دو اہم شرطیں اور بھی تھیں پہلا شرط تو یہ تھی کہ معاویہ حضرت امام علیہ السلام کو ایک مقررہ رقم درہم و دینار کی نذر کرتا رہیگا اور دوسری شرط یہ تھی کہ وہ حضرت علی کو گالیاں نہ دے اور برا بھلا نہ کہے۔ چنانچہ ان دونوں شرطوں میں معاویہ نے کسی نہ کسی طور پر پہلی شرط کی تو کچھ پابندی کی مگر اُس مقررہ رقم کی کچھ تھوڑی بہت ادائیگی میں بھی ہمیشہ بدیانتی برتی اور حضرت امام علیہ السلام کو اُس کے لیے اکثر تقاضے پر تقاضے کرنے پڑتے تھے۔ مگر دوسری شرط یعنی مولا علی کی شان اقدس میں بدکلامی اور سب و شتم اُس دشمن علی اور دشمن اولاد علی کے لیے ایسی سخت اور تکلیف دہ شرط تھی جس کی اُس نے کبھی پابندی نہیں کی۔

سند ملاحظہ ہو:۔

ونقل ابن الاثیر فی تاریخہ ان عملا من عقود الصلح بین الحسن علیہ السلام ومعاویۃ کان منہا ایضاً انہ یسلم

ما فی بیت مال الکوفۃ وخراج دار ابجرد من فارس لیرضی بذالک من لا یرضیہ الا بالمال وان لا یشتم علی فانہ التزم ان لا یشتمہ والحسن یسمع ثم لم یف بعد ذالک۔

حضرت علامہ ابن اثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ منجملہ اُن شرائط صلح کے جو امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان طے پائے تھے ایک شرط یہ بھی تھی کہ کوفہ کے خزانہ کا مال اور فارس کے دار ابجرد کا کل خراج حضرت امام حسن علیہ السلام کو ملا کرے تاکہ آپ اُن لوگوں کو راضی رکھیں جو بجز مال کے اور کسی بات سے راضی نہیں رہتے اور نیز یہ کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کو گالی نہ دی جائے۔ (جس گالی اور تبرے کی لعنت اسلامیہ میں اول اول معاویہ نے اپنی بدبختی سے ایجاد کر رکھا تھا اور اس خیال سے کہ وہ اُس ہاتھ و فعل کو اپنی سلطنت کی مضبوطی اور استحکام کی بنیاد سمجھتا تھا۔ تمام اہل شام میں رائج کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو روکنے کے لئے شرائط صلح میں ایک مضمون دفعہ داخل کرنے کی باری آگئی تھی)۔ معاویہ نے اُن تمام شرائط کو مان لیا مگر اس شرط کو نہیں مانا کہ علی کو گالی نہ دی جائے۔ صرف اتنا اقرار کیا کہ امام حسن علیہ السلام تو سنا کر اُن کی موجودگی میں گالی نہیں دی جائیگی۔ (العدد رے معاویہ کا ذوق شقاوت!

قارئین کرام! معاویہ کی خوبی اور اہل بیت اطہار کے ساتھ ان دشمنی اور عداوت کی حد کو بنظر غور دیکھیں اور حامیان معاویہ اب بھی آنکھیں کھولیں اور اپنے آپ کو اس قوم اور بدبخت کی حمایت سے بچائیں) مگر معاویہ نے اس شرط کی بھی کبھی پابندی نہیں (یعنی حضرت

امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں حضور کو سنا سنا کر ہمیشہ مولی کو گالیاں دیتا رہا اور دوسروں سے گالیاں دلواتا رہا)

ہاں! تو خیر انکا صلح کی وہ شرط کہ معاویہ کے مرنے کے بعد خلافت حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف واپس جائیگی کوئی ایسی ویسی معمولی شرط نہ تھی معاویہ اس بات کو بخوبی سمجھتا تھا کہ اگر میں نے اس معاملہ میں ذرا بھی خلاف ورزی کی تو حضرت امام حسن علیہ السلام کے شیدائی، اور فدائی جو اب تک اس امید پر خاموش ہیں کہ کچھ دنوں میں خلافت اہل بیت رسول میں واپس آجائے گی۔ اُسکی جان کو آجائیں گے اور عوام میں ایک ہیجان عظیم الگ پیدا ہو جائیگا جو میری نوساختہ سلطنت کا تختہ اُلٹ دے گا اس لئے یزید کو تخت و تاج کا مالک بنانے کے لئے حضرت امام حسن علیہ السلام کا راستہ سے ہٹانا معاویہ کے لئے لازمی اور ضروری تھا اور یہی وہ راز ہے جس میں فرزند رسول اور دلبند بتول حضرت امام حسن علیہ السلام کی جانکاہ شہادت پوشیدہ اور مخفی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی سمجھنے اور دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے وجود باوجود سے کس کس کو تکلیف تھی اور وہ کون تھا جسے حضور کی شہادت سے فائدہ اور آرام پہنچنے کی امید تھی۔ یزید کی بیعت حکومت کا راستہ صاف ہو رہا تھا اور معاویہ کو حضور کی شہادت سے مالی منفعت کی امید تھی اس لئے کہ اُسے سال بسال حضرت امام علیہ السلام کو ایک لاکھ روپیہ نذر کرنا پڑتی تھی۔ نیز یہ کہ اُسکو

یقین تھا کہ اگر حضرت امام حسن علیہ السلام کو کسی عنوان سے قتل کر دیا جائے تو سلطنت اُسی کی ذریات میں رہ جائے گی اور اولادِ رسول کی نظر و نخوت میں پلیگی - غرضیکہ اِس واقعہ پر جس پہلو سے بھی آ رکی جائے تو صرف معاویہ کی ہی ذات اُس سے فائدہ اٹھاتی نظر آتی - ہم اِس جُرم کو یزید کے سر تھوپنا خطاءِ اجتہادی والی کوشش سے زیادہ وقیع نہیں ہے -

معاویہ کا قاتل امام حسن علیہ السلام

ہونے کے چند اور دلائل !

حامیانِ معاویہ کی خاطر سے اگر اِس بات کو فرض بھی کر لیا جائے کہ معاویہ اِس جُرم میں شریک نہ تھا بلکہ یہ یزید کی سازش تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے :-

۱- کہ شہادت امام علیہ السلام کے بعد مروان علیہ اللعن نے زوجہ امام جعدہ بنت اشعث کو پناہ کے لئے معاویہ کے پاس کیوں بھیجا یزید کے پاس کیوں نہ بھیجا ؟

۲- پھر یہ کہ معاویہ نے جعدہ کو سزا کیوں نہیں دی بلکہ اُلٹا بطور انعام کے اس کو ایک لاکھ درہم کیوں دیا ؟ یہ ایک لاکھ درہم اُس زنِ خبیثہ کے کس کارنمایاں کا صلہ تھا ؟

۳- پھر معاویہ نے مروان سے یہ کیوں نہیں دریافت کیا کہ تو نے اس عورت کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے میرا اس سے کیا تعلق ہے ؟ معاویہ کا جعدہ کو صحیح سلامت نکل جانے دینا اور اُس کو ایک لاکھ درہم بطور

انعام کے دینا صرف اسی ایک اصول کے ماتحت سمجھ میں آ سکتا ہے کہ معاویہ قتل امام میں خود شریک تھا اور یہ واقعہ ہائلہ اُس کے ایما اور اُسی کے اشارہ سے ہوا تھا۔

۴۔ پھر یہ کہ اگر معاویہ قاتل امام نہ تھا تو وہ حضور کی خبر شہادت سنکر سجدہ میں کس بات کے لئے گرا اور کس بات کی خوشی میں اُس نے تکبیر کہی اور پھر یہ کیوں کہا کہ حسن ایک انگارہ تھے جسے اللہ نے بجھا دیا؟

طبقات الاطبا جلد اول کے صفحہ ۱۱۸ میں مذکور ہے کہ اعواتہ ابن الحکم کہتے ہیں کہ شہادت امام علیہ السلام سے چند روز پہلے معاویہ کا ایک حکم مروان حاکم مدینہ کے نام بصیغۂ ضروری آیا تھا کہ حسن کے حال سے فوراً مطلع کرو اس حکم کو آئے چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوگئی۔ اور مروان نے اسکی خبر معاویہ کو لکھ بھیجی۔

۵۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس غیر معمولی جلدی کی دریافت کا کیا سبب تھا جسکے لئے ضروری احکام نائب کے نام جاری کئے گئے؟ اسی سال اور ان ایام کی نسبت تاریخوں میں یہ بھی ذکر نہیں ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا تھا جس کی بنا پر معاویہ کو تفتیش حالات امام علیہ السلام کی ضرورت پیش آئی۔

فرزند رسول اور دلبند بتول نے بغاوت نہیں کی تھی جو اسکی سزا اور پاداش میں زہر دلوایا گیا۔ حضور نے تو خود ہی معاویہ کو سلطنت دے دی تھی پھر حضور کا قتل کس خطا کے عوض تھا؟ اور کیا یہ ایک بے گناہ مومن کا خون نہیں ہے جو سلطنت آمویہ کے درخت میں ڈالا گیا۔

تاکہ وہ سرسبز رہے؟

۶- اب میں اس لرزہ خیز واقعہ پر ایک دوسرے پہلو سے بحث کرتا ہوں حامیانِ معاویہ کو پورے طور پر مطمئن کرنے کی خاطر اگر سارے بیانات تاریخی کو جھوٹا اور بہتان بھی مان لیا جائے تب بھی اس میں تو کوئی شخص شبہ نہیں کر سکتا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا زہر کے اثر سے انتقال ضرور ہوا تھا اور اس وقت معاویہ کی حکومت بھی قائم تھی اور اُس کے اہل کار ادنیٰ ادنیٰ واقعات و مقدمات کی تفتیش و تحقیق بھی کیا کرتے تھے۔ [illegible] جاری کی جاتی تھیں اور مجرموں کو سزائیں دی جاتی تھیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت جیسے ایک اتنے بڑے واقعہ کی نہ تو خود معاویہ نے تحقیقات کی اور نہ اُس کے کسی اہل کار نے۔ اگر معاویہ خود مجرم نہ تھا تو اس کو بہ حیثیت ایک حاکم کے اِس واقعہ کی تحقیق کرنی چاہیے تھی اور اصل مجرم کا پتہ لگانا چاہیے تھا۔ اور یہ دونوں باتیں بہ حیثیت بادشاہ وقت ہونے کے اُس پر واجب تھیں۔ مگر اُس نے کچھ بھی نہیں کیا اور نہ اِس قیامت خیز واقعہ کی ذرا بھی تحقیقات نہ ہوئی۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ معاویہ کا ہاتھ اِس جرم میں شریک تھا اور تاریخوں کا بیان بالکل درست ہے کہ معاویہ نے زہر دلوا کر حضرت امام حسن علیہ السلام کو قتل کرا دیا۔

کہیں چھپا رہے چھپائے سے کسی کے قتل عمد کا چرچا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر تو خون پکارے گا آستین کا!

تو کیا یہ قتل عمد نہ تھا؟ اور کیا اِس قتل عمد اور اِس خونِ ناحق کی سزا میں معاویہ اِس دفعہ قرآنی کی حد میں نہیں آتا؟

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۔ جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اُس کے لئے جہنم کی سزا ہے ۔ وہ اُسی میں ہمیشہ رہے گا اُس پر اللہ کا غضب ہوگا ۔ اور اللہ کی لعنت ہوگی ۔ اور اُس پر بڑے بڑے عذاب ہوں گے ۔

اس دفعۂ قرآنی میں پانچ وعیدیں یا پانچ سزائیں ہیں ۔ پہلی سزا یہ ہے کہ وہ داخل جہنم ہوگا ۔ دوسری سزا یہ ہے کہ جہنم سے اُس کا کبھی چھٹکا نہ ہوگا بلکہ وہ اُسی میں ہمیشہ رہے گا ۔ تیسری سزا یہ ہے کہ وہ مغضوب خدا ہوگا ۔ چوتھی سزا یہ ہے کہ وہ ملعون یا مستحق لعنت ہوگا ۔ اور پانچویں سزا یہ ہے کہ جہنم میں اُس پر بہت سخت سخت عذاب ہوں گے ۔

پس اس دفعۂ قرآنی کے مطابق معاویہ قاتل امام حسن علیہ السلام ہونے کی وجہ سے :-

(۱) جہنمی ہے ۔
(۲) ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا ۔
(۳) مغضوب خدا ہے ۔
(۴) مستحق لعنت ہے اور ملعون ہے ۔
(۵) اور اُس پر جہنم میں بڑے بڑے عذاب ہوں گے ۔

مگر یہ یاد رہے کہ یہ وعیدیں یا سزائیں تو محض اُس شخص کے لئے ہیں جو کسی عام مومن کا قاتل ہو ۔ مگر معاویہ تو فرزند رسول کا قاتل ہے کون سے فرزند رسول ؟ جن کی شان اقدس میں فرزدق شاعر فرماتے ہیں :- من جدہ اللہ لغبرادلیتہ نا ۔ فالدین من بیت ھذا نالہ الامم

ان کے شرف اور انکی عظمت کو وہی پہچان سکتا ہے جس نے اللہ کو پہچانا ہو یعنی جو عارف باللہ ہو اس لئے کہ تمام امت نے دین انہی کے گھر سے پایا ہے۔

دور حاضرہ کے ایک زبردست عارف حضرت مولانا عبدالعلیم آسی رحمۃ اللہ علیہ اسی شعر کے ہم معنی اپنی ایک رباعی میں فرماتے ہیں:-

ممتاز علی کو ہر بشر سے پایا — ہمنام خدا ہے بحر و بر سے پایا
پہلے تو علی نے خدا کے گھر سے — پھر ہم نے خدا کو ان کے گھر سے پایا

پھر فرماتے ہیں:-

چار یاران نبی میں آسی — بتبعیت مجھے ہر یار کی ہے
واقعہ راہ خدا میں لیکن — پیروی حیدر کرار کی ہے

قارئین کرام ذرا غور کریں کہ معاویہ کون کا قائل ہے دیکھئے!

حضور اپنی شان اقدس میں خود ہی فرماتے ہیں:- من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن علی وانا ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی الی اللہ وانا ابن السراج المنیر۔

جو کوئی مجھے جانتا ہے اسے جتانے کی ضرورت نہیں وہ تو جان ہی رہا ہے مگر وہ جو مجھے نہیں جانتا ہے پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بیٹا علی کا ہوں اور میں بیٹا نبی کا ہوں اور میں پسر وصی ہوں اور میں فرزند بشارت دینے والے اور خوشخبری دینے والے کا ہوں اور میں نور چشم ڈرانے والے کا ہوں اور میں لخت جگر ان کا ہوں جو تم کو اللہ کی طرف بلانے والے ہیں اور میں فرزند چراغ روشن کا ہوں۔

وانا من اهل البیت الذی کان جبریل ینزل الینا ویصعد من عندنا وانا من اهل البیت الذی اذهب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا وانا من اهل البیت الذی افترض اللہ مودتہم علی کل مسلم ـــ

اور میں اُس خاندان عالیشان سے ہوں جس میں جبرئیل امین آمد ورفت رکھتے تھے اور اُس پاک گھرانے کا ہوں جسکے گناہوں کو اللہ پاک نے دور فرما دیا ہے۔ اور اُس گھرانے کے لوگوں کو بڑی پاک وپاکیزہ بنا دیا ہے اور میں اُس ممتاز گھر کا لڑکا ہوں جس گھر کے ہر فرد کی محبت کو اللہ پاک نے مسلمانوں پر فرض کر دیا ہے۔

مسلمانو! ان اسناد کو غور سے پڑھو اور خود ہی فیصلہ کر لو کہ ایسی ہستی مقدسہ کا قاتل کس درجہ ملعون اور مردود ہے اور اُس کے اوپر جہنم میں اللہ پاک کی طرف سے کیا کیا عذاب اور کیسے کیسے عتاب ہوں گے اور پھر یہ بھی سمجھ لو کہ ایک ایسے ملعون اور مردود کے لئے مسلمانوں کو یہ کہہ کر ڈرانا اور دھمکانا کہ "ھولا یوجب اللعن" وہ لعنت کے قابل نہیں ہے یا اُس پر لعنت واجب نہیں ہے کس قدر اندھیر اور کتنی گمراہی اور بدراہی کی بات ہے میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا بیدین ایسا سفاک اور اتنا زبردست ظالم خونخوار اور محسن کش لعنت کے قابل نہیں ہے تو پھر اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر لعنت کے قابل ہے کون؟ اللہ پاک تو فرمائیں "الا لعنۃ اللہ علی الظالمین" ظالم پر اللہ کی لعنت ہے اور ہم اس دنیا کے سب سے بڑے ظالم کو "فلا یوجب اللعن" کے تار عنکبوت سے ڈھک کر بناہ دینا چاہیں

میں کچھ نہیں کہتا تم خود ہی انصاف کرو کہ یہ انکار قرآن ہے یا نہیں ؟
اگر فرزند رسول کا قاتل لعنت کے قابل نہیں ہے تو خدا لعنت کا لفظ ہی
بیکار اور بے معنی ہے۔

بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ اللہ پاک اپنے مقدس کلام میں کسی مومن
کے قتل عمد کرنے والے پر صاف لعنت کریں۔ اور اُسے لعنۃ
فرمائیں پھر رسول اللہ اُس پر لعنت فرمائیں اور ہم خدا اور رسول کی
صریح مخالفت اور بغاوت کریں اور یہ غوغا مچائیں کہ اُس پر لعنت نہ کرو۔
میرے دوستو اور عزیزو! حضور امام علیہ السلام کا قتل عمد تو بڑی
چیز ہے۔ حضور کے والد بزرگوار جناب مولی کے ساتھ جنگ و قتال
کرنے والے کو رسول خدا نے کافر اور جہنمی فرمایا ہے جیسا کہ اس حدیث
سے ظاہر ہے۔ من ناصب علیا الخلافۃ فھو کافر
وقد حارب اللہ ورسولہ ۔ جس شخص نے میرے بعد علی
سے اُنکی خلافت کے معاملہ میں جھگڑا کیا وہ کافر ہے اور اس نے
خدا اور رسول سے جنگ کی۔ اس حدیث کو حضرت ابن معاذ
شافعی نے اپنی کتاب مناقب میں حضور سے بروایت حضرت ابوذر
غفاری رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ جب ہمارے سامنے خدا اور
رسول کے یہ احکام موجود ہیں تو پھر کیا ہم اپنا دین و ایمان کھو دیں
خدا و رسول کی بغاوت کریں اور پھر معاویہ جیسے ظالم کے لئے
سکوت۔ سکوت۔ سکوت کا شور و غوغا مچائیں۔

معاویہ کے قاتل امام حسن علیہ السلام ہونیکے متعلق کتب احادیث اور کتب تواریخ کی شہادتیں

اب میں اِس واقعۂ ہائلہ کے متعلق صرف منقولی بحث شروع کرتا ہوں اسناد ملاحظہ ہوں :-

۱- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ ابن عبد البر :- قال قتادہ وابوبکر بن حفص سم الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث ابن القیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذالک منھا بدس معاویۃ الیھا - حضرت قتادہ اور حضرت ابوبکر ابن حفص فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا - آپ کو آپکی بیوی جعدہ بنت الاشعث ابن قیس الکندی نے زہر دیا - مورخین کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ جعدہ نے آپ کو اس لیئے زہر دیا کہ معاویہ نے اُسے پوشیدہ طور پر کہا تھا کہ وہ آپ کو زہر دے دے -

۲- طبقات ابن سعد :- قال ابن سعد سم معاویۃ مرارًا - حضرت ابن سعد فرماتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو کئی بار زہر دیا -

۳- ربیع الابرار از علامہ زمخشری :- جعل معاویۃ لجعدۃ بنت الاشعث امرأۃ الحسن مأۃ الف درہم حتی سمتہ - معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کو ایک لاکھ درہم دیا اور اِسی لالچ میں آکر اُس نے آپکو زہر دے دیا -

۴- تذکرۂ خواص الامتہ لسبط ابن جوزی :- قال الشعبی انما دست الیہا ای جعدۃ معاویۃ فقال سمی الحسن واازوجک یزید واعطیک الف درہم فلما مات الحسن بعثت الی معاویۃ تطلب انجاز وعدہ فبعث الیہا بالمال وقال انی احب یزید وارجو حیاتہ ولولا ذالک لزوجتک ایاہ ۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ جعدہ کو معاویہ نے پوشیدہ طور پر بہکایا تھا اور یہ کہا تھا کہ حسن کو زہر دیدے میں تیرا بیاہ یزید کے ساتھ کردوں گا۔ اور تجھ کو ایک (۱) لاکھ درہم دوں گا۔ پس جب کہ امام حسن علیہ السلام وفات فرما گئے تو جعدہ نے معاویہ کے پاس پیغام بھیجا اور اُس سے مطالبہ کیا کردہ اپنا وعدہ پورا کرے ۔ معاویہ نے اُس کے پاس ایک لاکھ درہم تو بھیج دیا اور اُس کو یہ کہا کہ میں یزید کو پیار کرتا ہوں اور اُس کی زندگی چاہتا ہوں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تیرا بیاہ بھی اُس کے ساتھ کردیتا۔

۵- تہذیب الکمال فی اسماء الرجال :- قال عبد اللہ بن حسن کان معاویۃ قد تلطف لبعض خدمہ ان یسقیہ سما ۔ حضرت عبد اللہ ابن حسن فرماتے ہیں کہ معاویہ نے ہی آپ کے بعض خادموں کو بہلا پھسلا کر آپ کو زہر دلوایا تھا۔

۶- علی ما نقل عن علامہ ابو الحسن مدائنی

وکان وفاتہ فی سنۃ تسع واربعین وکان مریضا اربعین یوما دس الیہ معاویۃ سما علی ید جعدۃ بنت الاشعث زوجۃ الحسن وقال لہا ان قتلتہ بالسم فلک مائۃ الف درہم وازوجک یزید

ابنی فلما مات وفی لہا بالمال ولم یزوجہا من یزید وقال اخشی
انک تصنعین با بنی ما صنعت بالحسن ہ

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ۴۹ھ میں ہوئی آپ
چالیس دن تک بیمار رہے ۔ جناب امام علیہ السلام کی بیوی جعدہ
بنت الاشعث ابن قیس کے ہاتھ سے معاویہ نے ہی آپ کو زہر دلوایا
تھا اور معاویہ نے جعدہ سے یہ کہا تھا کہ اگر تو حسن کو زہر دے کر ہلاک
کر دے گی تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تیرا بیاہ اپنے بیٹے یزید
کے ساتھ کر دوں گا ۔ پس جب کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا انتقال
ہو گیا تو معاویہ نے جعدہ کو مال تو دے دیا مگر اس کا بیاہ یزید کے ساتھ نہیں
کیا اور یہ کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ تو میرے بیٹے کے ساتھ بھی کہیں وہی نہ کرے جو تو
نے حسن کے ساتھ کیا ہے ۔

حضرت علامہ ابوالحسن مدائنی رحمتہ اللہ علیہ علمائے اہل سنت
میں ایک نہایت ہی بلند درجے کے عالم ہیں اور صادق اور ثقہ مانے گئے ہیں ۔

۷ ۔ حسن السریرۃ از علامہ عبدالقادر ابن
محمد طبری :۔ دس معاویۃ الی جعدۃ بنت الاشعث ابن
الکندی زوجتہ الحسن بن علی ان تسقی الحسن السم و یوجہ
لہا مأۃ الف و یزوجہا من ابنہ یزید ففعلت ذالک ہ

معاویہ نے حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کی بیوی جعدہ بنت
الاشعث ابن کندی کو پوشیدہ طور سے بہکا کر اور اسے لالچ دیکر پھسلایا کہ
حضرت امام علیہ السلام کو زہر دے دے اور اس سے کہا کہ وہ اسے اس
کے صلہ میں ایک لاکھ درہم دے گا اور اس کا بیاہ اپنے بیٹے یزید سے

ساتھ کر دے گا۔ پس اسی لالچ میں آکر جعدہ نے یہ کام کیا۔

حضرت علامہ عبد القادر ابن محمد طبری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ محب طبری رحمۃ اللہ صاحب ریاض النضرہ کے بھانجے ہیں اور اہل سنت کے نہایت ہی جید اور معتبر علماء سے ہیں۔

۸۔ المختصر فی اخبار البشر از علامہ اسمٰعیل ابن علی ابن شہر فریب۔ دتوفی من سم سقتہ زوجتہ جعدۃ بنت الاشعث قیل فعلت ذالک بامر معاویۃ ووعدھا انہ یتزوجھا فسقتہ السم ووافت یزید ان یتزوجھا فابی ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کا انتقال زہر سے ہوا آپکی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے آپ کو زہر پلا دیا کہتے ہیں کہ جعدہ نے یہ کام معاویہ کے کہنے سے کیا۔ معاویہ نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا بیاہ یزید کے ساتھ کر دوں گا۔ پس اسی لالچ میں آکر اس نے یہ کام کیا اور آپ کو زہر پلا دیا پھر جب اُس عورت نے یزید کو شادی کے لئے طلب کیا تو یزید نے انکار کر دیا۔

۹۔ مروج الذھب از علامہ مسعودی:۔ وذکران امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث ابن قیس الکندی سقتہ السم وقد کان معاویۃ دس الیھا انک ان احتلت فی قتل الحسن وجھت الیک بمأتہ الف درھم وزوجتک یزید فکان ذالک الذی بعثھا علی سمہ فلما مات وفی لھا معاویۃ بالمال وارسل الیھا انا نحب حیاۃ یزید ولولا ذالک لوفینا لک تزویجہ ۔ بات یہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیوی جعدہ بنت الاشعث ابن قیس الکندی نے

آپ کو زہر پلایا تھا اور معاویہ نے ہی اُس کو اس کام پر پوشیدہ طور سے بہکا کر آمادہ کیا تھا۔ اور اُس سے یہ کہا تھا کہ اگر تو کسی تدبیر سے حسن کو ہلاک کر دے تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم دونگا اور تیرا بیاہ یزید کے ساتھ کر دوں گا پس اِسی بات نے اُس عورت کو آمادہ کیا۔ حضرت امام علیہ السلام کے زہر دینے پر پھر جب حضور امام علیہ السلام شہید ہو گئے تو معاویہ نے جعدہ کو ایک لاکھ درہم تو دے دیا مگر بیاہ کے متعلق اُس کو یہ پیغام بھیج دیا کہ ہم یزید کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم اُس کے ساتھ تیرا بیاہ بھی کر دیتے۔

۱۰۔ طبقات الاطبا:۔ وکان ابن عباس اذا دخل علی معاویۃ اجلسہ معہ علی سریرہ فاذن معاویۃ الناس فاخذوا مجالسہم وجاء ابن عباس فلم یمہلہ معاویۃ ان یسلم حتی قال یا ابن عباس ہل اتاک موت الحسن بن علی قال لا قال فانہ قد اتاہ موتہ فلسترجع ابن عباس وقال لان موتہ یا معاویۃ لا یزید فی عمرک ولا یدخل عمرہ معک فی قبرک فقال لہ معاویۃ اقعد یا ابن عباس فقال لا ما ھذا الیوم تعود رہ

حضرت ابن عباس جب معاویہ کے پاس جایا کرتے تھے تو معاویہ آپ کو اپنے برابر تخت پر جگہ دیا کرتا تھا۔ ایک دن جب لوگوں کو حاضری کی اجازت ہوئی اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو حضرت ابن عباس بھی آئے۔ معاویہ نے اُن کو سلام کلام بھی نہیں کرنے دیا اور یکبارگی گھبرا کر اُس نے سوال کیا کہ کیا تم کو حسن ابن علی کے مرنے کی خبر ملی ہے؟

حضرت ابن عباس نے کہا نہیں مجھے تو خبر نہیں ملی۔ معاویہ بولا مجھے ان کے انتقال کی خبر ملی ہے۔ اس بات کو سنکر حضرت ابن عباس نے إنا للہ وإنا إلیہ راجعون پڑھا اور یہ فرمایا اے معاویہ! حسن کے مرنے سے تیری عمر میں کچھ اضافہ نہیں ہو جائے گا اور نہ اُن کے اعمال تیرے ساتھ قبر میں جائیں گے۔ اُس پر معاویہ نے کہا تم بیٹھو تو سہی۔ ابن عباس بولے نہیں یہ دن بیٹھنے کا دن نہیں ہے۔

دیکھ لیجیئے اجد کی داڑھی میں تنکا اسے کہتے ہیں۔ کیسی گھبراہٹ تھی کہ ابن عباس کی صاحب سلامت بھی نہ ہونے پائی اور خون سر پر بولنے لگا۔

ابن عباس نے بھرے دربار میں صاف صاف معاویہ پر خون حسن کا الزام لگایا جو اُن کی گفتگو سے ثابت ہے۔ مگر معاویہ نے اس کی تردید نہ کی۔ اگر وہ بے گناہ ہوتا تو کہتا کہ ابن عباس مجھ پر اس کا الزام کیوں لگاتے ہو۔ میری عمر اور قبر کا ذکر اس وقت کیوں کرتے ہو اُس کا حسن کی موت سے کیا تعلق؟ لیکن وہ تو ایک مجرم کی طرح گھبرا گیا تو یہ بولا کہ بیٹھو تو سہی یعنی جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب تم بیٹھو تمہیں کیا مر گئے مر جانے دو۔

۱۱۔ تاریخ طبری فارسی از ۱ م، ابو جعفر محمد ابن جریر الطبری:- چوں حسن رضی اللہ عنہ برفت معاویہ در تدبیر ہلاک او ایستاد تا او را بچہ روی ہلاک کند تا مردمان ندانند کہ او را ہلاک کردہ است۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام معاویہ کو بذریعہ صلح حکومت سپرد کر دینے کے بعد مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے تو معاویہ آپ کو ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا اور اس فکر میں غلطاں پیچاں رہنے لگا کہ میں حضرت امام علیہ السلام کو کیونکر ہلاک کروں کہ لوگ یہ نہ جانیں کہ انہیں

میں نے ہلاک کیا ہے۔

پس نامہ کرد باسما بنت الاشعث ابن قیس زوجہ حسن گردیے گفتند کہ آں زن جعدہ بنت محمد ابن الاشعث بود ۔ پس اس نے اسما بنت الاشعث ابن قیس کے ساتھ نامہ و پیام شروع کیا جو حضرت امام علیہ السلام کی بیوی تھی ۔ کہتے ہیں کہ اس عورت کا نام جعدہ بنت الاشعث تھا ۔

معاویہ گفت اگر تو حسن را زہر دہی داورا ہلاک کنی من ترا بہ یزید پسر خود دہم ۔ معاویہ نے اس عورت سے کہا کہ اگر تو حسن کو زہر دے دے اور انہیں ہلاک کر دے تو میں تیرا بیاہ اپنے بیٹے یزید کے ساتھ کر دوں گا ۔

آں زن گفت چہ باید کرد ۔ اس عورت نے کہا کہ کیا کرنا چاہیے ۔؟

معاویہ دستارچہ بزہر آلودہ کرد و گفت چوں حسن با تو گرد آید او دادہ تا خویشتن را بایں دستارچہ پاک کند ۔ معاویہ نے ایک رومال کو زہر سے آلودہ کیا اور اس عورت سے کہا کہ جب حسن تیرے پاس آئیں تو یہ رومال ان کو دینا تاکہ وہ اسے استعمال فرمائیں ۔

و آں زہر ہمچناں کرد و زہر او را اندام اوکار کرد و اندراں ہلاک شد دگر دیے گفتند شربتے فرستاد بزہر آلودہ ۔

حضور امام علیہ السلام نے اس زہر آلود رومال کو استعمال فرمایا اور زہر حضور کے جسم اقدس میں سرایت کر گیا اور حضور اس کے اثر سے شہید ہو گئے ۔ ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ معاویہ نے زہر آلود

شربت بھیجا تھا۔

.... دل معاویہ فارغ گشت از کشتن حسن رضی اللہ عنہ؛ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد معاویہ کا دل فکر اور اندیشہ سے فارغ ہوگیا (جلد چہارم مطبوعہ نولکشور پریس لکھنو۔ فصل فی مقتل الحسن ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما)

۱۲:۔ روضۃ الصفا العلامہ خاوند شاہ:۔ در بعضے از روایات آمدہ کہ یکے از شروط مصالحت آں بود کہ تعیین خلیفہ بعد از معاویہ بے مشورۂ امیر المومنین حسن نباشد ؎

بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ تھی کہ معاویہ کے مرجانے کے بعد خلیفہ کا تعین امیر المومنین حضرت امام حسن علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر نہ ہو۔

و چوں چند گاہ از قضیۂ صلح بگذشت معاویہ را خاطر برآں قرار گرفت که یزید را ولی عہد گرداند و معارف و مشاہیر آفاق را بہ بیعت او خواند ؎

صلح کے کچھ عرصہ بعد معاویہ کو یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ یزید کو ولی عہد بنا کے اور سلطنت کے تمام بڑے اور مشہور لوگوں سے اس کو بادشاہ تسلیم کرائے۔

و محقق معید دانست کہ ایں قضیہ با وجود امیر المومنین حسن علیہ السلام متمشی نخواہد شد ؎ اور معاویہ اس بات کو بخوبی جانتا تھا کہ اس کی غرض حضرت امام حسن علیہ السلام کی زندگی میں پوری نہ ہوگی۔

لاجرم در دفع آنحضرت شبہا بروز آوردہ تو بہرے اندیشید

مروان ابن حکم را کہ طرید رسول خدا بود بمدینہ فرستاد و هند یلے زہر آلودہ مصحوب او گردانیدہ گفت کہ این مندیل را بہ جعدہ زوجہ حسن بنت الاشعث بن قیس را رسان و بادی بگوئی کہ اگر بعد از مباشرت وجود حسن را بایں مندیل پاک سازی داد بعالم آخرت انتقال کند معاویہ پنجاہ ہزار درہم بتو دہد و ترا در سلک ازدواج یزید کشد سے چار رنایا وہ اسی فکر و تردد میں غلطاں اور پیچاں رہنے لگا اور سوچنے لگا کہ کون سی تدبیر کروں کہ حسن ہلاک ہو جائیں آخر کش اُس نے مروان ابن حکم کو جسے رسول اللہ نے مدینہ سے باہر نکال دیا تھا مدینہ بھیجا اور ایک زہر آلودہ رومال اُسے سپرد کیا اور کہا کہ یہ رومال حسن کی بیوی جعدہ بنت الاشعث ابن قیس کو پہنچا دے اور اُسے یہ کہدے کہ اگر تو اُن سے ملنے کے بعد اُن کے وجود کو اِس رومال سے پاک کردے اور وہ عالم آخرت کو انتقال کر جائیں تو معاویہ تجھ کو پچاس ہزار درہم دے گا اور یزید کے ساتھ تیرا بیاہ کر دے گا۔

و مروان بفرمودہ معاویہ ابن ابی سفیان بمدینہ رفت وجعدہ را بفریفت تا بموجب مذکور عمل نمودہ و زہر بہ اندام و اعضائی او سرایت کردہ تا بفرادیس جناں خرامید سے معاویہ ابن ابی سفیان کے کہنے کے مطابق مروان مدینہ گیا اور جعدہ کے پاس پہونچکر اُسے تمام باتوں کو ہوشیار کر دیا اُس عورت نے اُسی کے حسب ہدایت عمل کیا اور زہر حضور کے تمام جسم میں سرایت کر گیا۔ یہاں تک حضور راہی فردوس ہو گئے۔

چوں آں واقعۂ ہائلہ روے نمود معاویہ پنجاہ ہزار درہم بہ جعدہ داد و با پسر خود یزید گفت کہ بنا بر وعدہ کہ وفا شدہ می باید بنت الاشعث

را در عقد نکاح آوری یزید جواب داد کہ با فرزند رسول وفا نکرد از وے چہ
خیر و نکوئی توقع توان داشت وکرا رغبت مواصلت و مصاحبت وے باشد
سے جب یہ واقعہ جانکاہ ہو چکا تو معاویہ نے جعدہ کو پچاس ہزار درہم
دیدیئے اور اپنے بیٹے یزید سے کہا کہ وعدے کے مطابق مناسب یہی
ہے کہ تو اشعث کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لے۔ یزید نے جواب دیا کہ
جب اس نے فرزند رسول کے ساتھ وفاداری نہیں کی تو اس سے کس
اچھائی اور کون سی بھلائی کی امید ہے۔ اور بھلا وہ کون شخص ہے جو
اس سے نکاح کرنے اور اسے اپنے پاس رکھنے کو پسند کرے گا۔
(جلد ۳ صفحہ ۳ ر)

۱۳۔ شواہد النبوۃ از حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ
مشہور آنست کہ ویرا یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام را خاتون
وے جعدہ زہر دادہ است بفرمودۂ معاویہ سے مشہور یہی ہے
کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو آپ کی بیوی جعدہ نے معاویہ کے کہنے
سننے سے زہر دیا۔

۱۴۔ تاریخ ابو الفدا:۔ اسمیں بھی بالکل یہی واقعہ درج ہے۔

۱۵۔ مرآۃ العجائب از شیخ عبد اللہ محمد ابن عمر زین
الدین ابن الواقدی:۔ یہ کتاب بھی بالکل یہی کہتی ہے۔

۱۶۔ سیرۃ الاولیا از حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ:۔ اس
کتاب میں بھی بالکل یہی واقعہ مذکور ہے۔

۱۷۔ حبیب السیر از حضرت علامہ غیاث الدین ابن ہمام
الدین المعروف بہ خواند امیر:۔ اس کتاب میں بھی بعینہ وہی

واقعات ہیں جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

خبر موت امام حسن سنکر معاویہ کا سجدہ میں گر پڑنا

۱۸۔ مفتاح النجاۃ از مرزا محمد معتمد خاں :۔ وقد جاء الخبر الی معاویۃ بموت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما فسجد شکر اللہ تعالیٰ وبان السرور فی وجہہ ۔ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کی خبر وفات جب معاویہ کے پاس پہونچی تو معاویہ اسکا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر پڑا اور اُس کے چہرہ سے خوشی ظاہر ہونے لگی۔

۱۹۔ تاریخ ابوالفدا :۔ فلما بلغ معاویۃ موت الحسن خرّ ساجدا ۔ جب معاویہ کے پاس حضرت امام حسن علیہ السلام کے وفات پاجانے کی خبر پہنچی تو وہ سجدہ میں گر پڑا (مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۸۳)

۲۰۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ از امام ابی محمد عبداللہ ابن مسلم قتیبہ ۔ فلما اتاہ الخبر اظہر فرحا وسرورا حتی سجد وسجد من کان معہ ۔ پس جب کہ معاویہ کے پاس حضرت امام حسن علیہ السلام کے وفات کی خبر پہونچی تو اُس نے فرحت اور سرور کا اظہار کیا یہاں تک کہ وہ سجدہ میں گر پڑا اور وہ تمام لوگ سجدہ میں گر پڑے جو اُس کے ساتھ تھے (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۵)

خبر موت امام سنکر معاویہ کا یہ کہنا کہ حسن ایک انگارہ تھے جس انگارہ کو اللہ نے بجھا دیا

۲۱۔ تیسیر الباری فی شرح صحیح البخاری متعلقہ حاشیہ کتاب الفتن :۔ قال کان جمرۃ فاطفاہا اللہ ۔ معاویہ کو جب شہادت امام کی خبر پہونچی (تو) وہ بولا کہ حسن ایک انگارہ تھے جس انگارہ کو اللہ نے بجھا دیا۔

شہادت امام کے چند ہی روز پہلے حاکم مدینہ کے نام معاویہ کا حکم بصیغۂ راز

۲۲۔ کتاب الخمیس از علامہ دیار بکری :۔ وفی حیاۃ الحیوان قال ابن خلکان انہ لما مرض الحسن کتب مروان ابن الحکم الی معاویۃ بن ابی سفیان ابعث المطی الی بخبر الحسن ۔ حیوۃ الحیوان میں مذکور ہے کہ ابن خلکان کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام بیمار ہوئے تو مروان ابن الحکم نے معاویہ کو انکی بیماری کی خبر لکھ کر بھیجی اور معاویہ نے لکھا کہ فوراً اس کے پاس لکھ کر یہ حکم بھیجا کہ وہ ان کی بیماری کے بعد کی خبر بہت ہی فوری دے ۔

اس واقعہ کا مؤید وہ واقعہ بھی ہے جو طبقات الاطبا کے جلد اول صفحہ ۔۔۔ پر درج ہے جس کا ذکر گزشتہ اوراق میں کیا جا چکا ہے

خبر شہادت امام سنکر معاویہ کا خوشی میں تکبیر بلند کرنا

۲۳۔ نزل الابرار از علامہ مرزا محمد بدخشی :۔ فلما بلغ معاویۃ موت الحسن رضی اللہ عنہ کبر وکبر اہل الشام

لذالک ہے جب معاویہ کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو اُس نے تکبیر بلند کی اور اہل شام نے بھی اُسکی وجہ سے تکبیر بلند کی۔

۴۴۔ تاریخ طبری از علامہ محمد ابن جریر الطبری

وحدثنا محمد ابن جریر الطبری عن محمد بن حمید الرازی عن علی بن مجاھد عن محمد بن اسحق عن الفضل بن عباس بن ربیعة قال وفد عبد الله بن عباس علی معاویة قال فوالله انی لفی المسجد اذ کبر معاویة فی الخضراء فکبر اھل الخضراء ثم کبر اھل المسجد بتکبیر اھل الخضراء فخرجت فاختة بنت قرظة ابن عمرو ابن نوفل ابن عبد مناف من خوخة لھا فقالت سرک الله یا امیر المؤمنین ما ھذا الذی بلغک فسررت به قال موت الحسن بن علی فقالت انا لله وانا الیه راجعون ثم بکت وقالت مات سید المسلمین وابن بنت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال معاویة نعما والله ما فعلت انه کان کذالک اھل ان یبکی فبلغ الخبر ابن عباس رضی الله عنھما فراح فدخل علی معاویة قال علمت یا ابن عباس ان الحسن توفی قال الذلک کبرت قال نعم قال والله ما موته بالذی یؤخر اجلک ولا حفرته بسادة حفرتک ولئن اصبنا به فقد اصبنا بسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین ثم بعد بسید الاوصیاء فجبر الله تلک المصیبة ورفع تلک العبرة فقال یا ابن عباس ما کلمتک الا وجدتک معدا۔

امد علامہ محمد ابن جریر طبری نے محمد ابن حمید رازی سے اور انہوں نے علی ابن

مجاہد سے اور انہوں نے محمد ابن اسحٰق سے اور انہوں نے فضل ابن عباس ابن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار عبداللہ ابن عباس معاویہ کے پاس وارد ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بخدا میں ابھی مسجد ہی میں تھا کہ یکایک معاویہ نے اپنے رہائشی محل قصر خضرا سے تکبیر بلند کی اور اس کے ساتھ ہی قصر خضرا کے رہنے والوں نے بنت قرظا ابن عمرو ابن نوفل ابن عبد مناف نے اپنے حجرے سے اپنا منہ نکالا اور معاویہ سے کہا خدا امیر المومنین کو خوش رکھیں یہ کون سی ایسی خبر پہنچی ہے جس کو سنکر آپ اس قدر جامے سے باہر ہوئے جا رہے ہیں۔ معاویہ نے جواب دیا کہ وہ خبر حسن ابن علی کی موت کی خبر ہے۔ اس کو سنکر فاختہ بنت قرظا نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا پھر خوب جی بھر کر روئی اور روتی روتی کہتی جاتی تھی کہ ہائے مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کی صاحبزادی کے صاحبزادے نے وفات پائی معاویہ کہنے لگا بخدا تیرا یہ فعل بہت اچھا ہے وہ ایسا ہی تھا اور روئے جا۔ تم کہ ہی لائق تھا۔ پھر جب ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو وہاں سے روانہ ہوئے اور معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہ کہنے لگا اے پسر عباس کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ حسن نے وفات پائی۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا کیا اسی لئے تم نے تکبیر بلند کی تھی معاویہ نے کہا کہ ہاں ابن عباس کہنے لگے بخدا حسن کا مرنا تیری موت کو روک نہ دیگا۔ ورنہ ان کی قبر تیری قبر کو بند کر دے گی۔ اگر آج ہم پر ان کی مصیبت پڑی ہے تو اس سے پہلے ہم سید المرسلین امام المتقین اور رسول رب العالمین کی مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد بڑی بھاری کی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اللہ اس مصیبت کا بدلہ دیں۔

اور ان آفتوں کو دفع کریں۔ معاویہ کہنے لگا اے پسر عباس! یہی نے تم سے کبھی کلام نہیں کیا۔ مگر یہ کہ تم کو آمادہ جواب پایا۔

بالکل یہی واقعہ حضرت علامہ مسعودی کی کتاب مروج الذہب مطبوعہ مصر۔ جلد ثانی کے صفحہ ۵۲ میں بھی موجود ہے۔ اور ربیع الابرار۔ کتاب الخمیس اور مفتاح النجاۃ میں بھی درج ہے۔

اللہ اکبر! معاویہ بھی اللہ اور رسول کے رسول کی نازبانی کرنے میں کس قدر جری اور بے باک تھا۔ اور اللہ کا حلم بھی کتنا حلیم تھا کہ اس نے فرزند رسول کو قتل کیا اور ان کی موت پر خوش ہو کر از روئے کمال بغض و عداوت، تکبیر کہی پھر بھی اس پر کوئی بجلی آسمان سے نہ گری کہ اس کی بیخ و بنیاد جڑسے اکھیڑ کر پھینک دیتی۔

حضرت علامہ دیلمی نے حضرت ابوسعید سے نقل کیا ہے کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا:۔

اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی ۔ غضب خدا اُس شخص پر شدید ہوتا ہے۔ جو مجھ کو میری عترت کے بارے میں اذیت دے۔

مختصر یہ کہ معقولی دلائل کے علاوہ جو مذکور ہو چکے ہیں۔ احادیث اور تواریخ کی مندرجہ ذیل کتابوں سے بھی معاویہ کا قاتل امام حسن علیہ السلام ہونا روز روشن کی طرح سے ثابت ہے۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ایک۔ طبقات ابن

سعد دو۔ ربیع الابرار تین۔ تذکرۂ خواص الامۃ چار۔ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال پانچ۔ علی مانقوا چھ۔ المختصر فی اخبار البشر سات حسن السریرہ آٹھ۔ مروج الذہب نو۔ تاریخ ابوالفداء دس۔ مرآۃ الجنان گیارہ۔ تاریخ طبری فارسی بارہ۔ روضۃ الصفا تیرہ۔ کتاب الخمیس چودہ۔ نزل الابرار پندرہ۔ مفتاح النجاء سولہ۔ تیسیر الباری فی شرح صحیح البخاری سترہ۔ شواہد النبوۃ اٹھارہ۔ سیرۃ الاولیاء انیس۔ تاریخ طبری عربی بیس۔ یزید نامہ از خواجہ حسن نظامی اکیس۔ رفع الحجاب عن فضائل الخطاب از مولانا محمد الوہاب صاحب بائیس۔ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری تئیس۔ رسالہ آستانہ دہلی بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء چوبیس۔

۹۔ حضرت حجر ابن عدی اور ان کے اصحاب کا قتل

ومن بوائقہ الموجبۃ غضب اللہ قتلہ حجر ابن عدی واصحابہ صبراً بمرج عذراء۔ اور معاویہ کے افعال مہلکہ میں سے جو موجب غضب خدا ہیں ایک فعل مہلک حضرت حجر ابن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرج عذرا میں بحالت صبر قتل کر دینا ہے۔

قتل معاویۃ حجراً واصحابہ وہم شریک بن شداد الحضرمی وصیفی ابن فسیل الشیبانی وقبیصۃ ابن ضبیعۃ العبسی

ومحرز ابن شہاب السعدی التمیمی وکدام ابن حبان العنزی
وعبد الرحمٰن ابن حسان العنزی الذی دفنہ زیاد ۔ ۵۰

معاویہ نے حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کردیا اور اُن کے ساتھی یہ حضرات تھے :- (۱) حضرت شریک ابن شداد الحضرمیؓ (۲) حضرت صیفی ابن فسیل الشیبانیؓ - (۳) حضرت قبیصہ ابن ضبیعہ العبسیؓ (۴) حضرت محرز ابن شہاب السعدی التمیمیؓ (۵) حضرت کدام ابن حبان العنزیؓ (۶) اور حضرت عبدالرحمٰن ابن حسان العنزی جن کو زیاد نے زندہ دفن کردیا۔

اخرج یعقوب ابن سفیان فی تاریخہ والبیہقی فی الدلائل عن عبد اللہ ابن زریر الغافقی قال سمعت علی بن ابی طالب علیہ السلام یا اھل العراق سیقتل منکم سبعۃ نفر بعذراء مثلھم کمثل اصحاب الاخدود فقتل حجر واصحابہ ۔

حضرت یعقوب ابن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور حضرت علامہ بیہقی نے دلائل میں حضرت عبداللہ ابن زریر غافقی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اہل عراق! عنقریب تم میں سے سات آدمی عذرا میں قتل کئے جائیں گے جنکی مثال مثل اصحاب اُخدود کے ہوگی ۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین قتل کر دیئے گئے۔

قال البیہقی لا یقول علی مثل ھذا الا ان یکون سمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ حضرت علامہ بیہقی

فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ ایسی بات کبھی نہیں کہہ سکتے تھے جب تک کہ حضور سے اُس بات کو رسول خدا سے نہ سُن لیا ہو۔

واخرج ابن عساکر عن سعید ابن ابی ھلال ان معاویۃ حج فدخل علی عائشۃ فقالت یا معاویۃ قتلت حجر ابن عدی واصحابہ اما واللہ لقد بلغنی انہ سیقتل بعذراء سبعۃ نفر یغضب اللہ لھم واھل السماء ۔

علامہ ابن عساکر نے حضرت سعید ابن ابی ہلال سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے حج کیا اور بعد فراغت ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے معاویہ تو نے حجر اور اُن کے اصحاب کو قتل کر ڈالا لاکن میں نے یہ حدیث سُنی ہے کہ عنقریب عذرا میں سات ایسے شخص قتل کئے جائیں گے جن کے واسطے اللہ بھی غضبناک اور آسمان والے بھی غضبناک ہوں گے۔

واخرج یعقوب بن سفیان وابن عساکر ایضا ان عائشۃ رضی اللہ عنھا بعد ان انکرت علی معاویۃ قتلہ حجرا واصحابہ بعذراء قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سیقتل بعذراء اناس یغضب اللہ لھم واھل السماء ۔ علامہ یعقوب ابن سفیان نے یہ روایت کی ہے اور علامہ ابن عساکر نے بھی یہی روایت کی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا معاویہ سے اس بات پر ناراض ہوئیں کہ اس نے حجر ابن عدی اور آپ کے اصحاب کو مقام عذرا میں قتل

کردیا۔ اور آپ نے معاویہ سے فرمایا کہ میں نے جناب رسول خدا سے سُنا
ہے کہ عنقریب عذرا میں کچھ ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جن کے
واسطے خدا اور اہل آسمان غضبناک ہوں گے۔

قال العلامة ابن عبد البر فی الاستیعاب کان حجر من
فضلاء الصحابة وصغر سنه عن کبارهم وکان علی کندة یوم
صفین وعلی المیسرة یوم النهروان ۔

حضرت علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب میں لکھا ہے
کہ حضرت حجر ابن عدی رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ سے تھے حالانکہ آپ کی
عمر شریف بہ نسبت اور صحابہ کے کم تھی بروز صفین قوم کندہ کے سردار
تھے اور بروز نہروان حاکم میسرہ تھے۔

ولما ولی معاویة زیادا العراق وما وراءها واظهر من الغلظة
وسوء السیرة ما اظهر خلعه حجر ولم یخلع معاویة وکتب فیه
زیاد الی معاویة فامر ان یبعث به الیه ۔

جب معاویہ نے زیاد کو عراق اور اس کے علاوہ اور اطراف کا
حاکم بنایا اور اس نے اپنی شرارت اور خباثت جو اسے ظاہر کرنی تھی
ظاہر کی تو حضرت حجر نے زیاد کی مخالفت کا تو اظہار کیا مگر معاویہ کی مخالفت
کا اظہار نہیں کیا۔ زیاد نے یہ قصہ معاویہ کو لکھا تو اس نے آپ کو اپنے
پاس بھیج دینے کا حکم دیا۔

فبعثه الیه مع وائل بن حجر الحضرمی فی اثنی عشر رجلا
کلهم فی الحدید فقتل معاویة منهم واستحیی منهم ستة
وکان حجر فیمن قتل ۔ پس زیاد نے آپ کو حضرت وائل ابن حجر

کو پیش کریں۔ اگر تم نے مان لیا تو ہم تمہیں چھوڑ دینگے ورنہ قتل کر دینگے
انھوں نے جواب دیا کہ ہم ہرگز ایسا نہیں کرینگے۔ پس حسب الحکم
قبریں کھودی گئیں اور کفن مہیا کیے گئے۔

وقام حجر واصحابہ یصلون عامۃ اللیل فلما کان الغد
قدمھم لیقتلوھم فقال لھم حجر بن عدی اترکونی اتوضأ
واصلی فانی ما توضأت الا صلیت ولولا ان تظنوا انی جزعا من
الموت لاستکثرت منھا قال فترکوہ فقتلوا منتہ ہ

حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین
نے تمام رات نماز میں گذاری۔ جب صبح ہوئی تو قتل کے واسطے پیش
کیے گئے اُس وقت حضرت حجر ابن عدی نے یہ فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت
دو کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں کیونکہ میرا کوئی وضو نماز سے خالی نہیں
گیا اور اگر مجھے یہ گمان نہ ہوتا کہ تم موت سے ڈر فرما میرے اوپر گمان
کرو گے تو میں نمازیں اور زیادتی کرتا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر اُن
جلادوں نے حضرت حجر ابن عدی کو قتل کر دیا اور ان کے چھ ساتھی
بھی قتل کیے گئے۔

فقال عبد الرحمٰن ابن حسان العنزی وکریم الخثعمی ابعثوا
بنا الی امیر المؤمنین فنحن نقول فی ھذا الرجل مثل مقالتہ
ہ اُس وقت حضرت عبد الرحمٰن ابن حسان عنزی اور کریم خثعمی
نے یہ کہا کہ ہمیں معاویہ کے پاس بھیج دو تاکہ ہم اُس سے جناب امیر
علیہ السلام کے بارے میں اُس کے قول کے مطابق کلام کریں۔

فاستاذنوا معاویۃ فیھما فاذن باحضارھما فلما دخلا علیہ

قال الخشعی الله الله یا معاویۃ فانک منقول من ھذا الدار الزائلۃ الی دار الاخرۃ الدائمۃ ثم مسئول عما اردت بسفک دمائنا ؎

معاویہ سے اس کی اجازت طلب کی گئی۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کے حاضر کرنے کی اجازت دی۔ جب دونوں حضرات اس کے سامنے آئے تو حضرت خشعمی نے کہا اے معاویہ اللہ سے ڈر اللہ سے ڈر کیونکہ تو بھی اس دار ناپائدار سے دار آخرت دائمی کی طرف انتقال کرنے والا ہے پھر تجھ سے ہمارے خون بہانے کی غرض پوچھی جائے گی۔

فقال لہ ما تقول فی علی قال اقول فیہ قولک قال اتبرأ من دین علی الذی یدین اللہ بہ فسکت ؎

معاویہ نے کہا تو علی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ حضرت خشعمی نے جواب دیا کہ اس بارے میں جو تیرا قول ہے وہی میں کہتا ہوں۔ پھر معاویہ نے پوچھا کیا تو دین علی سے بیزاری ظاہر کرتا ہے؟ اس کو سن کر حضرت خشعمی خاموش ہو گئے۔

وقام شمر ابن عبد اللہ من بنی قحافہ ابن خشعم فاستوھبہ لہ علی ان لا یدخل الکوفۃ فاختار الموصل ؎ یہ دیکھ کر شمر ابن عبد اللہ جو بنی قحافہ ابن خشعم کی اولاد سے تھا اٹھ کھڑا ہوا اور سفارش کی کہ انہیں مجھے دے دیا جائے۔ معاویہ نے اسے اس شرط پر دے دیا کہ وہ کبھی کوفہ میں نہ جانے پائیں۔ لہذا آپ نے شہر موصل کو اختیار کر لیا۔

ثم قال لعبد الرحمن ابن حسان یا اخا ربیعۃ ما تقول فی علی قال دعنی لا تسألنی قال واللہ لا ادعک ؎ پھر معاویہ نے حضرت عبد الرحمن ابن حسان سے پوچھا کہ اے برادر ربیعہ تو علی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ مجھے معاف کر اور مجھ سے یہ سوال نہ کر یہی تیرے حق میں اچھا ہے۔ معاویہ نے کہا بخدا میں ہرگز نہیں مانوں گا۔

قال اشهد انه کان من الذاکرین الله کثیرا الآمرین بالحق والقائمین بالقسط والعافین عن الناس ۵

آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی مرتضیٰ اللہ کا بہت ذکر کرنے والے تھے حق و صداقت کا حکم دینے والے تھے عدل و انصاف پر قائم رہنے والے اور خطاکاروں کو معافی دینے والے تھے... ... ...

قال قتلت نفسک قال بل ایاک قتلت فرده معاویة الی زیاد وامره ان یقتله ثم فقتله فدفنه حیا انتهی من الکامل لابن الاثیر

ــ معاویہ نے کہا تو نے اپنی جان کو ہلاک کر دیا آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے تجھے قتل کر دیا پس معاویہ نے آپ کو زیاد کے پاس واپس کر دیا اور اُسے کہلا بھیجا کہ اسے نہایت بُری طرح سے قتل کر دے پس زیاد نے آپ کو زندہ دفن کرا دیا۔ کامل از علامہ ابن اثیر

وجاء فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر ۵

اور حدیث میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق زبان سے نکالنا بہترین جہاد ہے

رجل تکلم عند سلطان جائر فامره فقتل ۵ پھر حضور فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہے اور وہ اُس کے حکم سے قتل کیا جائے وہ افضل ترین مجاہد ہے۔

واخرج ابن ابی شیبة عن نافع قال کان ابن عمر فی السوق

نعی الیہ حجر فاطلق حبوتہ وقام وقد غلب علیہ النحیب ۔ اور علامہ بن شیبہ نے حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بازار میں تھے اور آپ نے وہیں حضرت حجر ابن عدی کی شہادت کی خبر سنی تو آپ نے اپنی پیٹی کھول ڈالی اور اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے۔

ولما بلغ الربیع بن زیاد الحارثی وکان فاضلا جلیلا وکان عاملا لمعاویۃ علی خراسان فلما بلغہ قتل معاویۃ حجر بن عدی سخط ذالک وقال لا تزال العرب تقتل صبرا بعدہ ولو نفرت عند قتلہ لم یقتل واحد منہم صبرا ولکنہا اقرت فذلت ثم خرج یوم الجمعۃ فقال ایہا الناس انی قد مللت الحیوۃ وانی داع فامنوا ثم دعا اللہ عز وجل فقال اللہم ان کان للربیع عندک خیر اقبضہ الیک وعجل فلم یبرح من مجلسہ حتی مات رحمہ اللہ

۔ اور ربیع ابن زیاد حارثی ایک بڑے فاضل تھے اور معاویہ کی طرف سے خراسان کے عامل تھے پس آپ کو جب معلوم ہوا کہ معاویہ نے حضرت حجر ابن عدی کو قتل کر دیا ہے تو آپ کو سخت ناگوار ہوا اور آپ نے کہا کہ اب اس کے بعد ہمیشہ عرب جبراً قتل کیے جائیں گے اگر عرب قتل حجر کے موقع پر نفرت کرتے تو کوئی بھی ان میں سے جبراً قتل نہ ہوتا لیکن انہوں نے اس فعل کو جائز رکھا اور ذلیل ہو گئے پھر آپ بروز جمعہ نکلے اور کہا اے لوگو! میں اب زندگی سے تنگ دل ہو گیا ہوں پس میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو پھر خدا سے دعا مانگی اور عرض کیا خداوندا! اگر تیرے پاس ربیع کی کوئی نیکی ہے تو فوراً ہی اس کی روح قبض کر لے۔ ابھی اپنی جگہ سے ہٹے نہیں تھے

کہ مر گیا۔

وقال ابن سیرین بلغنا ان معاویۃ لما حضرتہ الوفاۃ جعل یقول یومی منک یا حجر طویل انتہی من الکامل لابن اثیر
۔ حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جب معاویہ کی موت کا وقت قریب آیا تو اُس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اے حجر میرا روز حساب تیرے ساتھ بہت دراز ہے۔ یہ مضمون کامل ابن اثیر سے ماخوذ ہو کر ختم ہوا۔

قال ابن عبد البر ان معاویۃ اول من قتل مسلما صبرا حجرا واصحابہ

حضرت ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ معاویہ وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت حجر ابن عدی اور اُن کے اصحاب کو بے بس کر کے جبراً قتل کیا۔

قلت فعلیہ اثمہ واثم من قتل صبرا من المسلمین الی یوم القیمۃ لانہ من سن ذالک فی صحیح البخاری عن عبد اللہ ابن مسعود لا تقتل نفس الا کان علی ابن آدم الاول کفل منہا لانہ اول من سن القتل واخرجہ مسلم والترمذی ایضا۔
میں کہتا ہوں کہ ہر اُس مسلمان کا جو قیامت تک بے بس کر کے قتل کیا جائے اُس کا گناہ معاویہ کی گردن پر ہے۔ کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے اس مردود اور ملعون طریقہ کو جاری کیا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ کوئی شخص دنیا میں قتل نہیں ہوتا مگر حضرت آدم کے پہلے بیٹے قابیل پر اُس قتل کے گناہ میں حصہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جو قتل کا موجد ہے۔

اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

واخرج الترمذی عن عائشہ رضی اللہ عنہا وصححہ وابن عساکر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ستۃ لعنتہم ولعنہم اللہ وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ تعالیٰ والمتسلط بالجبروت فیعز بذالک من اذل اللہ ویذل من اعز اللہ والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ماحرم اللہ والتارک لسنتی ۔

اور ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے بروایت صحیح نقل کیا ہے اور حضرت علامہ ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی حضور سرورکائنات فرماتے ہیں کہ چھ آدمی ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور خدا اور مقبول الدعا نبی نے اُن پر لعنت بھیجی ہے (وہ ملاعنہ یہ ہیں) :-

(۱) کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا۔ (۲) قضا وقدر کا جھٹلانے والا (۳) جبر سے تسلط حاصل کرنے والا (۴) اُن لوگوں کو جو خدا کے سامنے ذلیل ہیں عزت دینے والا اور اُن لوگوں کو جو پیش خدا عزت والے ہیں اُنہیں ذلیل کرنے والا (۵) حرام خدا کا حلال جاننے والا اور (۶) میری عترت پر امور محرمۂ خدا کو جائز جاننے والا۔

۱۰- حضرت مالکِ اشتر کا قتل

معاویہ نے سنہ ۳۸ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد ابن ابی بکر کو قتل کیا ہے اور اُسی سنہ میں اُس نے حضرت مالک اشتر کو زہر کے ذریعہ سے ہلاک کرایا ہے۔

آپ کو حضور امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت محمد ابن ابی بکر کے بعد والیٔ مصر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا۔

تاریخ طبری میں آپ کے زہر دیئے جانے کا قصہ مندرجہ ذیل عبارتوں میں منقول ہے:-

وبعث معاویۃ الی الجایستار رجل من اہل الخراج فقال لہ ان الاشتر قد ولی مصر فان انت سمیتہ لم اخذ منک خراجا ما بقیت فاحتل بما قدرت علیہ۔

معاویہ نے جایستار نامی ایک شخص کے پاس جو اہلِ خراج میں سے تھا کہلا بھیجا کہ اشتر والیٔ مصر مقرر ہوا ہے اگر تو اس کو ہلاک کر دے گا تو تجھ سے تازندگی خراج نہ لوں گا۔ تو بقدرِ امکان اِس بارہ میں کوئی حیلہ اور تدبیر کر۔

فخرج الجایستار حتی الی القلزم واقام بہ۔ پس جایستار

چلا اور قلزم پہونچا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

وخرج الاشتر من العراق الی مصر فلما انتہی الی القلزم
استقبلہ الجایستار، وقال ہذا منزل، وہذا طعام
وعلف وانا رجل من اہل الخراج ؎

حضرت مالک اشتر عراق سے مصر کی طرف چلے اور قلزم پہنچے تو جائیستار
نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا یہ تو رہنے کا مکان موجود ہے
اور یہ کھانا اور چارہ ہے اور میں اہل خراج میں سے ایک شخص ہوں

فنزل بہ الاشتر فاتاہ الدہقان بعلف وطعام حتی
اذا طعم اتاہ بشربۃ من عسل قد جعل فیہا سما فسقاہ ایاہا
فلما شربہا مات ؎

پس آپ جائیستار کے مکان پر اتر پڑے اور ایک دہقان آپ کے
پاس کھانا اور چارہ لے کر آیا۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہو گئے
تو وہ شہد کا شربت لے کر آیا جس میں اس نے زہر ملا دیا تھا پس جب
آپ نے اس شربت کو پی لیا تو آپ انتقال کر گئے۔

وقیل الذی سقاہ السم الی معاویۃ فاخبرہ بمہلک الاشتر
فقام معاویۃ خطیبا اشہد وقال ؎ جب زہر دینے والے نے معاویہ
کو حضرت مالک اشتر کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ تقریر کرنے کیلئے اٹھ
کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

اما بعد فانہ کانت لعلی یمینان قطعت احداہما بصفین
یعنی عمار بن یاسر وقطعت الاخری الیوم ؎

اے لوگو! علی کے دو داہنے ہاتھ تھے۔ جن میں سے ایک ہاتھ

تو جنگ صفین میں کٹ چکا تھا۔ یعنی عمّار ابن یاسر اب دوسرا آج کے دن کٹ گیا۔ یعنی مالک اشتر۔ معاویہ کے ہاتھوں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا زندہ درگور کیا جانا اور حضرت خالد ابن ولید کے صاحب زادے حضرت عبدالرحمٰن کو قتل کیا جانا۔ میری دوسری کتاب "قول فیصل" میں ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۱۔ حضرت عمّار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت

معاویہ کے مصائب و مثالب کا بیان کرنا آسان نہیں ہے اس کے لئے یہ مختصر کتاب ہرگز کافی نہیں ہے اُس کے بد انجام ہونے کے لئے حضرت عمّار ابن یاسر کی شہادت کافی ہے۔ ہم اس واقعہ کو نہایت اختصار کے ساتھ محقق ناظرین کی بصیرت کے لئے درج کئے دیتے ہیں۔ تفصیلات تاریخ طبری۔ ابن اثیر۔ استیعاب ابن عبد البر اور عقد الفرید وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں۔

ارباب سیر و تواریخ لکھتے ہیں کہ جنگ صفین میں معاویہ کے لشکر نے حضرت عمار ابن یاسر کو قتل کر ڈالا۔ آپ کے قتل کے بعد ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس لئے کہ حضور سرور کائنات کی یہ حدیث مشہور ہو چکی تھی تقتلک الفئۃ الباغیۃ اے عمار تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ چنانچہ یہ ایک ایسا عظیم واقعہ تھا کہ عمرو ابن عاص بھی اپنی کمال بے دینی کے باوجود سخت پریشان ہو گیا۔ چنانچہ جنگ صفین میں جب کہ حضرت عمار ابن یاسر نے حملہ کیا ہے تو آپ کے قتل

کرنے پر دو شخص آمادہ ہوئے فقتلاہ واقبلا برأسہ الی معاویہ سے قتل کرنے کے بعد آپ کے سر کو معاویہ کے پاس لے گئے۔

یتنازعان فیہ کل یقول سے اور اُن دونوں میں سے ہر ایک شخص مدعی تھا کہ عمار کو اُس نے قتل کیا ہے

فقال لھما عمرو بن العاص واللہ ما ان تتنازعان الا فی النار سے عمرو ابن عاص نے کہا کہ یہ دونوں شخص اپنے دوزخی ہونے میں جھگڑا کر رہے ہیں۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

فقال معاویۃ قبحک اللہ من شیخ فما تتزلق فی قولک سے معاویہ بولا کہ خدا تیرا برا کرے تو ہمیشہ اپنی باتوں میں لغزش کرتا ہے۔

او نحن قتلناہ انما قتلہ الذین جاؤا بہ کیا اس کو ہم نے قتل کیا ہے۔ اُس کے قاتل تو وہی لوگ ہیں جو اس کو اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔

ثم التفت الی اھل الشام فقال انما نحن الفئۃ الباغیۃ التی تبغی دم عثمان سے اس کے بعد معاویہ اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور بولا کہ ہمارے گروہ کا نام گروہ باغی اس لئے ہے کہ وہ خون عثمان کا طالب ہے۔

قارئین اس بات کو بخوبی سمجھ لیں کہ معاویہ نے اس صحیح اور صریح

حدیث کے متعلق کس قدر بے ایمانی بددیانتی اور کتنی شوخی اور بے باکی سے کام لیا ہے۔ اور محض اپنی چند روزہ سلطنت کو قائم رکھنے کے لئے اس حدیث کی دو نہایت ہی گندی اور گمراہ کن تاویلیں کی ہیں۔

پہلی تاویل تو یہ ہے کہ حضرت عمار کے قاتل وہ نہیں ہیں جنہوں نے حضرت عمار کو قتل کیا ہے بلکہ آپ کے قاتل وہ ہیں جو آپ کو لڑانے کے لئے اپنے ساتھ لے کر آئے یعنی جناب امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو کیا اس کے یہی معنی نہیں ہیں کہ بقول معاویہ کے نعوذ باللہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل مشرکین اور کفار نہ تھے بلکہ خود رسول اللہ تھے اس لئے کہ حضور ہی آپکو اپنے ساتھ کفار و مشرکین سے لڑنے کے لئے لائے تھے۔ ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ کیا یہ قول رسول اللہ کی شان اقدس میں کھلی ہوئی گستاخی نہیں ہے اور کیا اس تنقیص شان رسول کے بعد معاویہ کافر نہیں ہو گیا۔

دوسری تاویل یہ ہے معاویہ نے حدیث کے بالکل معنی ہی بدل دیئے فئۃ الباغیۃ سے حدیث میں جو مفہوم ہے، وہ باغی گروہ ہے۔ یعنی فئۃ کے معنی گروہ اور باغیۃ کے معنی باغی مگر معاویہ نے اہل شام کو دھوکا دینے اور فریب میں ڈالنے کے لئے لفظ باغیہ کے معنی ہی بدل دیئے اور بجائے باغیہ کے طالبہ کر دیا۔ یعنی لوگوں کو یہ سمجھا دیا کہ ہم گروہ باغیہ نہیں ہیں بلکہ ہمارا گروہ گروہ طالبہ ہے۔ اس لئے کہ ہمارا گروہ خون عثمان کو طلب کرتا ہے

کیا یہ اللہ اور ان کے رسول کو دھوکا دینا نہیں ہے اور کیا اللہ رسول کو دھوکہ دینے والا مومن رہجاتا ہے ؟

پھر یہ حدیث تمام کتب احادیث میں درج ہے اور متفق علیہ حدیث ہے جسکے تمام اسناد بالکل صحیح اور درست ہیں پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ مولیٰ کے ساتھ جنگ کرنے والے باغی ہیں اور معاویہ ان تمام باغیوں کا سرغنہ ہے ۔

۱۲- معاویہ کا اپنے بیٹے یزید کو مومنین پر زبردستی مسلط کرنا !

ومن کبائر فواقره وعظائم جرائره استخلافه ابنه یزید السکیر الخمیر الناکب لله ورسوله الحاتک الحرمات والمرتکب الجزئیات مع انه عالم بحاله

معاویہ کی سب سے بڑی بد اعمالیوں میں سے اور سخت جرائم میں سے ایک بداعمالی اور جرم یہ ہے کہ اُس نے اپنے فرزند اور شراب خوار بیٹے کو جو خدا اور رسول کا مخالف اور حرمات الٰہیہ کا ضائع اور برباد کرنے والا تھا اپنا جانشین بنایا حالانکہ وہ اُسکے حال سے واقف اور اُسکے افعال قبیحہ پر مطلع تھا۔

یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ حامیان معاویہ نے معاویہ کے فضائل پر ستره بزرگان دین کی شہادتیں نامی رسالہ میں مولانا شاہ سید محمد صاحب المعروف بہ محدث کچھوچھوی

کا ایک فتویٰ شائع کیا ہے جس میں محدث صاحب موصوف یہ لکھتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ یزید کے فسق و فجور پر انہیں اطلاع نہ تھی یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے اور عام سمجھ کے بھی سراسر منافی ہے۔ کیا یہ بات کبھی ماننے کے قابل ہے کہ باپ اپنے بیٹے کے حال سے ناواقف ہو نیز یہ بات تمام کتب سیر و تواریخ کے خلاف ہے۔ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ معاویہ نہ صرف یزید کے فسق و فجور پر مطلع تھا بلکہ اُس کے فسق و فجور کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخی شہادت:- و ھو یعلم سفہہ و یطلع علی خبثہ و لعابہ سکرانہ و فجورہ و کفرہ (تاریخ طبری مطبوعہ لیڈن جزو ثانی ص) معاویہ یزید کی حماقت کو جانتا تھا اور اسکی خباثتوں پر مطلع تھا اور اسکی شراب نوشی اُسکے فجور اور اُسکے کفر کو دیکھا کرتا تھا۔ بالکل یہی بات تاریخ ابن عساکر خواص الامۃ اور تاریخ الوردی میں بھی موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ معاویہ کی عاقبت خراب ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اُس نے یزید کو ولیعہد کر کے اسکی بیعت لی (تاریخ ابو الفدا)

الفسق معاویہ علی تقدیم بیعتہ یزید اہ وال بیت المال ارتکب من المعاصی (ان الکبائر نصب ذوالجلال) ص

معاویہ نے یزید کو بادشاہ منوانے کے لئے بیت المال کے مال کو خرچ کر ڈالا اور ایسے ایسے گناہوں کا مرتکب ہوا جو پروردگار

عالم کے غضب کا سبب ہیں۔

اخرج احمد فی مسندہ والحاکم فی المستدرک عن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاباۃ فعلیہ لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جہنم

چنانچہ علامہ احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں اور علامہ حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امور مسلمین میں سے کسی امر کا متولی ہو پھر اس پر اپنی خواہش نفسانی سے کسی کو حاکم مقرر کر دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول فرمائیں گے اور نہ اس کے فدیہ کو منظور کریں گے یہاں تک کہ اس کو داخل جہنم کر دیں گے۔

اور علامہ حاکم نے مستدرک میں حضور سرور کائنات سے بروایت حضرت ابن عباس نقل کیا ہے کہ :- من استعمل رجلا من عصابۃ وفیہم من ہو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمؤمنین۔ جو شخص کسی گروہ میں سے کسی کو عامل یا حاکم بنا دے درانحالیکہ اس کے گروہ میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہو جو بہ نسبت اس کے جس کو عامل یا حاکم بنایا گیا ہے۔ اللہ کی رضا اور اس کی مرضی کا زیادہ تابع ہو تو اس نے خدا کے ساتھ اور مومنین کے ساتھ خیانت کی۔

اور علامہ بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں حضور سے بروایت حضرت معقل نقل کیا ہے :- ما من وال یلی رعیۃ من المسلمین

فيموت وهو غاش لهم الا حرم الله عليه الجنة ؁ کوئی والی ایسا نہیں جو مسلمانوں کی کسی رعیت کا حاکم ہو اور اُن کی بدخواہی کی حالت میں مرجائے مگر اللہ اُس پر جنت حرام کر دینگے۔

فهل يبقى بعد سماع هذا الذى له ايمان يصدق بما جاء به من لا ينطق عن الهوى شك فى استحقاقه لعنة الله وان لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا حتى يدخله جهنم وانه خان الله ورسوله والمؤمنين وانه مات غاشا للامة بيزيد ام هناك تاويل يحاول به انصار يزيد الحديث الصحيح او تضعيفه اللهم غفرانك ؁

کیا اِن احادیث کو سننے کے بعد بھی کسی صاحب ایمان کو جو اِن احکام کی تصدیق کرتا ہو جو ایسی ذات مقدسہ سے وارد ہوئے ہیں جو اپنی خواہش سے کلام ہی نہ کرتے تھے معاویہ کے مستحق لعنت ہونے اور اِس امر میں کہ اللہ پاک اُس سے کبھی توبہ اور فدیہ کو قبول نہ فرمائیں گے۔ تا آنکہ اُسے داخل جہنم کردیں۔

اور اِس امر میں کہ وہ خدا رسول اور مومنین سے خیانت کا مرتکب ہوا۔ اور یزید کی محبت میں امت کا بدخواہ مرا۔ کوئی شک اور شبہ ہو سکتا ہے۔ یا اِس مقام پر کوئی ایسی تاویل ممکن ہے جس سے اُس کے حمایتی اِس حدیث کو رد کرنے یا اِس کے ضعیف قرار دینے کی ہمت کر سکیں۔ اے اللہ! تیری پناہ۔

۱۳۳- یزید کو معاویہ کی آخری وصیت

نقل ابو جعفر الطبری فی تاریخہ وابن الاثیر فی الکامل والبیہقی فی المحاسن والمساوی وغیرہم ان معاویہ قال لیزید ان لک من اہل المدینۃ لیوما فان فعلوا فارمہم بمسلم ابن عقبۃ (ہو الذی سمی مسرفا لجرمہ) فانہ رجل قد عرفت نصیحتہ

علامہ ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں اور علامہ ابن اثیر نے اپنی تاریخ کامل میں اور علامہ بیہقی نے اپنی کتاب المحاسن والمساوی میں اور ان حضرات کے علاوہ دیگر مورخین نے بھی نقل کیا ہے کہ معاویہ نے یزید سے کہا کہ اہل مدینہ سے تیرا ایک دن ضرور سامنا ہوگا۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو ان کے اوپر مسلم ابن عقبہ کے ذریعہ حملہ کرنا یہ وہ شخص ہے جس کا نام مسرف اور مجرم رکھا گیا ہے۔ اے یزید! مسلم ابن عقبہ وہ آدمی ہے جس کی خیر خواہی تجھے معلوم ہے۔

عرف معاویۃ ان مسلما لا دین لہ فامر یزید ان یرمی بہ اہل المدینۃ

معاویہ بخوبی جانتا تھا کہ مسلم ابن عقبہ دیندار نہیں ہے اسی بنا پر اس نے یزید کو مسلم کے ذریعہ اہل مدینہ کے اوپر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

وقد فعل یزید ما امرہ بہ ابوہ اور یزید نے وہی کیا جو کہ اس کے باپ معاویہ نے اسے کرنے کے لئے حکم دیا تھا۔

وفعل مسلم باهل المدينة ما اراد يزيد منه — اور مسلم نے بھی اہل مدینہ کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جسکی اُس سے خواہش کی گئی تھی۔

حيث قال له يزيد يا مسلم لا تردن اهل الشام عن شئ يريدون بعدوهم — چنانچہ یزید نے مسلم ابن عقبہ سے کہا کہ اے مسلم! تو اہل شام کو کسی ایسی بات سے نہ روکنا جو وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔

فصار بجيوشه من اهل الشام فاخاف اهل المدينة و استباحها ثلاثة ايام بكل قبيح — پس مسلم اہل شام کے لشکروں کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا - اور اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکایا اور تین دن تک ہر فعل قبیح کو ان کے واسطے مباح کر دیا۔

وافتضت فيها نحو ثلاثمائة بكر وولدت فيها اكثر من الف امرأة من غير زوج —
تقریباً تین سو لڑکیوں کی بکارت ضائع ہوئی - اور ایک ہزار عورتوں سے زیادہ تھیں جن کے یہاں بغیر شوہر کے بچے پیدا ہوئے۔

وسماها نتنة وقد سماها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم طيبة —
مسلم نے مدینہ کا نام نتنہ رکھا جسکے معنی ہیں ناپاک اور بدبودار حالانکہ رسول اللہ نے اسکا نام طیبہ رکھا ہے جسکے معنی ہیں پاک اور خوشبودار۔

وقتل فيها من قريش والانصار والصحابة وابنائهم نحو من الف وسبعمائة وقتل اكثر من عشرة آلاف من

سائر الناس ٥ قریب قریب ایک ہزار سات سو آدمی قریش اور انصار اور صحابہ اور آپ کی اولاد سے مقتول ہوئے اور دوسرے لوگوں میں سے چار ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

وبایع المسلمین انہم عبید لیزید ومن ابی ذالک امر علیہ السیف ٥ مسلم ابن عقبہ نے مسلمانوں سے اس اقرار پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔ اور جس نے اس سے انکار کیا اس شقی نے اس کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

الی غیر ذالک من المنکرات ٥ اور اس بدبخت نے اسی طرح کے ظلم اور بہت سے کئے۔ چنانچہ مدینہ پاک کی لڑکیاں قیدی بنائی گئیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر لوٹ لیا گیا مسجد نبوی کے ستونوں میں گھوڑے باندھے گئے اور ان کو لوٹ تو منبر اور قبر شریف کے درمیان کی جگہ یعنی روضۃ الجنۃ کو پیشاب اور لید سے نجس کیا۔ تین دن تک لوگ مسجد شریف میں نماز سے مشرف نہ ہوئے اور مسجد نبوی بغیر اذان اور بغیر نماز کے رہی صرف حضرت سعید ابن مسیب دیوانہ بن کر وہاں حاضر رہے جیسا کہ حدیث شریف میں منقول ہے۔ عن سعید بن المسیب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامۃ فی قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام الحرۃ حتی عاد الناس ٥

یعنی حضرت سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ میں ایام حرہ یعنی یزید کے حملہ کے زمانہ میں حضور کی قبر اقدس سے برابر اذان اور تکبیر کی آواز سنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ مسجد شریف میں آنے جانے لگے۔

فمسلم فی هذہ کلہ منفذ لامر یزید ویزید منفذ لامر معاویۃ فکل هذہ الدماء وکل هذہ المنکرات الموبقات ودم الحسین علیہ السلام ومن معہ فی عنق معاویۃ اولا ثم فی عنق یزید ثانیا وفی عنق مسلم وابن زیاد ثالثا ہ

مسلم ابن عقبہ ان سب حرکات قبیحہ میں یزید کے حکم کا نافذ کرنے والا اور یزید حکم معاویہ کا جاری کرنے والا ہے اسلئے اتمام بیگناہوں کا خون اور یہ تمام امور ملعونہ جو موجب ہلاکت ہیں بلکہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے تمام اصحاب باوقار کا خون بھی اولاً تو معاویہ ہی کی گردن پر ہے اور پھر یزید کی گردن پر اور تیسرے درجہ میں مسلم اور ابن زیاد کی گردن پر ہے۔

ابعد هذا یتصور ان یقال لعلہ تاب ورجع کلا واللہ ہ

کیا اس کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاویہ نے شاید توبہ کر لی ہو اور اپنی پہلی رائے سے پلٹ گیا ہو بخدا ایسا نہیں ہے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔

ولقد صدق من قال ابقی لنا معاویۃ فی کل عصر فئۃ باغیۃ فہاهم اشیاعہ وانصارہ الی یومنا هذا یلبسون الحقائق ویلبسون الحق بالباطل ہ

وہ شخص بہت ہی سچا ہے جس نے یہ کہا ہے کہ معاویہ نے ہمارے واسطے ہر زمانہ میں ایک باغی گروہ چھوڑ رکھا ہے اور بلاشبہہ یہ باغی گروہ معاویہ کے پیرو اور حلیف ہیں جو آج

تک موجود ہیں جو حقیقتوں کو بدل دیتے ہیں اور حق کو باطل کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

واخرج مسلم فی صحیحہ:۔ من اخاف اهل المدینة ظلما اخافہ اللہ وعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین۔

اور حضرت مسلم نے اپنے صحیح میں روایت کی ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو بظلم ڈرائے اُس کو اللہ ڈرائیں گے اور اُس پر اللہ کی تمام فرشتوں کی اور اللہ کے تمام بندوں کی لعنت ہے۔

۲۱۔ معاویہ کا شہداء اُحد کی قبریں کُھدوانا

معاویہ کی شقاوتوں میں سے ایک زبردست شقاوت یہ ہے کہ اُس نے حصول حکومت کے بعد مدینہ طیبہ میں ایک نہر کھودنے کے بہانہ سے شہدآء اُحد کی قبروں کو اور خصوصاً سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو کھدوا دیا اور اس طور پر شہدآء کرام سے اپنے اُن مشرک اور کافر آبا اجداد کا انتقام لیا جو اسی جنگ میں مقتول ہو گئے تھے۔

معاویہ نے اپنی ناقص سمجھ سے یہ انتقام شہداء کرام سے ہی نہیں بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لیا۔ اس کے اسناد بہت ہیں لیکن اختصار کے خیال سے میں یہاں چند ہی اسناد نقل کرتا ہوں ناظرین بغور مطالعہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت علامہ فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ

مہر صفحہ ۹۶ میں آیۂ کریمہ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

۱۔ اجسادھم باقیۃ فی قبورھم وانہا لا تبلی تحت الارض
شہدا کے اجسام اُن کی قبروں میں باقی رہتے ہیں اور وہ مٹی کے اندر بوسیدہ نہیں ہوتے۔

واحتج طوع لاء بما روی انہ لما اراد معاویۃ ان یجری العین علی قبور الشہداء امر بان ینادی من کان لہ قتیل فلیخرجہ من ھذا الموضع ؎
اور شہدائے جسموں کے قبر کے اندر باقی رہنے کی دلیل یہ روایت ہے کہ معاویہ نے جب شہداء کے قبروں کے اوپر سے نہر جاری کرنیکا ارادہ کیا تو اُس نے یہ حکم دیا کہ منادی کرادی جائے کہ لوگ اپنے اپنے مقتولوں کو اس جگہ سے باہر نکال کر لے جائیں۔

قال جابر فخرجنا الیہم فاخرجناھم رطابا لابدان ؎
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گئے اور جب ہم نے اُنہیں قبروں سے باہر نکالا تو اُن کے اجسام بالکل تر و تازہ تھے۔

فاصابت المسحاۃ اصبع رجل منہم فقطرت دما ؎
اُن شہداء کرام کی قبریں کھودتے وقت ایک مزدور کا پھاوڑا اُن میں سے کسی کی انگلی میں لگ گیا تو خون کے قطرات جاری ہو گئے۔

۲۔ واخرج البیہقی فی دلائلہ موصولا عن جابر وزاد فاصابت المسحاۃ قدم حمزۃ فانبعث دما ؎ اور علامہ بیہقی نے اپنی کتاب دلائل میں بطریق حدیث موصول حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

اور آنسا اور بڑھاپا ہے کہ معاویہ کے کسی مزدور کا پھاوڑا شہید معظم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک میں لگ گیا تو آپکے پائے مبارک سے خون جاری ہو گیا۔

۳ - واخرجہ البیہقی عن جابر بن عبد اللہ یقول فرأیتھم یخرجون علی رقاب الرجال کانھم رجال نوم حتی اصابت المسحاۃ قدم حمزۃ فانبعثت دما

اور علامہ بیہقی نے ہی حضرت جابر ابن عبد اللہ سے یہ روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے شہداء احد کو لوگوں کے کندھوں پر دیکھا شہدائے اسلام اٹھائے جا رہے تھے گویا کہ وہ سو رہے ہیں یہاں تک کہ ایک مزدور کا پھاوڑا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک میں لگ گیا تو آپ کے پائے مبارک سے خون جاری ہونے لگا۔

۴ - وفی وفاء الوفا قال ابن اسحاق حدثنی اشیاخ من الانصار قالوا لما ضرب معاویۃ عینہ التی مرت علی قبور الشھداء فاستصرخنا علیھم وقد انخرج من الاثنین علیھما یعنی فی قبر عبد اللہ ابن عمرو ابن الحرام وعمرو ابن الجموح رضی اللہ عنھما فی قبورھما فخرجنا الیھما وعلیھما بردتان قد غطی بھما وجوھما وعلی اقدامھما شیء من نبات الارض فاخرجناھما یتثنیان تثنیا کانھما دفنا بالامس ۔ وفاء الوفا ج ۲

وفاء الوفا میں مذکور ہے کہ حضرت ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے انصار کے شیوخ نے یہ روایت کی کہ معاویہ نے جب شہداء احد کی قبروں کے پاس سے نہر جاری کی اور انکی قبریں کھود دیئے جانے کے بعد جب

نہر حضرت عبداللہ ابن عمر ابن حرام اور حضرات عمر ابن جموح رضی اللہ
عنہما کی قبروں تک پہنچی تو ہم رُک گئے اور ہم نے اُن دونوں
حضرات کو نکالا اُن دونوں کے اوپر دو چادریں تھیں جن سے
ان کے منہ ڈھکے ہوئے تھے۔ اور ان دونوں کے پیروں پر
کچھ گھاس پات تھے۔ پس ہم لوگوں نے اُن دونوں حضرات کو ایسا
ہی ساتھ اُٹھایا۔ پس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونوں کل ہی
دفن کئے گئے ہیں۔

۵۔ هكذا اخرجه عن الواقدى عن شيوخه واخرج ابن
ابى شيبة فى المصنف: حدثنا عيسى بن يونس ابن ابى
اسحاق اخبرنى ابى من رجال من بنى سلمة قالوا لما اجرى
معاوية عينه التى مرت على قبور الشهداء انفجرت عليهما العين على
عبد الله ابن عمرو ابن الحرام وعمرو ابن الجموح فابرز قبرهما
فاستصرخ عليهما فاخرجهما يتثنيان كانهما ماتا بالامس ؂

؂ علامہ واقدی نے بھی اسی طرح کی ایک روایت اپنے شیوخ
سے کی ہے اور علامہ ابن ابی شیبہ نے بھی وہی روایت اپنے مصنف
میں نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عیسیٰ ابن یونس
ابن ابی اسحاق نے روایت کی اور نیز قبیلۂ بنی سلمہ کے لوگوں سے
سُن کر آپ کے والد بزرگوار نے بھی آپ کو خبر دی کہ قبیلۂ بنی سلمہ کے
لوگوں نے یہ کہا کہ معاویہ نے جب شہدائے اُحد کی قبروں کے اوپر سے نہر
نکالی تو وہ نہر حضرت عبداللہ ابن عمر ابن حرام اور حضرت عمر ابن
جموح کی قبر مبارک تک پہنچی۔ ان دونوں حضرات کی قبر منہدم ہو گئی۔

اور جب پانی داخل ہونے لگا تو ہم لوگوں نے اُن دونوں کو
ایک ہی ساتھ نکالا پس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونوں حضرات
کل ہی دفن کئے گئے ہوں۔

۱۔ قال العلامۃ جلال الدین سیوطی فی کتابہ شرح الصدور
فی شرح حال الموتی فی القبور، اخرج البیہقی فی الدلائل
من وجہہ آخر انہ لما قال فاصابت المسحاۃ رجل حمزۃ فانبعث
الدم ثم رجعت الی مکانہا فتح الدم۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب شرح الصدور
فی شرح حال الموتی فی القبور میں لکھتے ہیں کہ علامہ بیہقی نے
ایک اور دلائل سے اپنی کتاب دلائل میں یہ روایت کی ہے۔
آپ فرماتے ہیں کہ راوی نے اپنے بیان کے بعد یہ بھی کہا کہ میرا اتفاقاً
اُن کے زخم پر پھاوڑا لگ گیا تو خون نکلنا شروع ہوا۔ میں نے اس خون
کو دیکھا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ پس وہ خون پلٹ کر
وہیں چلا گیا۔

ویقال ان معاویۃ لما اراد ان یجری کظامۃ نادی
من کان لہ قتیل باحد فلیشہد فخرج الناس الی قتلاہم
فوجدوہم طریاً یتثنون ۔

اور کہتے ہیں کہ جب معاویہ نے نہر کھدوانے کا ارادہ کیا تو منادی
کرائی کہ احد میں جن جن لوگوں کے مقتول دفن ہوں وہ حاضر ہو جائیں
پس لوگ اپنے مقتولوں کے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ دو دو کرکے
دفن کیے گئے ہیں اور اُن کے اجسام بالکل تر و تازہ ہیں۔

فاصابت المسحاۃ رجل رجل منھم فانبعث دما فقال ابوسعید الخدری لاینکر بعد ھذا منکر ۔ ایک مزدور کا پھاوڑا ایک شہید کے پائے مبارک سے لگ گیا تو خون جاری ہو گیا اِس کو دیکھ کر حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا کہ اِس واقعہ کے بعد کوئی منکر شہدا کی زندگی کا انکار نہیں کرے گا ۔

ولقد کانوا یحفرون التراب فحفروا الترابۃ من تراب فاح علیھم ریح المسک ۔ معاویہ کے مزدور مٹی کھود رہے تھے پھر جب انہوں نے مٹی کی تہ کو کھودنا شروع کیا تو اُن کا دماغ مشک کی خوشبو سے معطر ہو گیا ۔

۱۴۔ معاویہ اور انصار رسول اللہ کی توہین

وروی ابن عبد البر ان معاویۃ لما قدم المدینۃ لقیہ ابوقتادۃ الانصاری ۔ علامہ ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ معاویہ جب مدینۂ طیبہ میں آیا تو حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ اُس سے ملے ۔

فقال لہ معاویۃ تلقانی الناس کلھم غیرکم یا معاشر الانصار فما منعکم ۔ معاویہ نے آپ سے کہا کہ اے گروہ انصار! تمہارے سوا سب لوگ مجھ سے ملے تمہیں کون سی بات مانع ہوئی ۔

قال لم تکن عندنا دواب قال معاویۃ فاین النواضح

(اس میں معاویہ بالانصار انہم کانوا یزرعون تحقیراً لہم)

تو آپ فرمایا کہ ہمارے پاس سواریاں نہیں معاویہ ایسے سنکر بولا تمہارے تو اونٹ یعنی پانی ڈھونے والے اونٹ کیا ہو گئے۔

(اس کلمہ سے معاویہ انصار پر بنظر حقارت تعریض کرتا ہے کہ وہ کاشتکار اور زراعت پیشہ لوگ ہیں)

قال ابو قتادة عقرناها یوم بدر قال نعم یا ابا قتادة

حضرت ابو قتادہ نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے شتران آپ کے باپ کو جنگ بدر کے دن مار ڈالا کہا معاویہ نے کہا ہاں اے ابو قتادہ صحیح ہے۔

قال ابو قتادة ان رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم قال لنا انکم سترون بعدی اثرة

حضرت ابو قتادہ نے کہا کہ حضور سرور کائنات نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے بعد خلاف مساوات اپنی ناقدری دیکھو گے

قال معاویة فما امرکم عند ذالک قال امرنا بالصبر قال فاصبروا حتی تلقوه

معاویہ نے کہا پھر ایسے وقت میں رسول اللہ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا آپ نے جواب دیا صبر کرنے کا معاویہ نے کہا اچھا اب آنحضرت کی ملاقات تک صبر ہی کرو۔

قال فی الکشاف الزمخشری وفی الاسعاف وغیرہا

ان عبد الرحمن بن حسان بن ثابت قال فی ذالک ابیاتا

علامہ زمخشری کی کتاب کشاف اور پھر دوسری کتاب اسعاف میں اور ان دونوں کے علاوہ اور دیگر کتابوں

میں یہ درج ہے کہ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے
صاحبزادے حضرت عبدالرحمن نے چند اشعار نظم کیے ہیں جن میں
سے بعض یہ ہیں :-

الا ابلغ معاویۃ بن حرب — امیر الظالمین نثا کلامی
۱۵- اے قاصد! تو ظالموں کے سردار معاویہ ابن حرب کو میرے
کلام کا یہ مضمون پہنچا دے۔

معاویۃ بن هند وابن صخر — لحاک اللہ من مرء حرامی
۱۶- وہ معاویہ جو ہند کا بیٹا اور صخر کی اولاد ہے اللہ اس مرد حرامی
پر لعنت کریں۔

تجشمنا بامر تک المنایا — وقد درج الکرام بذا الکرام
۱۷- اے معاویہ! ہم نے تیری حکومت میں زبردستی موتوں کی
تکلیف اٹھائی ہے۔ افسوس کہ شرفا اور شرفا کی اولاد کا خاتمہ
ہو گیا۔

امیر المومنین ابو حسین — مفلق راس جدک بالحسام
۱۸- وہ کون؟ امیر المومنین ابو الحسین جو تیرے دادا کے سر
کو شمشیر بجز ان سے شگافتہ کرنے والے تھے۔

وانا صابرون ومنتظرکم — الی یوم التغابن والخصام
۱۹- اور ہم صابر ہیں یہ صبر برداشت کریں اور قیامت کے دن تک
جو جھگڑے کا دن ہے تجھے مہلت دیتے ہیں۔

قلت یشم من ابیات عبدالرحمن کلام التصریح من کلام ...
تمسکہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واستخفافہ

یوصیایاہ بالانصار ہ میں کہتا ہوں کہ جس شخص کو زکام تعصب عارض نہ ہو وہ معاویہ کے کلام سے اس امر کی بو سونگھ لے گا کہ اس نے حضور سرور کائنات کے ساتھ تکبر کیا اور انصار کی شان میں جو حضور نے وصیتیں فرمائی تھیں اُن کی توہین کی۔

نعوذ باللہ من الخذلان و بغض معاویۃ للانصار ہ
معاویہ نے انصار رسول کی جو تذلیل کی اور اُن کے ساتھ جو اظہار بغض کیا اللہ اُن سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

وھذا کسعتہ ابنا لحجمہ امر مشہور تشہد بہ کتب السیر و التواریخ الی یحتشم الاستدلال علیہ
معاویہ کا انصار رسول اللہ سے بغض رکھنا اور انکی مصلحتوں کے خلاف عمل کرنا ایک مشہور بات ہے جس پر سیر اور تواریخ کی کتابیں شاہد ہیں اور جن کے ثبوت کے لئے کسی استدلال کی حاجت نہیں ہے۔

وقد قال علیہ و آلہ الصلاۃ والسلام :۔ استوصوا بالانصار خیرا
حضور نے فرمایا ہے کہ انصار کے متعلق وصیت خیر کرو۔
حب الانصار ایمان و بغضہم نفاق ہ پھر حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ انصار کی محبت ایمان ہے۔ اور ان کی دشمنی نفاق ہے۔

معاویہ کا تسلیم رسالت کے ساتھ اپنے آپ کو سلام کرنا ذیل فیصلہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۳۔ معاویہ کی سُود خواری

وروی مالک رحمہ اللہ فی الموطا عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار ان معاویۃ ابن ابی سفیان باع سقایۃ من ذھب او ورق باکثر من وزنہا فقال لہ ابو الدرداء سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ینھیٰ عن مثل ھذا الا مثلاً بمثل

حضرت امام مالک نے موطا میں حضرت عطا ابن یسار سے بروایت حضرت زید ابن اسلم نقل کیا ہے کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے ایک کٹورا سونے یا چاندی کا اس کے وزن سے زیادہ قیمت میں فروخت کیا اس کو دیکھکر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ حضور سرور کائنات نے ایسے معاملے سے ممانعت فرمائی ہے اور صرف ہموزن فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

فقال لہ معاویۃ ما اری بمثل ھذا باساً

اس حدیث کو سُن کر معاویہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

فقال ابو الدرداء من یعذرنی من معاویۃ انا اخبرہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و یخبرنی عن رایہ

تب حضرت ابو درداء فرمانے لگے کہ لوگو مجھ سے معاویہ کی طرف سے کون عذر کر سکتا ہے میں تو اس سے حدیث رسول بیان کر رہا ہوں اور وہ اس کے مقابل میں مجھ سے اپنی رائے بیان کرتا ہے۔

لااساکنک بارض انت بھا ۔ اے معاویہ! جس زمین میں تو ہوگا وہاں میں تیرے ساتھ کبھی سکونت پذیر نہ ہونگا۔

ثم قدم ابوالدرداء علی عمر بن الخطاب فذکر لہ ذالک ۔ پھر حضرت ابو درداء حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا۔

فکتب عمر بن الخطاب الی معاویۃ ان لایبیع مثل ذالک الا مثل بمثل وزنا بوزن ۔ حضرت عمر ابن خطاب نے معاویہ کو لکھا کہ وہ اس طرح سے نہ بیچے بلکہ ایسی چیزوں کو ہموزن فروخت کرے۔

معاویہ کی شراب خواری ۔ اُس کا گانا بجانا اور تسلیم رسالت کے ساتھ اُس کا اپنے آپ کو سلام کرانا قول فیصل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۴ - معاویہ نے اسلام میں کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے خلاف بہت سی بدعات اور محدثات جاری کیے

۱ - وفی کتاب المعمرین لابی حاتم السجستانی من اثناء مجاورۃ ذکرھا للمعاویۃ مع المحد امد بن ابن الحنرمی قال قال معاویۃ ھل سمایتہا اشما قال دالاب طوالاحسن الوجیہ یقال ان بیع ضیفیہ من کتہ ۔ حضرت علامہ ابو حاتم سجستانی کی کتاب معمرین

میں معاویہ اور معمر ابن ابی الحضرمی کی باہمی گفتگو کے سلسلہ میں یہ لکھا ہے کہ معاویہ نے معمر سے پوچھا کہ کیا تو نے ہاشم کو دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں واللہ وہ کشیدہ قامت تھے اور حیا فرد ہو رہے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ انکی دونوں آنکھوں کے درمیان برکت ہے۔

قال فھل رایت امیۃ قال نعم رایتہ رجلا قصیرا اعمیٰ یقال ان فی وجھہ الشر او شئوما۔

پھر معاویہ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم نے اُمیّہ کو بھی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اُسے دیکھا تھا وہ پست قامت اور اندھا تھا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ اسکے چہرہ میں شرارت اور نحوست ہے۔

قال افرایت محمدا قال من محمد قال رسول اللہ

پھر معاویہ نے کہا کہ کیا تو نے محمد کو بھی دیکھا تھا۔ معمر نے پوچھا کون ہے محمد؟ معاویہ نے کہا رسول اللہ۔

قال افلا فخمت کما فخمہ اللہ فقلت رسول اللہ۔ معمر نے کہا تو نے حضور کی ذرا بھی تعظیم نہ کی درانحالیکہ اللہ نے آپکو معظم قرار دیا ہے۔ تو نے صرف یہ کہدیا رسول اللہ۔

۲۔ وکان معاویۃ یتطیب وھو محرم لایبالی بنھی اللہ ورسولہ عن ذالک کما نقلہ ابن المبارک بسند قوی من اثر طویل۔

اور معاویہ حالت احرام میں خوشبو لگایا کرتا تھا اور خدا اور رسول کی ممانعت کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن المبارک نے بسند قوی ایک حدیث طویل سے روایت کی ہے۔

۳۔ فمن اولیاتہ التی لم یسبق الیھا ثم صارت بعدہ

سنا متبعۃ انہ اول من جعل ابنہ ولی عہدہ ہے
اور معاویہ کی اولیات ہیں سے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی تھیں
لیکن اس کے بعد وہ سنت متبعہ اور طریقہ جاریہ قرار پا گئیں۔
چند بدعتیں یہ ہیں کہ معاویہ وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد قرار دیا۔

۴- وہو اول من بایع لولدہ فی صحتہ بالخلافۃ بعدہ
ہے اور وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی حالت صحت اور تندرستی میں
اپنے بعد کے واسطے خلافت کا عہد لیا۔

۵- وہو اول من اتخذ المقاصیر فی الجوامع ہے اور
وہی پہلا شخص ہے جس نے جامع مسجدوں کے اندر بادشاہوں
کے نماز پڑھنے کے لئے الگ حجرے بنوا لئے۔

۶- وہو اول من قتل مسلما صبرا ہے اور معاویہ وہ پہلا شخص
ہے جس نے مسلمان کو باندھ کر ناحق قتل کیا۔

۷- وہو اول من اقام علی راسہ حرسا ہے اور وہ پہلا شخص
ہے جس نے اپنے سر پر پہرہ کھڑا کیا۔

۸- وہو اول الملوک و اول [illegible] الحکم ہے اور وہ بدعت ملوکیت
کا بانی ہے۔ اور مسلمان بادشاہوں میں پہلا قیصر بادشاہ ہے۔

۹- وہو اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ ہے اور وہ
پہلا شخص ہے جس نے کچھ لوگوں کے خصیے نکلوا ڈالے اور انہیں اپنی
خدمت کے لئے بطور خواجہ سرا کے مقرر کیا۔

۱۰- وہو اول من [illegible] الجنائب ہے اور وہی پہلا
شخص ہے جس نے اس آدمی پر سے جس پر [illegible] شرعی کا قائم کرنا واجب تھا

حد کو ساقط کیا۔

۱۲۔ قال الشعبی اول من خطب الناس قاعداً معاویۃ و ذالک حین کثر شحمہ وعظم بطنہ ۔ حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ وہ پہلا شخص جس نے خطبہ بیٹھ کر پڑھا وہ معاویہ ہے اور یہ اس وقت ہوا جب اس پر چربی چڑھ گئی تھی اور توند نکل آئی تھی۔

۱۳۔ وقال الزہری اول من احدث الخطبۃ قبل الصلوٰۃ فی العید معاویۃ ۔ اور حضرت زہری فرماتے ہیں کہ وہ پہلا شخص جس نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھنے کی ابتدا کی وہ معاویہ ہے۔

۱۴۔ وقال سعید ابن المسیب اول من احدث الاذان فی العید معاویۃ ۔ اور حضرت سعید ابن المسیب فرماتے ہیں کہ وہ پہلا شخص جس نے نماز عیدین میں اذان کی ایجاد کی وہ معاویہ ہے۔

۱۵۔ وھو اول من ترک الجہر بالتسمیۃ فی الصلوٰۃ بالمدینۃ حتی انکر علیہ المہاجرون والانصار وقالوا اسرقت التسمیۃ یا معاویۃ ۔ اور وہی پہلا شخص ہے جسنے مدینۂ طیبہ کے اندر نماز میں بسم اللہ با آواز بلند کہنا چھوڑ دیا حتی کہ اس بات پر تمام مہاجرین اور انصار نے اعتراض کیا [illegible] کہ اے معاویہ تو نے بسم اللہ کو چرا لیا۔

[illegible] فعلا ہذہ المنکرۃ اھانتہ لابی ذر الغفاری وجیبہ وشہر [illegible] واشخاصہ الی المدینۃ علی قتب یابس بغیر وطاف معہ خمسۃ من الصقالبۃ لیطیرون بہ حتی اتوا بہ المدینۃ وقد انھک [illegible] والجہد ہو اصلتہ الطرحقد تسلخت بواطن افخاذہ وکاد ان یتلف فقیل لہ انک تموت من ذالک فقال ھیھات لن

امویت حتی النفی ہ اور اُس کے افعال قبیحہ میں سے یہ ہے کہ اس نے
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی توہین کی آپ کو بُرا بھلا
کہا آپ کی تشہیر کی اور آپ کو گالیاں دیں اور خشک کجاوے
کے پالان بغیر فرش کے مدینہ کی طرف روانہ کیا اور ساتھ پانچ سقالبہ
یعنی وحشی اور درندے سپاہی کئے جو آپ کو بے تحاشا بھگا لے
لئے جاتے تھے یہاں تک کہ اسی حال میں آپ کو مدینہ تک لائے
شدت تکلیف نے آپ کو بے حال کر دیا تھا اور مسلسل دوڑ دھوپ
نے آپ کو تھکا دیا تھا۔ آپ کی رانوں کا گوشت اتر گیا۔ اور نوبت
یہاں تک پہونچ گئی تھی۔ چنانچہ آپ سے لوگوں نے کہا کہ آپ اس
دودھ سے پلا کر اچھے ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں میں ابھی
ہرگز نہیں مروں گا۔ جب تک کہ جلاوطن نہ کیا جاؤں۔

۱۷۔ ومن جرائمہ لبسہ الحریر واستعمالہ آنیۃ الذھب
والفضۃ وقولہ بعد سماع النھی فی ذالک ما اری بھذا باسا
ہ اور اُس کے جرائم میں سے یہ جرم بھی ہے کہ وہ ریشمین لباس
پہنتا تھا اور چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا کھاتا تھا اور
ان کے متعلق ممانعت کی حدیث سننے کے بعد کہا کرتا تھا
کہ اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۱۸۔ وضربہ من لا حد علیہ من المسلمین ہ اور مسلمانوں پر
وہ حدیں جاری کرتا جن کے وہ مستحق نہیں ہوتے تھے۔

۱۹۔ وحکمہ برایہ فی الرعیتہ ودین اللہ ہ اور اپنی ذاتی
رائے سے رعایا کے معاملات میں حکم لگایا کرتا تھا اور ارکان اسلام

میں بھی اپنے ذاتی حکم کو ہی جاری کرتا تھا۔

۲۰۔ وتطرقتہ لبنی امیتہ الوثب علی مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی خلافتہ حتی افضت الیھم فاجرا بعد فاجر الی یزید بن عبد الملک صاحب سلامتہ وحبابتہ والی ولید بن یزید الزندیق وا فی المصحف بالسہام والقائل فی شعرہ ؎

فقل للہ یمنعنی شرابی — وقل للہ یمنعنی طعامی

الی غیر ذالک من اقوالہ الکفرۃ والعیاذ للہ تعالیٰ ؎

معاویہ نے ہی بنی اُمیہ کو ممبر رسول اور حضور کے تخت خلافت پر کودنے اور چڑھ بیٹھنے اور مدعی خلافت ہونے کا راستہ بتلایا تھا یہاں تک کہ خلافت رسول ایک فاجر سے دوسرے فاجر تک پہنچتے پہنچتے یزید ابن عبدالملک تک پہنچی جو سلامہ اور حبابہ نامی دو لونڈیوں پر عاشق تھا اور ولید ابن یزید تک پہنچی جو قرآن کریم پر العیاذ و العیاذ تیر چلانے والا تھا اور اس شعر کا کہنے والا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے کہدو کہ میری شراب کو روک دے اور خدا سے کہدو کہ میرا کھانا روک دے۔ اس کے علاوہ اور ایسے ہی اقوال کفریات۔ خدا کی پناہ خدا کی پناہ۔

وبالجملتہ فبدع معاویتہ ومحدثاتہ ومخالفتہ کثیرۃ لاسبیل الی استقصائھا وقد ذکرہ اھل السیر والتواریخ منھا شیٔا کثیرا۔ مختصر یہ کہ معاویہ کی بدعات ومحدثات اور شریعت کی مخالفتیں اس کثرت سے ہیں کہ جن کا احاطہ اور جن کا

تفصیلی بیان ممکن نہیں ہے۔ اہل سیر و اہل تواریخ اُن میں سے بہت کچھ بیان کر چکے ہیں۔

قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام شر الامور محدثاتها و کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار ۔ اور حضور سرور کائنات نے فرمایا ہے کہ تمام کاموں میں بد ترین کام دین کے اندر ایسی نئی باتوں کا نکالنا ہے جو کتاب اللہ اور کتاب رسول کے مخالف ہوں اور ہر ایسی بات جو خلاف قرآن اور خلاف حدیث ہو بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور گمراہی کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

۲۵۔ معاویہ نے احکام خدا اور رسول کی کھلی ہوئی خلاف ورزیاں کی ہیں

۱۔ ومن مخالفته السنة برایه قوله فی زکاة الفطر انی اری ان مدین من سمراء الشام یعدل صاعا من تمر ۔ منجملہ اُن امور کے جن میں معاویہ نے اپنی رائے سے سنت رسول کی خلاف ورزی کی ہے اور شریعت مطہرہ کا معارضہ کیا ہے زکوٰۃ فطر کے متعلق اس کا یہ قول ہے کہ میری رائے میں ملک شام کے گیہوں کے دو مُد کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔

انکر ذالک علیہ ابو سعید الخدری وقال تلک قیمة معاویة لا اقبلها ۔ اس بات پر حضرت ابو سعید خدری نے

اعتراض کیا اور فرمایا کہ یہ معاویہ کی قیمت ہے (نہ کہ خدا اور رسول کی) میں اسے قبول نہیں کر سکتا۔

وروی الستۃ عن ابی سعید کنا نخرج اذ کان فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زکاۃ الفطر عن کل صغیر وکبیر ومملوک صاعا من طعاما او صاعا من اقط او صاعا من شعیر او صاعا من تمر او صاعا من زبیب فلم نزل نخرجہ حتی قدم معاویۃ حاجا او معتمرا فکلم الناس علی المنبر فکان فیما کلم بہ الناس ان قال انی اری ان مدین من سمراء الشام تعدل صاعا من تمر اور صحاح ستہ کی تمام کتابوں نے حضرت ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کی حضوری میں زکوٰۃ فطر ہر چھوٹے بڑے اور آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع گیہوں یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع منقے یعنی کالا انگور دیتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم برابر اسی طرح زکوٰۃ فطر دیا کئے تا آنکہ معاویہ حج یا عمرہ کرنے کے لئے آیا اور ممبر پر لوگوں سے کلام کیا اور اثناء کلام میں یہ کہا کہ میری رائے میں ملک شام کے گیہوں کے دو مد کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔

وفیہ قال ابوسعید اما انا فلا ازال اخرجہ ابدا ما عشت اور صحاح ستہ میں بھی حضرت ابوسعید کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تو جب تک زندہ ہوں زکوٰۃ فطر

ہمیشہ اسی طرح ثناگستار رہوں گا۔

ولما بلغ ابن الزبیر رأی معاویة قال بئس الاسم الفسوق بعد الایمان صدقة الفطر صاع صاع

اور جب حضرت زبیر کو معاویہ کی اس رائے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ایمان کے بعد فسق کس قدر برا نام ہے عید الفطر کے روز فطرہ تو ایک صاع ہے۔

٢۔ ومنہا التلبیة لما نہی وقت الحج خالف علیہ ابن عباس لخلاف السنة

معاویہ نے احکام خدا و رسول کی جو کھلی ہوئی خلاف ورزیاں کی ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ دونوں رکن یمانی کو بوسہ دیتا تھا جس پر حضرت ابن عباس نے اعتراض کیا اس لئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔

٣۔ ومنہا منعہ الناس جبراً ان یاتوا بمتعة الحج وھو مذھب علی واکابر الصحابة

اور منجملہ ان خلاف ورزیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو جبراً متعہ حج بجا لانے سے منع کرتا اور روکتا تھا۔ حالانکہ جناب امیر علیہ السلام اور بزرگان صحابہ کا یہی مذہب ہے۔

روی الترمذی فی جامعہ من حدیث ابن عباس رضی الله عنہما قال تمتع رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان واول من نہی عنہ معاویة

رسول اللہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان

حج تمتع بجا لاتے رہے اور وہ پہلا شخص جس نے اس کو روکا وہ معاویہ ہے۔

۴۔ واخرج ابوداؤد واحمد والنسائی وابن عساکر عن خالد بن معدان قال وفد المقدام ابن معد یکرب وعمر بن الاسود ورجل من بنی اسد من اهل قنسرین الی معاویة فقال معاویة للمقدام اعلمت ان الحسن بن علی توفی فرجع المقدام فقال له فلان اتعدها مصیبة فقال له ولم لا اراها مصیبة وقد وضعه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجرہ فقال هذا منی وحسین من علی فقال الاسدی جمرة اطفاها اللہ ۔

علامہ ابوداؤد وامام احمد ابن حنبل علامہ نسائی اور علامہ ابن عساکر نے حضرت خالد ابن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت مقدام ابن معدیکرب اور عمر ابن اسود اور اہل قنسرین کہ ایک قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص بطور وفد کے معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ حسن ابن علی نے وفات پائی۔ اسکو سنکر حضرت مقدام نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا معاویہ نے کہا کہ کیا تو اسے مصیبت سمجھتا ہے؟ حضرت مقدام نے جواب دیا کہ بھلا میں اسے کیوں کر مصیبت نہ جانوں حالانکہ حضور سرور کائنات نے انہیں اپنی گود میں رکھا اور فرمایا کہ حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔ اسدی

کہنے لگا یہ تو ایک انگارہ تھا جس کو خدا نے بجھا دیا۔

فقال المقدام اما انا فلا ابرح الیوم حتی اغیظک واسمعک ما تکرہ
حضرت مقدام نے کہا اچھا (یہ) مجھے آج یہاں سے نہ ہٹوں گا
جب تک تجھے آتش غیظ سے نہ جلا لوں تجھے وہ بات سناؤں گا
جو تجھ پر گراں گزرے۔

ثم قال یا معاویہ ان انا صدقت فصدقنی وان انا کذبت
فکذبنی قال افعل۔ پھر حضرت مقدام نے کہا کہ اے معاویہ
اگر میں سچ بولوں تو میری تصدیق کر اور اگر جھوٹ کہوں
تو مجھے جھٹلا دے۔ معاویہ نے کہا اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔

قال انشدک اللہ سمعت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ینھی عن لبس الحریر قال نعم۔

حضرت مقدام نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں بتا کہ آیا تو نے
رسول اللہ کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے؟ معاویہ
نے کہا ہاں۔

قال فانشدک اللہ سمعت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نھی عن لبس الجلود والرکوب علیہا قال نعم۔
پھر آپ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تو نے حضور کو
درندوں کی کھال پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرماتے
ہوئے سنا ہے معاویہ نے کہا ہاں۔

قال فواللہ رایت ھذا کلہ فی بیتک یا معاویہ۔
تب حضرت مقدام نے کہا کہ اے معاویہ بخدا میں نے یہ تمام

منہیات شرعیہ تیرے گھر میں پائے۔

۵ - واخرج ابن عساکر والحسن بن سفیان وابن منده عن محمد بن کعب القرظی قال غزا عبد الرحمن بن سہل الانصاری فی زمن عثمان ومعاویۃ امیر علی الشام ؎

اور علامہ ابن عساکر اور حسن ابن سفیان اور ابن منده نے محمد ابن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ حضرت عبد الرحمن ابن سہل انصاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جہاد کیا اور اُس وقت معاویہ ملک شام کا گورنر تھا۔

فمرت بہ روایا خمر دلمن ھی لمعاویۃ کما یدل علیہ السیاق وصرح بہ البعض) تحمل ؎ پس آپ کے سامنے شراب کی مشکیں لدی ہوئی گذریں دیکس کے لئے تھیں معاویہ کے واسطے جیساکہ سیاق واقعہ اِس پر دلالت کرتاہے اور جیساکہ بعض نے اسکی تصریح بھی کی ہے

فقام الیھا عبد الرحمن برمحہ دبقاکل راویۃ منھا ؎ پس حضرت عبد الرحمن اُن مشکوں کی طرف نیزہ لیکر بڑھے اور انہیں سے ہر مشک کو چھید ڈالا۔

فنا وشبہ غلمانہ حتی بلغ شانہ معاویۃ ؎ معاویہ کے غلام بگڑ بیٹھے اور آپسے جھگڑنے لگے یہاں تک کہ یہ خبر معاویہ کو پہنچی۔

فقال دعوہ فانہ شیخ قد ذھب عقلہ ؎ معاویہ نے اپنے غلاموں سے کہا جانے دو چھوڑ دو بھی یہ بڑھا ہو گیا ہے۔ اور اس کی عقل جاتی رہی ہے۔

فقال کذب واللہ ماذھب عقلی ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم فانا ان نخلی بطوننا واسقیتنا ۔ حضرت عبدالرحمن
نے فرمایا بخدا معاویہ جھوٹا ہے (لا میری) عقل نہیں گئی ہے مگر حضور
سرور کائنات نے ہم کو اس امر سے منع فرمایا ہے کہ ہم شراب کو
اپنے پیٹوں یا مشکوں میں بھریں ۔

واحلف باللہ لئن بقیت حتی اری فی معاویۃ ما سمعت من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابقرن بطنہ اولا موتن دونہ
۔ اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں زندہ رہا تو معاویہ کے بارے میں
وہ کرکے دکھلا دوں گا جو میں نے حضور سرور کائنات سے سنا ہے یا تو میں
معاویہ کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گا ۔ یا اس کے سامنے خود مر جاؤں گا ۔

۱۱ ۔ روی عمر بن شبۃ وابن الکلبی والواقدی وغیرہم من
رواۃ السیر انہ مکث ایام ادعائہ الخلافۃ اربعین جمعۃ لا
یصلی فیہا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال لا یمنعنی من ذکرہ
الا ان تشمخ رجال بآنافہا ۔

حضرت عمر ابن شبہ حضرت ابن کلبی اور علامہ واقدی وغیرہ راویان
سیر نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے ادعاء خلافت کے زمانہ میں ۴۰
چالیس جمعہ تک حضور سرور کائنات پر درود نہیں بھیجا
اور کہا کہ رسول اللہ کے ذکر سے مجھے اس کے سوا اور کچھ مانع نہیں
ہے ۔ کہ کچھ لوگ یعنی بنی ہاشم فخر اور تکبر کرنے لگیں گے ۔

۷ ۔ ومن اعظم ما یدل علی استخفافہ بالنبی علیہ وآلہ الصلوٰۃ
والسلام ما جاء فی مسلم ان النبی دعاہ اولا وثانیا وھو یاکل
فلم یجبہ حتی دعا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقولہ لا اشبع اللہ بطنہ

۱۵

ے اور معاویہ نے حضور سرور کائنات کی جو سب سے بڑی خلاف ورزی
اور توہین کی ہے وہ یہ ہے جسکی روایت صحیح مسلم نے کی ہے کہ حضور نے
اس کو پہلی بار بلایا وہ نہیں آیا اور کہا میں کھا رہا ہوں ۔ پھر حضور نے اسکو
دوبارہ بلایا پھر بھی وہ نہیں آیا اور یہی کہا کہ میں کھا رہا ہوں ۔ اس
پر حضور نے اس کو بد دعا دی ۔ اور فرمایا کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے ۔

فهو من بطنهم انه لا يدخل الجنة اين الان اهل الجنة
لا يجوعون وهو لا يشبع ۔ حضور کے اس ارشاد گرامی کا مفہوم اکثر
محدثین اور محققین نے یہی سمجھا ہے کہ معاویہ جنت میں کبھی بھی داخل
نہیں ہوگا ۔ اس لئے کہ اہل جنت کبھی بھوکے نہ ہونگے اور وہ ہمیشہ بھوکا
رہے گا اور اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے گا ۔

۸ ۔ واخرج الزبير ابن بكار في الموفقيات عن المطرف ابن
المغيرة ابن شعبة قال دخلت مع ابي الى معاوية وكان ابي
ياتيه فيتحدث معه ثم

اور حضرت زبیر ابن بکار نے موفقیات میں مطرف ابن مغیرہ ابن
شعبہ سے روایت کی ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ معاویہ کے پاس گیا
اور میرا باپ اس کے پاس آیا جایا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا تھا ۔

ثم ينصرف الي فيذكر معاوية وعقله ويعجب بما يرى
منه ۔ جب لوٹ کر میرے پاس آتا تو معاویہ کا اور اسکی دانائی کا
تذکرہ کیا کرتا اور اسکی باتوں کو بنظر تعجب دیکھتا ۔

اذ جاء ذات ليلة فامسك عن العشاء ورأيته مغتما
فانتظرته ساعة وظننت انه [illegible]

ایک رات جو آیا تو کھانے کی طرف رغبت نہ کی اور میں نے اُسے غمگین پایا گھڑی بھر تو میں منتظر رہا اور میں نے خیال کیا کہ یہ حالت شاید کسی نئے حادثہ کی وجہ سے ہو جو ہمارے اوپر پڑا ہے۔

فقلت مالی اراک مغتما منذ اللیلۃ ؟ پھر میں نے پوچھا کہ ابا جان! آج شام سے آپ غمگین کیوں ہیں؟

فقال یا بنی جئت من عند اکفر الناس و اخبثھم ؟ میرے باپ نے کہا کہ بیٹا! میں تمام کافروں میں سب سے بڑے کافر اور تمام خبیثوں میں سب سے بڑے خبیث کے پاس سے آ رہا ہوں۔

قلت وما ذاک ؟ میں نے پوچھا کیوں کیا بات ہے؟

قال قلت لہ وقد خلوت بہ انک قد بلغت سنا یا امیر المؤمنین لو اظھرت عدلا و بسطت خیرا فقد کبرت ولو نظرت الی اخوتک من بنی ھاشم فوصلت ارحامھم فواللہ ما عندھم الیوم شیٔ تخافہ وان ذٰلک مما یبقی لک ذکرہ و ثوابہ ؟

وہ کہنے لگا کہ میں نے آج اُسے خلوت میں کہا تھا کہ اے امیر المومنین! اب تم مقام بلند پر پہنچ گئے ہو اس لئے اگر تم اظہار عدل کرو اور بساط خیر بچھاؤ تو تمہیں بڑی وقعت حاصل ہو اور کیا ہی اچھا ہو اگر تم اپنے بھائیوں کی طرف یعنی بنی ہاشم کی طرف نظر التفات کرو۔ اور اُن سے صلہ رحم برتو بخدا اب اُن کے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو تمہارے لئے باعث خوف ہو۔ یہ سلوک ایسا ہے جس کا ذکر و ثواب تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہے گا۔

فقال هیهات هیهات ای ذکر ارجو بقائه ـــ یہ سنکر
وہ کہنے لگا افسوس افسوس میں کس ذکر کے باقی رہنے کی امید کروں؟
ملک اخو تیم فعدل وفعل ما فعل فما عدا ان هلک حتی هلک
ذکرہ الا ان یقول قائل ابوبکر ـــ
قبیلۂ تیم کے بھائی یعنی خلیفہ اول نے بادشاہت کی اور عدل و
انصاف برتا اور وہ کیا جو انہوں نے کیا مگر تھوڑے ہی دنوں میں مرگئے
اور اُنکی موت کے ساتھ ساتھ اُن کا ذکر بھی مردہ ہوگیا۔ کہنے والے
صرف اتنا کہتے ہیں کہ ابوبکر بھی کوئی تھے۔
ثم ملک اخو عدی فاجتهد وشمر عشر سنین فما عدا ان هلک
حتی هلک ذکرہ الا ان یقول قائل عمر ـــ
پھر قبیلۂ عدی کے بھائی یعنی خلیفہ دوم بادشاہ ہوئے اور
انہوں نے بہت کوشش کی دس برس تک محنت پر کمر کسے رہے۔ کچھ
دنوں بعد وہ بھی مرگئے حتیٰ کہ اُن کا ذکر بھی مردہ ہو گیا۔ کہنے والے
صرف یہی کہتے ہیں کہ عمر بھی کوئی تھے۔
وابن ابی کبشة لیصاح به کل یوم خمس مرات اشهد ان
محمدا رسول الله ـــ اور نعوذ بالله۔ نعوذ بالله۔
نعوذ بالله من هذا الکفر والطغیان) ـــ پسر ابی کبشہ کو دیکھ!
ہر روز پانچ مرتبہ اشهد ان محمدا رسول الله کہکر پکارا جاتا ہے۔
فای عمل یبقی وای ذکر یدوم بعد هذا لا ابا لک تو ہی بتا
کہ اس کے بعد کونسا عمل باقی اور کون سا ذکر دائم رہ سکتا ہے؟

لا ابا لک لا و اللہ الا دفنا دفنا ۔ نہیں نہیں یہ ہرگز نہ ہوگا (کہ میں بنی ہاشم کے ساتھ حسن سلوک برتوں) بلکہ بخدا میں اُن میں سے ایک ایک کو دفن کر دوں گا۔

۳۶۔ معاویہ نے مسلمانوں کے مال کو اپنا ذاتی مال سمجھ کر من مانے طور پر خرچ کیا

ومن بوائقہ المھلکۃ استأثارہ باموال المسلمین واکلھا بالباطل وصرفھا کما یشاء لا کما یجب علیہ ومنعھا مستحقیھا من المسلمین وایثارہ بھا اعوانہ ورقباتہ الذین لا استحقاق لھم ولا سابقۃ فی الدین وقد قال تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ۔

اور معاویہ کے جو جرائم مہلکہ ہیں اُن میں اُس کا سب سے بڑا مہلک جرم یہ ہے کہ اُس نے مسلمانوں کے مال پر قبضہ کر لیا اور بلا وجہ بطریق باطل اموال مسلمین کو ہڑپ کر گیا اور برخلاف اُس طریقہ کے جو اُس پر واجب تھا مسلمانوں کا مال اپنے حسب مرضی صرف کیا اور مستحق مسلمانوں سے اُن کے مال کو روکا اور اپنے دوستوں اور اپنے بھائی بندوں پر جن کا نہ تو کوئی حق تھا اور نہ دین میں ان کو کوئی سبقت حاصل تھی اُنہی پر اُس مال کو خرچ کیا ۔ درحالیکہ خدا وند عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ ۔ ۔ ۔

واخرج الطبرانی وحسنہ عن عمر وبن شنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم سبعۃ لعنتہم و کل نبی مجاب علی منہم المستاثر بالفئ والمتجبر لیسلطا فیعز من اذل اللہ ویذل من اعزہ ہ

ﮦ علامہ طبرانی نے حضرت عمر ابن شنوی سے بطور حسن روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہیں جن پر میں نے اور ہر ایک مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے منجملہ اُن کے اُس شخص کو شمار فرمایا جو مال غنیمت پر اپنا قبضہ کرے اور ایک وہ ظالم بادشاہ جو اپنی حکومت کے دباؤ سے اُس شخص کو عزت دے جس کو خدا نے ذلیل کیا اور اُس شخص کو ذلیل کرے جس کو خدا نے عزت دی۔

واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من لم یبال من این اکتسب المال لم یبال اللہ بہ من این ادخلہ النار ہ

اور علامہ دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو شخص اسکی پرواہ نہ کرے کہ اُس نے مال کہاں سے کمایا (یعنی حرام اور حلال کمائی میں امتیاز نہ کرے) تو اللہ پاک بھی اسکی پرواہ نہ کریں گے کہ اُس کو کہاں سے دوزخ میں داخل کیا۔

واخرج ابوداؤد من روایۃ القاسم بن مخیمرۃ مرسلا قال قال علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام من اصاب مالا من ماثم فوصل بہ رحما او تصدق بہ او انفقہ فی سبیل اللہ جمع اللہ ذالک جمیعا ثم قذف بہ فی النار ہ

اور علامہ ابوداؤد نے روایت قاسم ابن مخیمرہ سے بطور مرسل

روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا کہ جو آدمی گناہ سے
مال کو حاصل کرے اور اُس مال سے صلۂ رحم کرے اور خیرات بھی
کرے اور خدا کی راہ میں خرچ بھی کرے تو خدا اُن سب کو جمع کریگے
اور پھر اُن کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔

قالت وفی الوعید الشدید وکثیر غیرہ وارد علی من اکل
او استأثر من مال المسلمین بشیٔ من غیر استحلال۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ وعید بشدید اور اس کے علاوہ اور بہت سے
وعید اُس شخص کے حق میں وارد ہیں جو اموال مسلمین میں سے
کوئی شے کھا لے یا اُسے اپنی بنا لے بغیر اس کے کہ اُس کو حلال
جانتا ہو۔

اما معاویۃ فہو اکلہ الاموال فقد استحلہا وما ادرک
ما عقوبۃ مستحل ما حرم اللہ انہ واللہ سیندم اشد
الندامۃ ومن یخلل باللہ بما فعل یوم القیامۃ۔

مگر معاویہ کا تو یہ حال تھا کہ وہ مسلمانوں کا مال کھاتا تھا اور پھر
اس مال کو حلال بھی جانتا تھا اور حرام خدا کو حلال کرنے کی جو عقوبت
ہوگی ناظرین اس سے بخوبی واقف ہیں بخدا معاویہ کو ندامت اور سخت
ندامت حاصل ہوگی۔

قال المسعودی رحمہ اللہ حدثنا ابو الہیثم قال حدثنی
ابو البشر محمد بن بشر الفزاری عن ابراہیم بن عقیل البصری قال
قال معاویۃ یوما وعندہ صعصعۃ بن صوحان وکان قدم
علیہ بکتاب من علی علیہ السلام وعندہ وجوہ الناس الارض

للہ وانا خلیفۃ اللہ فما اخذت من مال اللہ فہو لی وما ترکتہ
کان جائزا لی ۔ علامہ مسعودی نے بروایت ابراہیم ابن عقیل بصری
نقل کیا ہے کہ معاویہ نے ایک روز جس دن کہ اُس کے پاس حضرت صعصعہ
ابن صوحان موجود تھے اور وہ حضور امیر المومنین علیہ السلام کی جانب سے
آئے تھے اور علاوہ آپ کے اور لوگ بھی وہاں موجود تھے یہ کہا کہ زمین
تو خدا کی ہے اور میں خلیفۂ خدا ہوں پس جو مال خدا میں لوں
وہ میرا ہے اور جو چھوڑ دوں تو یہ بھی مجھ جائز ہے ۔

فقال لہ صعصعۃ ۔ تمنیک نفسک ما لا یکون جھلا معاویۃ
لا تاثم ۔ اے معاویہ ! تیرا نفس از روئے جہالت تجھے وہ تمنا دلاتا ہے
جو تیرے واسطے سزاوار نہیں ہے کیوں گنہگار بنتا ہے ۔

وذکر ابن حجر انہ جاء بسند رجالہ ثقات ان معاویۃ
خطب یوم جمعۃ فقال انما المال مالنا والفئ فیئنا فمن شئنا اعطینا
ومن شئنا منعناہ فی کلام طویل ۔ اور علامہ ابن حجر کہتے ہیں
کہ ایسی سند سے جس کے راوی سب سچے اور ایماندار ہیں وارد ہوا
ہے کہ معاویہ نے ایک دن بروز جمعہ خطبہ پڑھا اور اُس میں یہ
کہا کہ خزانہ تو ہمارا خزانہ ہے اور مال غنیمت بھی ہمارا مال
ہے ہم جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں ۔ معاویہ نے
اِس بات کو ایک لمبی چوڑی تقریر میں بیان کیا ۔

واخرج ابن عبد البر فی الاستیعاب قال حدثنا احمد بن
عبد اللہ قال حدثنا ابی قال حدثنا ابو بکر ابن ابی شیبۃ
قال حدثنا ابن علیۃ عن ہشام عن الحسن البصری ۔

اور علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب میں نقل کیا ہے کہ بیان
کیا ہم سے احمد ابن عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے بقی
نے وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابو بکر ابن ابی شیبہ نے وہ کہتے
ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابن علیہ نے انہوں نے اس روایت کو
حضرت ہشام سے سنا اور حضرت ہشام نے حضرت حسن بصری رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے۔

قال زیاد الی الحکم بن عمرو الغفاری وھو علی خراسان ان
امیر المومنین کتب الی ان تصطفی لہ البیضاء والصفراء فلا تقسم
بین الناس ذھبا ولا فضتہ ۔ کہ زیاد نے حکم ابن عمرو غفاری
کو لکھا جب کہ وہ حاکم خراسان تھے کہ معاویہ کا فرمان صادر ہوا ہے
کہ چاندی سونا اُس کے واسطے چھانٹ لیا جائے اس لئے
تو لوگوں کو چاندی سونا تقسیم نہ کرنا۔

فکتب الیہ الحکم بلغنی ان امیر المومنین کتب ان تصطفی
لہ البیضاء والصفراء وانی وجدت کتاب اللہ قبل کتاب امیر
المومنین وانہ واللہ لو ان السموات والارض کانتا رتقا
علی عبد ثم اتقی اللہ جعل لہ مخرجا والسلام علیکم ۔
حکم نے اُس کے جواب میں لکھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ معاویہ کا یہ
فرمان ہے کہ تمام چاندی اور سونا اُس کے واسطے مخصوص کر لیا جائے
مگر بات یہ ہے کہ معاویہ کے فرمان سے پہلے مجھے اللہ پاک کا
فرمان مل چکا ہے۔ بخدا اگر آسمان اور زمین دونوں کے راستے
کسی بندے پر بند ہو جائیں اور وہ بندہ اس پر بھی خدا کا خوف کرے

تو خدا اُسکے بجائے کی جگہ نکال دیں گے۔ زیادہ والسلام۔

ثم قال للناس اعدوا علی ما لکم نقسمہ بینهم وقال الحکم اللهم ان کان عندک لی خیر فاقبضنی الیک فمات بخراسان سے پھر حکم نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم اپنا سارا مال لے جاؤ اور اُنکو سب مال تقسیم کردیا اور اللہ سے دعا کی کہ خداوندا اگر تیرے نزدیک میری کچھ نیکی ہے تو میری روح کو قبض کرلے۔ پس وہ خراسان میں ہی انتقال کرگئے۔

اذا کان خادم النبی علیہ وآلہ الف التحیۃ والسلام خاصتہ وصاحبہ استحق الجزائی النار بسبب عباءۃ غلها من الغنیمۃ کما فی صحیح البخاری وغیرہ وامتنع النبی علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام من الصلوۃ علی احد من المجاهدین لاخذہ خرزا من خرز یهود لا یساوی درہمین کما رواہ مالک والنسائی واحمد وابوداؤد وابن ماجۃ وکانت الشملۃ التی غلها من المغنم احد عبیدہ علیہ السلام تلتهب علیہ نارا کما فی البخاری وقال للذی اخذ شراکا او شراکین من خیبر شراک او شراکین من نار کما فی الصحیحین بل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفسہ بنطع من الغنیمۃ لیستظل بہ من الشمس فقال اتحبون ان یستظل نبیکم بظل من نار یوم القیمۃ کما رواہ الطبرانی فی الاوسط

اور جب کہ حضور سرورِ کائنات کے ایک خادم خاص حضور کے آزاد کردہ اور حضور کے صحابی ایک عبا کے سبب سے جس کو اُنہوں نے مال غنیمت میں سے بطور خیانت رکھ لیا تھا آتش دوزخ میں جانے کے مستحق

ہوئے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے اور حضور نے ایک مجاہد پر نماز جنازہ پڑھنے سے اس لئے انکار فرمایا کہ انہوں نے یہودی کے ادنی درجہ کے کچھ موتی لے لئے تھے جو دو درہم بھی قیمت نہیں رکھتے تھے جیسا کہ امام مالک علامہ نسائی امام احمد ابن حنبل، علامہ ابوداؤد اور علامہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور ایک شملہ جس کو مال غنیمت سے حضور کے ایک غلام نے لے لیا تھا وہ اُن پر آگ ہو کر بھڑکا کرے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور اُس شخص سے جس نے خیبر کے مال غنیمت سے ایک یا دو تسمے لے لئے تھے حضور نے فرمایا تھا کہ یہ ایک یا دو آگ کے تسمے ہیں جیسا کہ صحیحین میں ہے ۔ بلکہ خود حضور کے پاس جب کچھ لوگ مال غنیمت کا ایک چرمی تہبند اٹھا لائے تاکہ حضور اُس پر بیٹھ کر اُس سے اپنے اوپر سایہ کر لیں تو حضور نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا نبی قیامت کے دن آگ کے سایہ میں بیٹھے۔ جیسا کہ امام طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں روایت کی ہے۔

فما بالك بمن بدرهم استأثر من ذهب الغنم واخذه واصطفاه
لنفسه غير مبال ولا متهيب

پس اُس شخص کی عقوبت کی نسبت کیا خیال ہے جس نے مال غنیمت کا سونا بھی لے لیا ہو۔ اور مال غنیمت کی چاندی پر بھی قبضہ کر لیا ہو اور بے پروا اور بلا خوف اپنے لئے منتخب کر لیا۔

فليتأمل ذلك اولو الابصار ... ولتحذروا
لهم كثير رحمهم الله ... اجمعين

بما یوحی بہ الیہم شیطان التعصب والھوی اجارنا اللہ تعالیٰ واعاذنا مما ابتلاھم بہ آمین ۔ اب معاویہ کے حمایتیوں کو اختیار ہے کہ جو چاہیں اسکی تاویل کریں اور اس مال کثیر کو جس کا ایک قلیل حصہ بھی اللہ نے اپنے رسول اپنے رسول کے اصحاب اور اپنے رسول کے غلاموں پر حرام کر دیا ہے۔ شیطانی تعصب و خواہش نفسانی کی وحی سے اُس کے لئے حلال قرار دیں - اللہ پاک ہم لوگوں کو اُس سے بچائیں اور اپنی پناہ میں رکھیں جس میں حامیان معاویہ مبتلا ہیں - آمین -

فلذالک قال شعبتہ ابن غریض لمعاویتہ :- کنت میت الحق فی الجاھلیتہ ومیتہ فی الاسلام اما فی الجاھلیتہ فقاتلت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والوحی حتی جعل اللہ کیدک المردود واما فی الاسلام فمنعت ولد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلافتہ وما انت وھی وانت الطلیق بن طلیق ۔ یہی وجہ ہے کہ شعبہ ابن غراض نے معاویہ کو کہا تھا کہ اے معاویہ! تو حق کی طرف سے زمانہ جاہلیت میں بھی مُردہ تھا اور اسلام میں بھی مردہ ہے۔ جاہلیت میں تو یوں کہ تو نبی خدا اور وحی رب عُلیٰ سے لڑا - یہاں تک کہ خدا نے تیرے مکر و فریب کو تہس نہس کر دیا - اور زمانۂ اسلام میں تو اس لئے مُردہ ہے کہ تو نے فرزند رسول اللہ کو خلافت سے روک دیا حالانکہ تجھے اُن سے کیا نسبت اس لئے کہ تو رہا کیا ہوا قیدی ہے اور رہا کئے ہوئے قیدی کا بیٹا ہے -

وساذکر ھنا واقعتہ لشعبتہ ابن غریض ابن عادیا رضی اللہ عنہ مع معاویۃ شافھہ فیھا بتساھلہ فی تبذیرہ الاموال لاصحابہ خاصتہ ولم ینکر ذالک معاویۃ بل صدقہ۔ اب میں یہاں ایک واقعہ اپنی حضرت شعبہ ابن غریض ابن عادیا رضی اللہ عنہ کا بیان کرتا ہوں جو معاویہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جس میں آپ نے معاویہ سے اُس کی اُس لاپروائی کے بارے میں گفتگو کی ہے جس کا وہ اپنے خاص لوگوں کے لئے مسلمانوں کے بیت المال سے روپئے لیکر بیجا خرچ کرنے کا عادی تھا معاویہ نے آپکی اِس الزام دہی پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ آپ کے الزام کی تصدیق کی۔

قال ابوالفرج اصفہانی فی کتاب الاغانی وخبرنی احمد بن عبد العزیز الجوہری قال حدثنی عمر بن شبتہ قال حدثنی احمد بن معاویۃ عن الھیثم بن عدی قال حج معاویۃ حجتین فی خلافتہ وکانت ثلاثون بغلتہ یحج علیھا النساء و جواریہ۔ حضرت علامہ ابوالفرج اصفہانی اپنی کتاب کتاب الاغانی میں لکھتے ہیں کہ احمد ابن عبدالعزیز جوہری نے ہیثم ابن عدی سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں دو حج کئے اُس کے ساتھ تیس بغلے تھے جن پر اُس کی عورتیں اور لونڈیاں حج کیا کرتی تھیں۔

قال فحج فی احدھما فرأی شخصا یصلی فی مسجد الحرام علیہ ثوبان ابیضان۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن دونوں حجوں میں ایک

جج کا ذکر ہے کہ معاویہ نے ایک شخص کو مسجد الحرام میں نماز کے اندر مشغول دیکھا جو دونوں کپڑے سفید پہنے ہوئے تھے۔

فقال من هذا قالوا شعبة ابن غریض وکان من الیهود ۔ معاویہ نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ شعبہ ابن غریض ہیں جو اسلام لانے سے پہلے قوم یہود سے تعلق رکھتے تھے۔

فارسل الیه ین عوه فاتاه رسوله فقال اجب امیرالمؤمنین قال اولیس قد مات امیرالمؤمنین ۔ معاویہ نے آپ کو بلانے کے لیے آپ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ قاصد نے آپ کے پاس آکر کہا امیرالمؤمنین کے پاس چلو۔ آپ نے فرمایا کہ کیا امیرالمؤمنین نے اب تک وفات نہیں پائی ؟ (آپ کا مفہوم حضور علی مرتضیٰ سے تھا جس کو قاصد سمجھ گیا)

قیل فاجب معاویة فاتاه فلم یسلم علیه بالخلافة ۔ آپ سے کہا گیا کہ معاویہ کے پاس چلیے آپ معاویہ کے پاس تشریف لے گئے لیکن اُن کو خلیفہ کہہ کر سلام نہیں کیا۔

فقال له معاویة مافعلت ارضک التی بتیماء قال یکسی منها العاری ویرد فضلها علی الجار ۔ معاویہ نے کہا کہ تو نے اپنی اُس زمین کو کیا کیا جو کہ تیما میں تھی آپ نے فرمایا کہ میں اُس سے برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتا ہوں اور باقی حصہ کو ہمسایوں پر صرف کرتا ہوں۔

قال افتبیعها قال نعم قال بکم قال بستین الف دینار ولولا خلة اصابت الحی لم ابعها ۔ معاویہ نے پوچھا کہ کیا تم اُس

زمین کو بیچنا چاہتے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں - اُس نے پوچھا
کس قیمت پر - آپ نے کہا ساٹھ ہزار دینار پر - اور اگر میرے
قبیلہ پر تنگدستی نہ آتی اور فقط ہم آپڑتا تو میں کبھی نہ بیچتا -
قال لقد اغلیت قال انما لو کانت لبعض اصحابک لاخذتها
بستة آلاف الف دینار قال اجل - معاویہ نے کہا تو نے قیمت
بہت گراں لگائی ہے - آپ نے جواب دیا کہ اگر وہ زمین
تیرے کسی اپنے ساتھی کی ہوتی تو اُسے تو چھ لاکھ اشرفیوں
میں خرید لیتا - معاویہ نے کہا ہاں یہ تو صحیح ہے -

وفی ربیع الابرار قال خطب معاویة فقال ان اللہ تعالیٰ یقول
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم
- اور ربیع الابرار میں ہے کہ معاویہ نے ایک دن خطبہ کہا اور
اُس میں کہا کہ اللہ فرماتا ہے - اور ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے
جس کو خزانے کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اُس کو مقررہ
اندازہ سے نازل کرتے رہتے ہیں -

فلم تلوموننی اذا قصرت فی اعطائکم - پھر تم لوگ میری
کیوں ملامت کرتے ہو جب میں تمہیں دینے میں کمی کرتا ہوں -

فقال الاحنف انا واللہ ما نلومک علی ما فی خزائن اللہ ولکن
علی ما انزلہ لنا من خزائنہ فجعلتہ انت فی خزائنک وحلت
بیننا وبینہ - اس وقت حضرت احنف نے جواب دیا کہ ہم
لوگ اُس امر پر ملامت نہیں کرتے جو کہ خدا کے خزانوں میں ہے

بلکہ ہم تو اس پر ملامت کرتے ہیں جو خدا نے ہمارے واسطے اپنے خزانوں سے اتارا ہے اور تو نے اُسے اپنے خزانوں میں رکھ لیا ہے اور ہمارے اور خدا کے درمیان حائل اور مانع ہو گیا ہے۔

فانظر ایها المنصف رحمک اللہ کیف قاتل الصدیق الناس علی الشاۃ والبعیر یمنعها الرجل من مال المسلمین واستحل دمائهم بذالک ۔ اے مرد منصف اللہ تم پر رحم فرمائیں انصاف کی نظر سے دیکھو کہ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے اُن لوگوں کے ساتھ جنہوں نے مسلمانوں کے بیت المال سے کسی مسلمان کے لئے ایک بکری اور ایک بھیڑ بھی روک لی جنگ اور جہاد کیا ہے اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز قرار دیا ہے۔

وهذا ابن ابی سفیان اغتصب الکل واستأثر به ظلماً و بغیاً ثم قیل مع ذالک انہ امام حق وخلیفتہ صدق ۔ اور دیکھو کہ ابو سفیان کے اس بیٹے نے تمام بیت المال کو غصب کر لیا اور مسلمانوں کے مال کو من مانے طور پر ظلم اور سرکشی کے ساتھ خرچ کر ڈالا اور پھر بھی اُس کے پرستار یہ کہتے ہیں کہ وہ امام حق اور خلیفۂ برحق تھا۔

واللہ ان انصار معاویتہ واعوانہ یخدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ۔ بخدا معاویہ کے حامی اور طرفدار اللہ کو اور مومنین کو دھوکا دیتے ہیں لیکن نہیں وہ اپنے آپ کو ہی دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

والعجب کل العجب ان ہؤلاء المتمحلین قائلون بکفر الذین حاربوا الصدیق رضی اللہ جازمون بحل نسائہم وذراریہم واغتنام اموالہم مع ان طوائف منہم کمالک ابن نویرۃ وقومہ بنی یربوع وغیرہم من قبائل العرب لم یحکم بارتدادہم الا لانہم امتنعوا من اداء الزکوٰۃ الی الخلیفۃ وقالوا ان زکوٰۃ اغنیائنا نردہا علی فقرائنا ولم یجحدوا وجوبہا وکانوا یقیمون الصلوٰۃ ثم علیہم ما حق بذلک الامتناع ولم یلتمس احد لہم تاویلا بانہم ربما کانوا ظانین جواز ذلک لدلیل تام عندہم او لاجتہاد منہم

اور تعجب در تعجب تو یہ ہے کہ یہ حیلہ ساز لوگ جو معاویہ جیسے شقی کی لعنت اور سب و شتم کو جائز قرار نہیں دیتے وہی اُن لوگوں کو کافر کہتے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ محاربہ کیا تھا اور اُن کی عورتوں اور اولاد کی گرفتاری اور ان کے مال و اسباب کی لوٹ اور غارت کی حلت کا یقین رکھتے ہیں حالانکہ اُن لوگوں میں بعض وہ گروہ بھی ہیں جن کے مرتد ہو جانے کا حکم صرف اس بنیاد پر دیا گیا تھا کہ انہوں نے خلیفۂ وقت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ہم اپنی قوم کے دولت مندوں کی زکوٰۃ اپنی قوم کے ہی مساکین کو دینگے اور انہوں نے وجوب زکوٰۃ کا انکار نہیں کیا تھا اور وہ نماز گزار بھی تھے جیسے مالک ابن نویرہ اور اُسکی قوم بنی یربوع اور عرب کے بعض اور بھی قبیلے مگر صرف اتنی سی رکاوٹ اور امتناع کی وجہ سے جو اُن پر گذرنا تھا وہ گذر گیا اور کسی نے اُن کے قول کی یہ تاویل بھی نہ کی کہ شاید وہ کسی ایسی دلیل کی وجہ سے

جو اُن کے پیش نظر ہو یا اپنے اجتہاد کی وجہ سے اُس کے جواز کا گمان رکھتے ہوں۔

وهذا معاوية لم يمنع الزكاة فقط عن تسليمها الى الخليفة كما فعلوا بل استولى على اموال بيت مال المسلمين كلها من زكاة وغيرها واصطفى لنفسه وصنع اعمالا شنيعة كبائر الافاعيل انتهى عنها وسعى في الارض فسادا ثم تجدهم مع هذا كله يتمحلون له بانه مجتهد وانه مثاب ايضا قل ابالله وآياته ورسوله كنتم تستهزئون ۔ اور ایک معاویہ ہے جس نے اُن لوگوں کی طرح خلیفۂ وقت کو صرف زکوٰۃ دینے سے ہی انکار نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے تمام خزانہ کو جس میں زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ تھا ہڑپ کر بیٹھا اور سونا چاندی کو اپنے لئے ذخیرہ بنا لیا پھر کیسے کیسے گناہان کبیرہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوا اور زمین خدا میں شر اور فساد کو پھیلاتا رہا پھر ان تمام خباثتوں کے باوجود یہ حیلہ ساز لوگ اُس کے لئے یہ عذر اور حیلہ تراشتے ہیں کہ وہ مجتہد تھا اور یہ کہ وہ اجر اور ثواب کا بھی مستحق ہے ۔ اے حق پسند! تو اُن سے یہ کہدے کہ اے حامیانِ معاویہ کیا تم اللہ اُس کی آیات اور اُس کے رسول کے ساتھ ہنسی اور مذاق کر رہے تھے۔

ويقولون ما فعل معاوية فعل بصالح النية و الطلب بدم عثمان ۔ اور معاویہ کے حمایتی کہتے ہیں کہ معاویہ نے جو کچھ بھی کیا وہ نیک نیتی سے کیا اور یہ کہ وہ خون عثمان کا مطالبہ کرتا تھا۔

كيف نية تصور بصلاح النية وهو ابتدا قتل المهاجرين والانصار

وکیف یصح الاجتہاد فی مقابلۃ النص علی بغیۃ اقتل عمار وابن المطلب بدم عثمان من الفساد فی الاسلام وارسال السرایا والبعوث الی نا حیۃ للقتل والنہب وقتل الاطفال والضعفاء والنساء ... کما اجاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرب مع المشرکین ــــ

بھلا اسکی نیک نیتی کیونکر تصور میں آسکتی ہے درصورتیکہ وہ رباجرین اور انصار سے لڑ رہا تھا اور اس کا اجتہاد بمقابلہ قول رسول نے جس میں اس کا قاتل عمار اور باغی ہونا منصوص ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور خون عثمان کے طلب کرنے کو دین خدا میں فساد کرنے اور قتل و غارت کے لئے ہر طرف فوجیں بھیجنے اور عورت مرد اور بچے بڈھوں کے ہلاک کرنے سے جس کو حضور سرور کائنات نے مشرکین تک کے ساتھ بھی نہیں فرمایا کیا تعلق ہے؟

معاویہ کے متعلق مندرجہ ذیل مضامین (۱) معاویہ کا شراب پینا (۲) معاویہ کا گانے بجانے کا رواج دینا اور خود بھی گانے بجانے میں مصروف رہنا اور (۳) اس کا السلام علیک یا رسول اللہ کہلا کر اپنے آپ کو سلام کرانا میری دوسری کتاب قول فیصل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۷۔ معاویہ کو اپنی تمام زندگی دنیا ہی دنیا نظر آئی!!

میں اس عنوان کے ماتحت عربی عبارات کو چھوڑ کر تاریخ ابن
عاصم کے ایک مضمون کا محض اردو ترجمہ لکھے دیتا ہوں اُس میں
خود معاویہ کا وہ آخری بیان منقول ہے، جو اُس نے اپنے
ایک مشیر خاص مدائن کے گورنر سعید ابن زیاد کو مرتے وقت، اپنی
زندگی کے آخری لمحات میں دیا ہے۔

معاویہ بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے۔ شدت تکلیف سے بے قرار
ہے۔ اُسکی شمع حیات جھلملا رہی ہے اور رجاد نجع کا عالم ہے۔
سعید ابن زیاد مدائن کا گورنر آتا ہے۔ معاویہ اُس کو اپنے قریب
بیٹھنے کا حکم دیتا ہے جب وہ بہ اطمینان بیٹھ جاتا ہے تو اُس وقت
دفعتاً معاویہ کی طبیعت کو کچھ سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

معاویہ سعید کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے:۔ اچھا ہوا تم
آگئے میں تم سے آخری ملاقات کا آرزو مند تھا ابو امامہ! تمہیں
اچھی طرح معلوم ہے کہ ۳۳ھ ہجری سے ۱۵ھ ہجری تک میں نے
غیر معمولی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی ہے لیکن آہ! مجھے خود
اطمینان قلب کبھی حاصل نہیں ہوا۔ ابو امامہ تم کیا سمجھتے ہو کہ
میں اطمینان قلب سے کیوں محروم رہا اُس کی ایک وجہ ہے اور زندگی
کے آخری لمحات میں آج میں اُس وجہ کو بے نقاب کرتا ہوں۔

سنو! معاملہ یہ ہے کہ میں جنگ و پیکار کے موقعہ پر جائز و
ناجائز کی بالکل تمیز نہیں کرتا تھا اور ہمیشہ مخالفت اور دشمنی انتقام
میں مذہب سے زیادہ سیاست کا احترام کرتا تھا تمہیں یہ معلوم
ہے کہ میری سب سے زیادہ مخالفت علی کے ساتھ تھی اور میں نے

اُن کو شکست دینے کے لئے اہم سے اہم حکمت عملی اختیار کی لیکن میں آج ایمانداری کے ساتھ اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ علی ایک مومن کامل تھے وہ ظاہراً اور باطناً اسلام کے وفادار تھے اُن کی حق پرستی ستودہ تعریف ہے وہ ادنیٰ اور اعلیٰ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے تھے انہیں اپنے نفس پر بے انتہا قابو حاصل تھا اور اُن کی انکسار پسندی انسانی اخلاق کا ایک حیرت انگیز کرشمہ تھی لیکن وہ سیاست و حکمرانی سے یکسر ناآشنا تھے۔ اِسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر میں نے اُنھیں شکست دی اور اکثر جماعتوں کو اُن کا مخالف بنا دیا۔

منجملہ دیگر حالات کے ایک معمولی سی بات یہ ہے کہ علی جن حاکموں پر اعتماد رکھتے تھے میں نے اُن سے خط و کتابت کی اور اُن کے معاملات کی اطلاع بارگاہ خلافت تک پہنچاتا رہا یہاں تک کہ علی اُن سے برگشتہ ہو گئے اور حکومت سے اُن کو معزول کر دیا۔ پھر اُن میں سے اکثر آدمی میرے پاس آ گئے اور میں نے اُن کی قابلیت سے پورا فائدہ اٹھایا۔

ایک اہم بات اس سلسلہ میں یہ ہے میں نے عثمان کے قتل کا الزام علی پر عائد کیا۔ اور اُن کو پریشان کر دیا۔ حالانکہ در حقیقت اُن کو اس الزام سے پاک سمجھتا تھا اس لئے کہ وہ حلیم اور بردبار تھے اور اکثر اپنے خونخوار دشمنوں سے بھی انتقام کی خواہش تک نہیں کرتے تھے باوجود اِس کے بھی میں اُن کو ملزم ہی مشہور کرتا رہا اور اسی جوش و خروش کے ساتھ میں نے یہ الزام اُن پر عائد کیا کہ اکثر اہل

تدبیر بھی متاثر ہو گئے اور وہ اُن کو مجرم سمجھتے تھے علی نے اِس الزام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اِسکی تردید بھی ضروری نہیں سمجھی حتیٰ کہ یہی چیز اُن کے زوال کا باعث بن گئی۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ علی کو شکست دینے کے بعد میں ایک عظیم الشان اقتدار کا مالک بن گیا۔ قادسیہ۔ مدائن۔ شام۔ بصرہ۔ فلسطین۔ آذربائیجان۔ حمص۔ انطاکیہ اور تقریباً تمام علاقے میری حکومت میں شامل ہو گئے۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن آہ! وہ اطمینان قلب اور آسودگی روح اور عظمت روحانی جو علی کے حصہ میں آئی وہ میرے حصہ میں نہ آسکی۔

شاندار حکومت میرے قبضہ میں تھی زر و جواہر کی کچھ کمی نہ تھی لذیذ کھانے میرے دستر خوان پر ہوتے تھے عمدہ لباس میرے غلاموں کے لئے تیار ہوتا تھا۔ لیکن پھر بھی میں آسودگی خاطر سے محروم رہا اور مجھ کو پتہ چلا کہ حکومت سرتاپا دھوکہ اور فریب ہے۔ اِس کے بعد معاویہ نے اِس مضمون کے اشعار پڑھے:۔

دنیا کا جاہ و جلال۔ لذیذ کھانے اور دل فریب لباس تسکین روح کا پیام نہیں دیتے۔ خوش نصیب ہے وہ دوستی جو اِن فانی لذتوں کو ٹھکرا کر رضائے حق کی جستجو کرتی ہے۔ میں نے عدل و انصاف رحم و کرم اور حق پسندی کے جواہر ریزوں کو نظر انداز کر دیا کیا اچھا ہوتا کہ فانی لذتوں پر ابدی راحتوں کو ترجیح دیتا۔ مجھے اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ میں غمگین ہوں اور میری آنکھیں آنسوؤں کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہیں۔ میں عفو

اور درگذر کا حقدار تو نہیں ہوں لیکن رحیم و کریم خدا سے رحم و کرم ہی
مانگ سکتا ہوں۔

ابھی یہ اشعار ختم نہ ہوئے تھے کہ معاویہ کی حالت بگڑ گئی اور
اُسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

قارئین کرام! یہ ہے معاویہ کا اپنا آخری بیان۔ اسے بغور پڑھیں
اور خود دیکھ لیں کہ معاویہ خود اپنے متعلق کیا کہتا ہے۔ اور حامیان
معاویہ اُس کے متعلق کیسی کیسی باتیں کیا کرتے ہیں۔

۱۔ معاویہ تو اقرار کرتا ہے کہ میں علی کا سخت دشمن اور مخالف
تھا اور حامیان معاویہ کہتے ہیں کہ وہ دشمن نہیں تھا۔

۲۔ معاویہ یہ بیان دیتا ہے کہ میں نے علی کو دھوکا دیکر حکومت
اور خلافت لی اور حامیان معاویہ اُس کے خطار اجتہادی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں

۳۔ معاویہ یہ کہتا ہے کہ میں نے عدل و انصاف اور رحم و کرم
کو چھوڑ دیا اور حامیان معاویہ اُس کے ظالم اور فاسق کہنے والوں
پر فتوے لگاتے ہیں۔

۴۔ معاویہ تو کہتا ہے کہ میں نے علی پر قتل عثمان کا الزام محض
اس لئے لگایا تھا تاکہ حکومت حاصل کرنے کے لئے مجھے ایک بہانہ
اور حیلہ شرعی ہاتھ آجائے اور حامیان معاویہ اُس کے امام
برحق اور خلیفہ صادق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

۵۔ معاویہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے طلحہ۔ زبیر اور ام المومنین
حضرت عائشہ کو دھوکا دیکر علی سے لڑوا دیا اور حامیان یہ کہتے
ہیں کہ معاویہ نے اگر علی سے جنگ کی تھی تو طلحہ۔ زبیر۔ اور

ام المومنین نے بھی توکی تھی۔

۲۔ معاویہ تو اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ میں نے سیاست کی خاطر مذہب کو جائز و ناجائز کے خیال کو چھوڑ کر حق پرستی کو بھی اپنے پس پشت پھینک دیا اور حامیان معاویہ اُس کے لئے بزرگی اور عظمت کا دعوے کرتے ہیں اُسے حضرت معاویہ یا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور جو ایسا نہیں کہتا اُس پر فتویٰ لگاتے ہیں ۔اسی کو کہتے ہیں :۔ مدعی سست گواہ چست

۲۸۔ معاویہ کی موت

معاویہ کی موت کے متعلق میں محاضرات ابو راغب اصفہانی کا یہ بیان بھی ناظرین کے سامنے پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں یہ بیان نہایت ہی عبرت خیز ہے ۔مسلمانوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے۔

مرض معاویۃ فدخل علیہ طبیب فقال لا باس علیک انک تبرء

معاویہ بیمار ہوا ایک طبیب اُس کے پاس آیا کہنے لگا کوئی مضائقہ نہیں تو اچھا ہو جائیگا معاویہ اُس بیماری سے اچھا ہو گیا۔

ثم مرض فدخل علیہ نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق علیہ یبرء من علتہ

اس کے بعد معاویہ پھر بیمار ہوا تو معاویہ کے پاس ایک نصرانی پہنچا اور اُس نے معاویہ سے کہا کہ ہمارے پاس ایک تعویذ ہے یہ تعویذ جس کے گلے میں لٹکا دیا جائے وہ اچھا ہو جاتا ہے۔

فاخذہ و علق علیہ

معاویہ نے اُس تعویذ کو لے لیا اور اپنے گلے میں ڈال لیا۔

فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انہ یموت لا محالۃ فمات

من لیلتہ ۔ اسی دوران میں وہ طبیب جس نے معاویہ کا پیٹ چاک
کیا تھا معاویہ کے پاس آیا اور پھر فوراً پلٹ گیا ۔ اور یہ کہا کہ معاویہ
اب ضرور مر جائیگا ۔ چنانچہ معاویہ اُسی رات کو مر گیا ۔

فقیل للطبیب فی ذلک ۔ اُس طبیب سے پوچھا گیا کہ یہ بات
کیا ہے فقال سمعت امیر المؤمنین ان معاویۃ لا یموت حتی
یعلق فی عنقہ صلیبا والتعویذ الذی کان علیہ صلیب فعلمت
انہ یموت ۔

اس طبیب نے بتلایا کہ امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت
ہے کہ معاویہ اُس وقت تک نہ مرے گا جب تک اُس کے گلے
میں صلیب نہ ڈالی جائے ۔ اور جو تعویذ کہ اُسکے گلے میں تھی اُس پر
صلیب بنی ہوئی تھی اس لئے میں نے جان لیا کہ وہ ضرور مر جائیگا ۔

۲۹ ۔ معاویہ کے متعلق امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک

قبل اس کے کہ میں یہ ذکر کروں کہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ
رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک معاویہ کے متعلق کیا ہے ۔ ضرورت اور نہایت
ہی سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ میں قارئین کرام کے سامنے کچھ
گرد و پیش کے اُس زمانہ کا بھی کچھ حال بیان کر دوں جس میں کہ آئمہ
مذہب موجود تھے ۔

اس کتاب کے پڑھنے والوں نے اس کتاب کے گذشتہ اوراق

اوراق میں یہ پڑھا ہے کہ معاویہ کا زمانہ بالخصوص اور بنی امیہ کا زمانہ بالعموم مومنین کے لئے اور خصوصاً حق گویوں اور حق پرستوں کے لئے کس قدر آفات اور مصائب کا زمانہ تھا ناظرین کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ وہ خطرناک زمانہ تھا کہ جہاں کہیں کسی مومن کامل نے معاویہ کی برائی یا بنی امیہ کی شرارتوں اور خباثتوں کا تذکرہ کیا یا جہاں کہیں کسی نے مولیٰ یا اہل بیت رسول کی مدح و ثنا میں زبان کھولی وہیں اسی وقت اس کی گردن اڑا دی جاتی تھی یا اسے زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ ہزاروں حق گو حضرات محض اسی جرم کی وجہ سے شہید کر دیئے گئے کہ انہوں نے مولیٰ پر لعنت نہیں کی اور معاویہ کی برائی بیان کی۔ آخر ش حضرت حجر ابن عدی اور آپکے ساتھیوں کی کون سی خطا تھی؟

صرف یہی تو خطا تھی کہ آپ حضرات نے حق گوئی سے کام لیا۔ حق و صداقت سے پیچھے قدم نہیں ہٹایا اور اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کر دیں۔ حضرت رشید الہجری کے کس بیدردی اور ظلم کے ساتھ ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور زبان تراشی گئی اور حضرت مالک اشتر کو کس بیدردی کے ساتھ زہر پلا دیا گیا۔ حضرت خالد ابن ولید کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن بھی اسی حق گوئی کے شکار ہو گئے یہاں تک کہ معاویہ نے محبوبۂ محبوب رب العالمین یعنی حضرت ام المومنین جناب صدیقہ کا بھی کوئی پاس و لحاظ نہ کیا اور محض اتنی سی بات کہہ دینے پر کہ اے معاویہ! تو یزید کو اپنا ولی عہد بنانے میں کس کی اقتدا کر رہا ہے آپ کو زندہ درگور کر دیا جس کا مفصل ذکر میری کتاب قول فیصل میں موجود ہے۔

یہی وجہ ہے اور اُس زمانہ کی یہی نزاکت ہے کہ صحابۂ کرام تابعین اور تبع تابعین اکثر و بیشتر معاویہ کے جرائم و مصائب کے بیان کرنے سے ساکت ہے اور بے شک، اس سکوت میں ہمارے یہ پیشوا اور ائمہ معذور تھے اسلئے کہ وہ ایک ایسے زمانہ میں تھے جس میں بنی امیہ اور اُن کے سرکش اُمرا کو دولت، شوکت، حکومت، اور سلطنت حاصل تھی۔ جو کسی مومن کے حق میں نہ کسی معاہدہ کا خیال کرتے تھے۔ اور نہ کسی ذمہ داری ان کا۔ لیکن وہ ایک ایسا خطرناک زمانہ تھا جس زمانہ میں کوئی دلیر سے دلیر اور بہادر سے بہادر شخص کی بھی یہ جرأت اور جسارت نہیں ہوتی تھی کہ وہ معاویہ اور امراء بنی امیہ کے متعلق اُن کے عیوب اُن کے جرائم اور اُن کے ظلم و ستم کی تصریح کر سکے۔ پھر بھی محدثین کرام نے معاویہ اور امراء بنی امیہ کے ظلم و ستم کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور اپنے مسندوں کو اس ذکر سے بھر دیا ہے اور مورخین اسلام نے بھی اپنی تاریخوں کو اُن بیانات سے بھر دیا ہے جیسا کہ اس کتاب کے پڑھنے والوں پر واضح ہو گیا ہو گا۔

بنو امیہ کے بعد بنی عباس کا زمانہ آیا۔ یہ لوگ بھی باوجودیکہ بنو امیہ سے دشمنی رکھتے تھے۔ پھر بھی مولا اور اہل بیت رسول کی طرف کسی فضیلت کے منسوب کئے جانے یا اُنکی پیروی کئے جانے سے دلتنگ ہوتے تھے۔ اور اہلبیت رسول اور اُن کے چاہنے والے ان دونوں حکومتوں کے زمانہ میں انتہا درجہ کی مجبوری در بدری قتل و ہلاکت اور تکلیف و اذیت میں مبتلا تھے۔

بنی عباس باستثنا ئے چند بنو امیہ سے کم بھی دشمن تھے اور

اہل بیت رسول کے بھی دشمن تھے اور ہر اس بات کو ناپسند کرتے تھے جس سے
مولا یا مولی کے اہل بیت کی کوئی منقبت یا فضیلت نکلتی تھی۔
چنانچہ بنی عباس کے ایک بادشاہ نے سید الشہدا کی قبر شریف کو
منہدم کر دیا۔ اور اس زمین پر ہل چلوا کر کھیتی کرا دی۔ اور بعض
نے سادات کرام پر یہ حکم لگا دیا کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہوں اور نہ
کوئی خدمتگار اور ملازم رکھیں۔ اگر کسی سید اور غیر سید کے درمیان
کوئی جھگڑا ہوتا تو ڈگری غیر سید کو دی جاتی تھی۔ نیز یہ کہ بہت سے
اولاد رسول بنی عباس کے جیلوں میں ہلاک ہو گئے۔ تفصیل کی ضرورت
نہیں ہے اس لئے کہ یہ تمام واقعات کتب تواریخ میں تفصیلاً مذکور ہیں
ہیں اس موقع پر ناظرین کی بصارت کی خاطر حضور امام محمد باقر
علیہ السلام کا خود اپنا ایک ذاتی بیان نقل کر دیتا ہوں جس میں
حضور نے مظلومیت اہلبیت کا ذکر فرمایا۔ جسکو حسن محمد علامہ
ابن ابی الحدید نے [illegible] حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔ حضور
امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:-

لم نزل اهل البيت نستذل ونستضام ونقصى ونمتهن
ونحرم ونقتل ونخاف ولا نأمن على دمائنا ودماء اوليائنا

ہم اہلبیت کی ہمیشہ تذلیل کی گئی۔ ہم پر ظلم و ستم کیے گئے۔
ہم دور کیے گئے۔ محروم کیے گئے اور قتل کیے گئے۔ ہم نے خوف و
ہراس میں بسر کی اور ہم کو اپنی اور اپنے دوستوں کی خون ریزی سے
کبھی امن حاصل نہیں ہوا۔

ووجد الكاذبون المبطلون لكذبهم وجحودهم موضعا

حتى يرتقبوا به الى اوليائهم وقضاة السوء وعمال السوء في كل بلدة سے اور جھوٹے اور فتنہ گر لوگوں نے جو اپنے جھوٹ فریب کا اظہار کرتے تھے موقع پاکر ہمارے بارے میں جھوٹی روایتوں کے ذریعہ سے اپنے دوستوں اور بدباطن قاضیوں اور بدباطن حکام کا تقرب ہر ایک شہر میں حاصل کیا۔

فحدثوهم بالاحاديث الموضوعة المكذوبة ورووا عنا ما لم نقله وما لم نفعله ليبغضونا الى الناس سے اور ہماری طرف سے ایسی ایسی جھوٹی اور بے اصل باتیں ان کو پہنچائیں جن کو ہم نے نہ تو کہا تھا اور نہ کیا تھا تاکہ ہمارے بغض و عداوت کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کریں۔

وكان عظم ذلك وكبره زمن معاوية بعد موت الحسن سے اور معاویہ کے زمانہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہم لوگوں کی مصیبتیں اور بلائیں اور بھی عظیم اور خطرناک ہو گئیں۔

فقتلت شيعتنا بكل بلدة وقطعت الايدي والارجل على الظنة وكان من يذكر بحبنا والانقطاع الينا سجن او نهب ماله او هدمت داره سے پس ہر شہر میں ہمارے دوستدار قتل کیے گئے۔ محض شبہ اور تہمت پر اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور جو شخص ہماری محبت کے ساتھ مذکور ہوتا تھا وہ قید کر دیا جاتا تھا یا اس کا مال لوٹ لیا جاتا تھا یا اُس کا گھر اکھاڑ کر گرا دیا جاتا تھا۔

ثم لم يزل البلاء يشتد ويزداد الى زمن عبيد

بن زیاد قاتل الحسین ۔ ہم پر عبیداللہ ابن زیاد کے زمانہ تک جو امام حسین علیہ السلام کا قاتل تھا برابر بلائیں نازل ہوتی رہیں۔

ثم جاء الحجاج فقتلهم كل قتلة واخذهم بكل ظنة وتهمة حتى ان الرجل ليقال له زنديق او كافر احب اليه من ان يقال له شيعة علي ۔ تا آنکہ حجاج کا زمانہ آیا اُس نے ہمارے چاہنے والوں اور ہمارے دوستوں کو شک تہمت اور بدگمانی سے ہر طرح قتل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اگر کسی کو زندیق یا کافر کہہ دیا جاتا تھا تو وہ حجاج کے نزدیک اُس شخص سے کہیں زیادہ محبوب سمجھا جاتا تھا جس کے متعلق یہ کہہ دیا جائے کہ وہ علی کا دوست یا محب ہے۔

وحتى صار الرجل الذي يذكر بالخير ولعله يكون ورعا صدوقا يحدث باحاديث عظيمة عجيبة من تفضيل بعض من قد سلف من الولاة ۔ اور بعض ایسے لوگوں نے جو خیر و خوبی کے ساتھ یاد کئے جاتے تھے اور شاید کہ وہ سچے اور پرہیزگار بھی تھے ایسی ایسی روایات کو نقل کرنا شروع کر دیا۔

ولم يخلق الله تعالى شيئا منها ولا كانت ولا وقعت وهو يحسب انها حق ۔ جو بالکل جھوٹی اور بے اصل تھیں مگر اُن روایات کے نقل کرنے والے اُن روایات کو صحیح اور حق سمجھتے تھے۔

لكثرة من قد رواها ممن لا يعرف بكذب ولا بقلة ورع ۔ اس لئے کہ اُن کو ایسے لوگوں نے بکثرت روایت کیا تھا جو جھوٹ اور بدپرہیزی کے ساتھ متہم نہ تھے۔

قارئین کرام! یہی وہ نازک، پُر خطر اور خوفناک دور زمانہ تھا جس
میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تھے اور
اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ ایسے پُر خطر زمانہ میں اگر کسی بزرگ
کی زبان سے بنی امیہ کی برائی اشارۃً اور کنایۃً بھی
نکل جاتی اور وہ پکڑا جاتا۔ تو نتیجہ اس کا جان کا خطرہ اور مصائب
و مشکلات کے برابر ہے جنکو آج اگر اس زمانہ میں بیسیوں دفاتر
اور جلدوں کے اندر بالتفصیل اور بالتصریح بیان کیا جائے گا۔
یہی وہ خاص نکتہ ہے جس کو سامنے رکھ کر ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا
کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ کیا اور عقیدہ معاویہ کے
کیا ہے۔

مروان الحمار بنی امیہ کا آخری بادشاہ ہے جس کے ہاتھوں اس کا باپ
ملک کے اندر بنی امیہ کا تختہ الٹ گیا اور بنی عباس کا پہلا بادشاہ
سفاح تاج و تخت کا مالک بن گیا۔ سفاح کے مرنے کے بعد
منصور عباسی بنی عباس کا دوسرا بادشاہ سریر آرائے سلطنت
ہوا اور ہارون۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے گزشتہ دور ہدایت کا
یہی زمانہ ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت امام صاحب کا زمانہ بنی امیہ
کے انتشار اور بنی عباس کی ابتدا کا زمانہ ہے۔ اور قارئین کرام
اس امر کو بخوبی محسوس کرتے ہیں کہ حضور کا زمانہ کس قدر نازک
اور پُر خطر زمانہ ہے۔

واہ رے جرأت و جسارت کہ آپ ببانگ دہل اعلان فرماتے
ہیں کہ میں علی کا جان نثار اور معاویہ کا دشمن ہوں ملاحظہ ہو۔

قال ابوحنیفہ رحمہ اللہ اتدرون لم یبغضنا اھل الشام قالوا لا ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اہل شام ہم سے کیوں دشمنی رکھتے ہیں لوگوں نے کہا جی نہیں ۔

قال لانا نعتقد ان لو حضرنا عسکر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ لکنا نعین علیا علی معاویۃ و نقاتل معاویۃ لاجل علی فلذالک لا یحبوننا آپ نے فرمایا ہمارا اعتقاد ہے کہ اگر ہم حضور مولا کے لشکر میں موجود ہوتے تو ہم معاویہ کے مقابلہ میں مولا کی مدد کرتے اور مولا کے واسطے معاویہ سے جنگ کرتے ۔ یہی سبب ہے کہ اہل شام ہم سے دشمنی رکھتے ہیں ۔

کذا فی التمہید فی بیان التوحید لابی شکور السلمی ۔ یہی مضمون علامہ ابوشکور سلمی کی کتاب التمہید فی بیان التوحید میں بھی ہے ۔

ناظرین ! یہ ہے ہمارے امام صاحب کا مسلک اور عقیدہ معاویہ کے بارے میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اعتقاداً مولا کے جان نثار اور معاویہ کے دشمن ہیں ۔ اب آپ کے مقلدین کو اختیار ہے کہ چاہے وہ آپ کے عقیدہ کی پیروی کرتے ہوئے معاویہ کے دشمن بنیں یا اسکی دوستی کا دم بھرا کریں ۔

۳۰ ۔ امام اعظم اور محبت اہلبیت

ہمارے سردار امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اہلبیت اطہار کے جان نثار اور عاشق زار تھے۔ چنانچہ اس کا ذکر علامہ ابن حجر الہیتمی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲۲ میں کیا ہے۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں:-

وکان ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ ذا اھل البیت کثیر التقرب الیہم بالانفاق علی المستترین منہم والظاھرین حتی قیل انہ بعث الی مستتر منہم اثنی عشر الف درہم وکان یحث اصحابہ علی ذلک۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار کی بہت زیادہ عزت اور خدمت کرتے تھے اور اہل بیت کرام کے اُن حاجتمندوں پر جو پوشیدہ تھے اور ظاہر تھے نقد نذرانے کی صورت میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بار آپ نے اہل بیت کے [illegible] پوشیدہ حاجتمند کی خدمت میں بارہ ہزار درہم بھیجے۔ حضرت امام اعظم اہل بیت اطہار کی خود ہی تعظیم و تکریم نہیں کرتے تھے بلکہ اس امر کے لیے اپنے اصحاب کو بھی تاکید فرماتے اور شوق دلاتے تھے۔

ہمارے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ بھی علم کی دولت پائی تھی وہ بھی رسول اللہ ہی کے دو فرزندوں کے فیض صحبت سے پائی تھی جیسا کہ دُرِّ مختار میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ امام اعظم تین برس تک سیدنا حضرت امام باقر علیہ السلام اور سیدنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں رہے اور علم ظاہر اور علم باطن سے آراستہ ہوئے خاص کر

دو سال مکمل سیدنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت
میں رہکر علم سلوک کے منازل کو طے کیا اور آپ ہی کی بیعت کر کے
خرقہ و خلافت بھی آپ ہی سے حاصل کیا۔ ہمارے امام صاحب
فرمایا کرتے تھے :- لولا السنتان لهلک نعمان یعنی اگر یہ دو
سال نہ ملتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

ایک شخص نے ہمارے امام صاحب سے دریافت کیا کہ آپکی
عمر کتنے سال کی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میری عمر صرف دو
سال کی ہے۔ پوچھنے والے نے کہا کہ آپکی عمر تو پچاس برس
کی معلوم ہوتی ہے آپ نے صرف دو سال کس طرح فرما دیا۔
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا حسین اور معنی خیز جواب
دیا! فرمایا میری عمر سب بیکار گئی اس لئے اُس کا حساب نہیں
ہاں صرف دو سال جو سیدنا حضرت امام جعفر علیہ السلام
کی خدمت اقدس میں باکار گذرے وہی میری عمر ہے۔

امام اعظم کے چاہنے والو! کیا تم بھی اپنے امام کے قدم
بہ قدم نہیں چلنا چاہتے؟ اہل بیت رسول کے شیدائی اور
فدائی بنو اور اگر صحیح معنوں میں حنفی بننا چاہتے ہو تو اولاد
رسول اللہ کی عزت اور خدمت کرو۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کا یہی مذہب اور یہی مسلک ہے۔

۱۳۲- اولیاء امت اور غم حسین علیہ السلام

ہمارے ملک کے تمام بزرگان دین اور اولیاء اللہ ہمیشہ

سے عاشورہ کے دن غم حسین کرتے تھے اُس دن سادات کرام سے تعزیت اور ماتم پرسی کرتے تھے۔ اُن کے عیال و اطفال پر وسعت کرتے تھے۔ اُنھیں تحفے تحائف دیتے تھے۔ نذریں پیش کرتے تھے۔ اور حدیث رسول:- من وسّع علی عیالہ یوم عاشوراء وسّع اللہ لہ سائر السنۃ کلہا النعمۃ کا مفہوم وہ یہی سمجھتے تھے جس پر اُن کا عمل تھا یعنی لفظ عیالہ سے وہ اپنی عیال قرار نہیں دیتے تھے بلکہ وہ سادات کرام کے عیال و اطفال پر وسعت کرنا مراد لیتے تھے اور حضور سرورکائنات کے اِس ارشاد گرامی کا اصل مطلب بھی یہی ہے۔

(۱) شیخ الاسلام حضور بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ عاشورہ کے دن شہادت حسین کا ذکر فرماتے تھے اور ہائے ہائے کرکے بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔

(۲) حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کی بھی یہی حالت تھی جیسا کہ آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے۔

(۳) لطائف اشرفی میں حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق مذکور ہے:- رسم عزا برپا داشتند چنانکہ لباس زینت دریں عشرہ نمی پوشیدند و اسباب عیش و شادی ترک می کردند۔ یعنی حضرت مخدوم کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ عشرۂ محرم میں رسم عزاداری برپا کرتے تھے لباس فاخرہ نہیں پہنتے تھے اور عیش و عشرت کے سامانوں کو ترک کر دیتے تھے۔

(۴) حضرت شیخ الاسلام حضرت مخدوم پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ کے احوال میں بھی لکھا ہے کہ دس دن محرم کے وہ برابر گریہ و زاری

کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے ؎ طرفہ دلے باشد کہ بماتم خاندان
رسول و جگر گوشگان بتول نگرید و عزائے او ندارد کسیکہ در چنیں
ماتم نگرید دل آنکس مگر از سنگ باشد ؎
وہ دل بھی عجیب ہے جو خاندان رسول اور جگر گوشگان بتول
کے ماتم میں آنسو نہ بہائے اور اُن کا غم نہ کرے پس وہ شخص جو
اس غم میں نہیں روتا اُس کا دل دل نہیں ہے بلکہ اُس کا دل پتھر ہے۔
(۵) حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز بھی محرم میں گریہ و بکا میں
مصروف رہتے تھے جیسا کہ آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے۔
(۶) حضرت سید عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی عشرۂ
محرم کا بڑا ہی اثر ہوتا تھا۔
(۷) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار
میں فرماتے ہیں کہ حضرت احمد رشید (؟) رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگانِ
دین کا بھی یہی دستور رہا۔ عاشورہ کے دن یہ حضرات کھانا
سادات کے گھر لے جاتے تھے اور رسم ماتم پرسی کرتے تھے۔

۴۳۔ معاویہ کو حضرت معاویہ کہنا یا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنا شرعاً ممنوع ہے

اما ادلتہ منع تفسیقہ والترضی عنہ فقد اوردناہا اذ ذاک
کثیرۃ ولکنا نزید من احاط فایرجع الیہ طالب الحق ویاخذ
الیہ من دینہ ورد ... الانصاف ولم یعم بصیرتہ التقلید۔

والتعصب ۔ اب ہم اُن دلائل کو بیان کرتے ہیں جو معاویہ کو از
روئے قرآن و بزرگ حضرت خاطیہ یا معاویہ رضی اللہ عنہ سے
باغی ہیں ۔ ایسے دلائل تو بہت ہیں لیکن میں اُن میں کا کچھ ہی حصہ
بیان کرتا ہوں جس کو ادنیٰ عقل والے بھی حق سمجھ کر سکے ۔ اور وہ شخص جو
انصاف کو اپنا شیوہ اور اپنا شعار بنائے ہوئے ہو اور باطل تقلید
اور تعصب نے جس کی آنکھوں کو اندھا نہ کر دیا ہو اُن دلائل شرعیہ
سے مطمئن ہو جائے گا ۔

۱۔ اخرج البیہقی فی شعب الایمان وابن ابی الدنیا وابو
یعلی عن انس وابن عدی عن بریدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال :۔ اذا مدح الفاسق غضب الرب فاھتز لہ
العرش ۔ حدیث صحیح ہے

علامہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن ابی الدنیا اور ابو
یعلی نے حضرت انس سے اور حضرت ابن عدی نے حضرت بریدہ سے
روایت کی ہے کہ جب کسی فاسق کی تعریف یا بڑائی کی جاتی ہے تو اللہ پاک
غضبناک ہو جاتے ہیں اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے ۔ یہ حدیث صحیح
ہے ۔

۲۔ وروی ابو نصر السجزی فی الابانۃ من حدیث ابن عمر و
ابن عباس رضی اللہ عنہم مرفوعا :۔ من وقر صاحب بدعۃ
فقد اعان علی ھدم الایمان واخرجہ ابن عدی عن عائشۃ

اور علامہ ابو نصر سجزی نے ابانہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت
ابن عباس کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص کسی بدعتی

کی عزت اور بڑائی کرے تو اُس نے ارکان ایمان کے ڈھا دینے پر مدد کی ۔ اِس حدیث کو حضرت ابن عدی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے ۔

۱۳ ۔ واخرج ابونعیم فی الحلیتہ والهروی فی ذم الکلام من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال :۔ من نظر الی صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ ملاء اللہ قلبہ امنا وایمانا ومن انتھر صاحب بدعۃ امنہ اللہ یوم الفزع الاکبر ومن الان لہ او اکرمہ او لقیہ ببشر فقد استخف بما انزل علی محمد ۔

علامہ ابونعیم نے حلیہ میں اور علامہ ہروی نے حضرت ابن عمر کی حدیث سے جس میں کج بحثی اور مجادلہ کی مذمت وارد ہے ۔ حضور سرور کائنات سے روایت کی ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی طرف محض بوجہ اُس نظر عداوت سے دیکھے تو اللہ اُس کے قلب کو امن و امان سے بھر دیں گے اور جو شخص کسی بدعتی کو جھڑک دے گا تو اللہ اس کو بروز قیامت امن دیں گے ۔ اور جو اُس سے نرمی کرے گا یا اس کی عزت اور بڑائی کرے گا یا اُس سے بکشادہ پیشانی ملاقات کرے گا پس اُس نے اُس شریعت کی توہین کی جو محمد الرسول پر نازل ہوئی ہے ۔

۱۴ ۔ واخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب الصمت وابونعیم فی الحلیتہ والزمخشری فی سورۃ ھود من قول الحسن :۔ من دعا الظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی ارضہ ۔ اور علامہ

ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں اور امام ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کی ہے اور اس کو علامہ زمخشری نے تفسیر سورۂ ہود میں حضرت حسن بصری کے قول سے وارد کیا ہے کہ جس نے ظالم کے واسطے طول عمر کی دعا کی تو اس نے چاہا کہ خدا کی زمین میں اس کی نافرمانی کی جائے۔

قال الشیخ الغزالی فان جاوز الدعاء الی الثناء علیہ فذکر ما لیس فیہ کان کاذبا ومنافقا ومکرما للظالم وذکرہ فی الاحیاء عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت امام غزالی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اگر دعا سے تجاوز کر کے اس کی صفت و ثنا کرنے لگے اور وہ اوصاف بیان کرے جو اس میں نہیں ہیں تو وہ جھوٹا ہے منافق ہے اور ظالم کی بڑائی کرنے والا ہے۔ آپ نے اس حدیث کو حضور سرور کائنات سے نقل کر کے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے۔

۵۔ واخرج الحاکم فی المستدرک والبیہقی واحمد فی المسند وابو داؤد والنسائی عن بریدۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لا تقولوا للمنافق سیدنا فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم

اور علامہ حاکم نے مستدرک میں اور علامہ بیہقی نے اور امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں اور علامہ ابو داؤد اور امام نسائی نے بروایت حضرت بریدہ حضور سرور کائنات سے روایت کی ہے کہ منافق کو سیدنا تو اے ہمارے سردار

مت کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہو تو تم نے اپنے رب کو ناراض کردیا۔

۶۔ واخرج الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی شعب الایمان عن بن بریدۃ ایضا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال:- اذا قال الرجل للمنافق یا سیدی لقد اغضب ربہ ؎

اور علامہ حاکم نے مستدرک میں اور علامہ بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت حضرت بریدہ حضور سرور کائنات سے روایت کی ہے کہ جس وقت کسی شخص نے کسی منافق کو یا سیدی کہا پس اُس نے اپنے رب کو غضبناک کیا۔

۷۔ وجاء عنہ علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام من مدح سلطانا جائرا او احتفی بہ او تواضع لہ طمعا فیہ کان قرینہ فی النار ؎

اور علامہ حاکم نے ہی مستدرک میں یہ روایت بھی کی ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کی تعریف یا بڑائی کی یا جس نے اسکی طرف توجہ کی یا جو بھی اُسکے ساتھ بغرض طمع تواضع پیش آیا تو وہ اس کا جہنم میں ساتھی ہوگا۔

۸۔ وقال اللہ تعالیٰ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ؎

اور جو لوگ ظالم ہیں اُنکی طرف مائل نہ ہو ورنہ آگ تم کو چھوئیگی۔

وحیث علمت ما ذکر تعلم ان تسوید معاویۃ والترضی

تعظیماً لہ مغضب للرب کما فی حدیث انس وحدیث بریدۃ ہے

جب بیانات مذکورہ بالا ذہن نشین ہو گئے تو اُن سے یہ معلوم ہو گیا کہ معاویہ کو حضرت معاویہ کہنا یا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنا یا اُسکی عزت یا بڑائی کرنی یا اُس سے رضا اور خوشنودی کا اظہار کرنا حضرت انس اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق موجب غضب پروردگار ہے۔

واستخفافہ بما انزل اللہ علی رسولہ کما فی حدیث ابن عمر ہے

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق اُس شریعت مطہرہ کی توہین ہے جسکو اللہ پاک نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے۔

واعانتہ علی ھدم الاسلام کما فی حدیث ابن عباس ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق اسلام کے ڈھا دینے اور مٹا دینے میں مدد اور اعانت کرنی ہے۔

وسخط اللہ بہ کما فی حدیث بریدۃ ہے

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اللہ پاک سے دشمنی اور عداوت کرنی ہے۔

ومحبتہ لعصیان اللہ کما جاء عن الحسن ہے

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اللہ کی نافرمانی کی رغبت اور گناہ اور عصیان کے ساتھ محبت کرنی ہے۔

غلط نامہ اغلاط کتابت

قارئین کرام اغلاط کتابت کی اصلاح اس غلط نامہ سے کرلیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	امتہ	امتہ
"	۱۰	النَیّران	النّیران
"	۱۴	ولادنیٰ	او ادنیٰ
۳	۱	ظاہل المقال	ظاہر المقال
"	۱۱	بین	اظہر
"	۲۰	اگر	اگر او اذا
۴	۱۰	واللہ	وللہ
"	۱۴	لکلمتہ	الکلمتہ
"	۲۱	بطونیھم	بطونھم
۵	۱۷	اَن	اِن
۶	۸	العبادی	العباد
"	۱۶	الشتھر	اشتھر
۷	۲	بنسترالمانحتہ	فی السنتہ السالفتہ
"	۳	الترضیٰ	الترضیا
۸	۵	فاملئہ	فائلہ
"	۱۲	واللہ	وللہ
۹	۱	بہتان	ظلم
"	۴	بہتان	ظلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۲	علی مولی بالشر	بالمولی اظنوناً
۱۰	۹	التفاسیر	کتب التفاسیر
"	"	هذه المستندات	تلک المستندات
"	۱۹	یظنون الی وال احبابی	یظنون بی وباحبابی
۱۱	۳	والفساق	وناسقون
۱۱	۷	باسماء لهؤلاء	لهذه الاسماء
۱۱	۱۴	سوءً	سیئاً
۱۲	۹	کفر	الکفر
"	۱۳	الا	الاان
"	"	رسالة	رسالته
"	۱۶	بمطالعتها	بمطالعتهما
"	۲۱	بائنات	بائنة
۱۳	۳	رسالة	رسالتی
"	۵	کلاهما	کلتها
"	۶	اور	اور میرا
۱۴	۱۰	کتب المطلوب	الکتب المطلوبة
۱۵	۹	المشیر	مسئول
۱۹	۱۲	متعد	متحد
"	"	ذی فند	ذی فنن
۲۰	۳	ملامغائر تنبیه	فلا مغائرة

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰	۱۲	الہیہ	الہیہ
۲۴	۱۵	اجرجہ الملا	اخرجہ الملا
۲۵	۱	ابی بکر الفتوانی نے	ابی بکر الفتوانی نے کی ہے
"	۳	نجعلوا	فجعلوا
۲۶	۱۶	نجعلنی	فجعلنی
"	۱۷	وفجعلنی	وجعلنی
"	"	التبائل	القبائل
۲۸	۶	بدعت	بدلت
۳۴	۱۲	نبیر	تنبیہ
۳۶	۷	علامہ	علامۃ
"	۹	اکرہ	اکرہہ
۳۵	۵	الحافظ ابو الکرام	شمقۃ الحافظ ابو الکرام
"	۱۵	ولے	وے
۴۱	۱	وشہوھا	وشہدھا
۴۲	۵	لما لما	لما
"	۲۰	بجلسہا	نجسلہا
۴۳	۵	بجنز	بحفر
"	۱۹	لطفیل	بطفیل
۴۴	۱	نہو	نحو
۴۵	۸	السان	ابن السمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۱۹	دایک	محمد ایک
۴۰	۴	میری [illegible]	میری نسبت
۵۴	۱۳	ابن مردویہ	ابن مردویہ
۵۶	۱	وعا شہ	ونا اقام
〃	۱۶	حل	جعل
۶۰	۱۳	مما	لما
〃	۱۵	قینة	قبضتہ
۶۲	۲	حصور	حضور
۶۶	۱۶	ذرتیی	ذریتی
۶۷	۲۰	دانشققتہ	منشقتہ
۶۸	۳	بجبل	بجلدہ
〃	۷	وان تفضل الانبیاء	وان فضل الانبیاء
〃	۲۱	ہنستے ہیں	مسکراتے ہیں
۶۹	۷	الناهر	الباهر
〃	۲۱	بحصل الخلیقة	حسن الخلیقة
۷۰	۴	حمال التقال	حمال اثقال
〃	۸	فی	فی
〃	〃	لالشہور	لاالتشہور
۷	۱۵	نقیتہ	نقیبتہ
〃	〃	رحب الغناء	رحب الفناء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۱۸	عمہ البریتہ	عم البریتہ
"	"	فانقشعت	فانفشعت
۷۱	۳	یسطا	بُسطا
"	"	آن	ان
"	۴	کے	رہانکے
"	۶	محترم	محتدم
۷۲	۷	بہہ الکلیم،	بہہ الکلم،
"	۱۳	جابل لاندلسی	جابل الاندلسی
"	۲۰	چیزوں	پتھروں
۷۳	۱	علیہم السلام	علیہما السلام
"	۱۱	ہی	یہی
۷۶	۱۲	قبیتہ	قتیبتہ
"	"	ذالی	والی
"	۱۵	فتجت	فتجبت
"	۱۶	قبہ	قتیبہ
۷۷	۱۱	تجزی	وتجزی
"	"	ذکرا	ذکریا
۷۸	۱۰	کسی نے	کس نے
۷۹	۱۰	مام	نام
"	۱۴	حضرات	حضرت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۰	۵	کاہنا	کاہنا
۸۵	۱۳	سوزدوی	سودی
۸۶	۱۵	پائہ اقدس	پایۂ اقدس
۹۲	۲	کرا ہے	کرے ہے
۹۳	۹	نجرت	[illegible]
"	۱۴	وحالوا	وحالدا
"	۱۵	قاطۃ	قطرۃ
۱۰۰	۱۳	ہیں	ہے
۱۰۱	۱۴	حضرت امام اعظم کے ترجمان	حضرات اہل سنت کے ترجمان
۱۰۲	۷	بعض بعض	بعض
"	۱۶	ان	اُن کے
۱۰۳	۴	ہم متبعین امام ابوحنیفہ	ہم اہل سنت وجماعت
۱۰۴	۷	نا	ما
۱۱۲	۲۱	فی فرمایند	می فرمایند
۱۱۴	۱۷	دقال الاما	وقال الامام
۱۱۸	۲۱	باکثرت ثواب	یاکثرت ثواب
۱۱۹	۸	تجزکی	تجزی
۱۲۱	۳	ففنل	فصل
"	۱۳	بزدری	بزدری
۱۲۶	۸	الی	ای

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۵	۱۹	کرم	کردم
۱۲۷	۱۳	عبار	عبارت
۱۲۸	۱۴	مصطفٰی	مصطفٰی اور
۱۳۴	۱۷	اصلاح	اصطلاح
۱۴۰	۲۰	مطالحت	مطابعت
۱۴۳	۱۰	اعصمتکم	اعتصمتم
۱۴۵	۱۲	اباخیہ	اباضیہ
۱۴۷	۱۶	فطرتی	فطری
۱۴۸	۹	علما	اور علمار
"	"	نے	نے عموماً
۱۵۲	۱۸	اساۃ البیب	اساۃ اللبیب
۱۵۳	۱۹	فرمودہ است	فرمودہ است
۱۵۹	۱۱	حَمَّالَۃَ الْحَلَب	حَمَّالَۃُ الْحَطَب
۱۶۹	۲۰	محبا جاہ	حب جاہ
۱۷۱	۶	لَا وَ اٰتَاتَیْھِمْ	لِمَا اٰتٰھُمْ
۱۷۵	۲۰	پوروگار	پروردگار
۱۸۸	۱۶	خالص	محض
۱۹۷	۲۰	اٰزیۃ	اٰیۃ
۱۹۸	۶	ھٰذِی التاجل	ھٰذِی الرجل
۲۰۰	۲۱	نفضا	بغضا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۲	جب نبی امیہ	جب نبی امیہ حاکم ہوں گے
۲۰۸	۷	خنفہمہ	خلفہمہ
۲۱۴	۱۸	نقل لہ الامنۃ	نقل العلامۃ
۲۱۸	۶	یذہب الناس	یذہب الناس
"	۲۰	النفر	النفر
۲۲۰	۲	دریجی	طریجی
"	۴	"	"
"	۱۲	عنایت کرم	عنایت و کرم
۲۲۳	۱۴	یا فخر	یا صخر
"	"	بیذ	بیذر
"	۱۵	والراقیات	والراقصات
"	"	حرقا	حرقا
۲۲۵	۱۸	سطور	مسطور
۲۲۶	۲۰	مرک	مکک
۲۲۸	۶	لقاء اتاہ	لقد اتاہ موت علی امیر المؤمنین
"	"	قال	(بیکار لکھ دیا ہے)
۲۳۱	۱۰	عاشق	عاش
"	"	الذنائع	الذنائع
"	۱۶	الجیل	الجبل
۲۳۳	۱۹	عام سابقۃ	ام سابقۃ
۲۳۵		الی سعید	ابی سعید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۰	طولی	طوبیٰ
۲۴۶	۱	حنیفہ رضی اللہ بغیض اللہ	دیکھو نہیں لکھ گیا ہے
۲۴۲	۲	ہو گئی	ہو گئے گزر
۲۵۰	۷	نصمتہ الیمن	نفثۃ الیمن
"	۸	وھا ہودا	وھا صوذا۔
"	۹	دنال	دنال
۲۵۲	۱۱	ھرل	ھرلی
۲۶۲	۲۰	ذاشوا	ذاشوا
۲۶۱	۲	حال	خالی
۲۶۶	۷	مصی	مضی
"	۱۸	پیرا	پیرایہ
۲۷۰	۹	یوصیتہ	یوصیانہ
"	۲۰	عہدہ	عہدہ پر
۲۷۵	۳	مالسبب	بالسبب
۲۷۶	۴	التنزری	المنبزری
۲۸۱	۱۷	اور یہ وہ شخص	اور یہی وہ شخص ہے جیس
۲۹۷	۲۱	پے در پے	پے در پے
۳۰۰	۶	شاشا	شاتہا
"	"	فاستلحتہ	فاستلحقتہ
۳۰۲	۸	اور جیسے کہ	اور جیسے کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۱۵	لستجھے	یستجھے
”	۱۷	امدال	احوال
۳۰۶	۲	بھپانے میں	پھیلانے میں
۳۲۲	۱۷	ینر دجھا	ینر دجھا
۳۲۸	۱۸	میدوانت	میدانست
۳۳۰	۲	ولے	وے
”	۱۶	مرأت العجائب	مرآة العجائب
۳۳۳	۱۷	حضرتھے	حضرتھے
”	”	حضرتک	حضرتک
”	۱۸	اصھنا	اجہنا
۳۳۵	۱۵	عنرق	عترق
۳۳۶	۱۳	بوالکفیہ	بوالفقیہ
”	۱۴	یمرج	بمرج
۳۳۹	۱۱	دھاددسا ۲ء	دھاردآگرہ
۳۴۴	۱۵	جامر	جائز
۳۴۶	”	مقبول الدعا	ہر مقبول الدعا
”	۱۷	حرت	حسرت
۳۵۱	۹	بقول معاویہ کے	بقول معاویہ
۳۵۳	۱۹	جہاں	یہاں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۲	۵	اضابت المسماۃ	اصابت المسماۃ
۳۴۳	۱۱	قمر	تمر
۳۶۲	۲	آپ فرمایا	آپنے فرمایا
۳۶۴	۱۴	مغلق	متعلق
۳۶۹	۵	غسل	بمثل
۳۷۰	۱۴	جاری کرو	جاری کیں
۳۷۲	۱۱	قتیل	قتل
۳۸۰	۱۰	انشدک اللہ	انشدک اللہ
۳۸۲	۶	بکلہ	بطہ
۳۸۴	۳	نئے حادثہ کی وجہ سے	نئے حادثہ کی وجہ سے
۴۰۹	۱۵	تمعن	نمتعن
۴۱۹	۱۹	کتاب الصحت	کتاب الصمت
۴۲۲	۸	ما	بما
۴۳۴	۱۶	جو کام	جو کوئی کام